شش ماهی مجله

میراث برصغیر

(برصغیر کے علمی، تحقیقی، ادبی اور ثقافتی آثار کا ترجمان)

پہلا سال

پہلا اور دوسرا شمارہ

محرم الحرام و جمادی الثانی ۱۴۳۲ ہجری بمطابق ۲۰۱۱ عیسوی

میراث برصغیر «شش ماہی»

(برصغیر کے علمی، تحقیقی، ادبی اور ثقافتی آثار کا ترجمان)

صاحب امتیاز:

مرکز احیاء آثار برصغیر (ماب)

نظارت علمی:

مفسر قرآن آیت اللہ طالب جوہری
حجۃ الاسلام محمد تقی رحیمیان
حجۃ الاسلام علی نقی قرائی
حجۃ الاسلام علی رضا صالحی
حجۃ الاسلام سید شجاعت حسین
حجۃ الاسلام محمد رضا دووانی
حجۃ الاسلام طاہر عباس

مدیر اعلیٰ: طاہر عباس اعوان
معاون خصوصی: مہدی رضا ایمانی
معاون مدیر: سید محسن حسینی کشمیری، مجتبیٰ سیری نژاد
مدیر اجرائی: سید ساغر عباس نقوی
ناظم امور فنی: عبد الستار محمدی

رابطہ برای حصول مجلہ:

پاکستان: مجاہد عباس اعوان
فون: 00923333854398

حیدر آباد دکن (ہندوستان): باب العلم لائبریری
فون: 00919391312386

ہندوستان: مرکز احیاء آثار برصغیر (شعبہ کشمیر)
فون: 00919796737269

عراق: سید تنویر حسین نقوی
فون: 009647704317542

شام: سید ظہیر الحسنین شیرازی
فون: 00963933013932

برطانیہ: شیخ عباس رضا
فون: 00441618392866

ایران:
Ph: 0098-251-8848746
Mob: 0098-919-9704372
e-mail: maab1431@yahoo.com

اکاؤنٹ نمبر:

حبیب بینک برانچ کراچی نمبر ۱۵	08897900284303
بانک ملی ایران شعبہ حجتیہ قم	0340215265000

انتشارات مرکز احیاء آثار برصغیر، کراچی

قیمت: 250/روپے

نوٹ

مآب کسی خاص خاندان یا کسی خاص شخص کا ترجمان نہیں ہے، بلکہ ہماری کوشش ہے کہ وقتاً فوقتاً برصغیر کی عظیم شخصیات کے بارے میں خصوصی شمارے ملت کے ہاتھوں پہنچائے جائیں، اس میں ہمارے پیش نظر وہ شخصیات ہیں جنہوں نے مذہب حقہ کی نمایاں و مخلصانہ طور پر علمی، فرہنگی، اجتماعی خدمات انجام دی ہوں، اس حوالے سے سینکڑوں شخصیات ابھی تک ایسی موجود ہیں جنکے نام اور انکے آثار سے بھی نسل جدید واقف نہیں ہے جن کے چند نمونے ہم نے ابتداء اداریہ میں پیش کیے ہیں۔

مجلہ میراث برصغیر میں مرحومین کی تحریروں کو محققین مآب کی آراء کے بعد زیور طبع سے آراستہ کیا جائے گا اور بقید حیات اہل قلم (خدا انہیں زندہ وسلامت رکھے) کی تحریروں میں سے فقط وہ تحریریں نشر ہوں گی جو مندرجہ ذیل تین موضوعات میں سے کسی ایک سے متعلق ہوں:

۱۔ **تاریخ تشیع:** برصغیر میں تاریخ تشیع کے عنوان سے کسی بھی موضوع پر قلم اُٹھایا گیا ہو۔ مثلاً شیعہ حکومتیں، عزاداری، تحریکیں، تنظیمیں، علاقے، خاندان، موقوفات، مقابر، مذہبی رسومات ومذہبی مقامات۔

۲۔ **تراجم:** یعنی مرحوم شیعہ اہم شخصیات اور ان کے آثار وخدمات سے متعلق ہو۔

۳۔ **کتاب شناسی:** یعنی کسی خاص ایک کتاب، خاص شخص کی کتابیں، خاص کتابخانہ کی فہرست کسی خاص موضوع یا کسی ایک خاندان کی علمی میراث وغیرہ کے حوالے سے قلم اُٹھایا گیا ہو۔

ادارے کا صاحب مقالہ (زندہ یا مرحوم) کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

«من لم يشكر الناس لم يشكر الله»

(تفسیر نور الثقلین، ج ۵، ص ۱۳۸۔)

ہم تہہ دل سے ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں۔ جنہوں نے موسسہ "مرکز احیاء آثار برصغیر (مآب)" کی ترقی کے لیے ہمارے ساتھ دامے، درمے، سخنے اور قدمے تعاون فرمایا۔ خصوصاً ان خیرین (کثر اللہ امثالہم) کہ جن میں سے بعض احباب نے اپنا نام دینا مناسب نہیں سمجھا لیکن مرکز کے اہداف کو عملی جامعہ پہننے کے لیے اور بالخصوص مجلہ میراث برصغیر کے اس نمبر میں خصوصی تعاون فرمایا۔

قارئین کرام سے التماس ہے کہ معاونین مرکز احیاء آثار برصغیر (مآب) اور دیگر خادمین مکتب اہل بیت علیہم السلام کے مرحومین کی مغفرت کے لیے دعا گو رہیں۔

والسلام

مرکز احیاء آثار برصغیر

فہرست عناوین

سید العلماءؒ در آئینہ منظومات

اجازات علماء اعلام شیعہ

الف) اجازۂ روایت

ب) اجازۂ اجتہاد

اجازۃ الاجتہاد

سید العلماءؒ

بعنوان

ادیب عربی و فارسی

(تائیدات و تصریحات)

الف: تائیدات ادب عرب

ب: تائیدات مدرس عربی و فارسی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال علي عليه السلام: «لا سنة افضل من التحقيق»

(عیون الحکم والمواعظ، ص ۵۳۴)

ترقیِ اقوام کا راز صرف اکابر ملت اور ان کے آثار کو زندہ رکھنے میں ہے۔ (مرزا محمد ھادی عزیز لکھنوی)

زندہ وجاوید قوموں کا دستور ہے کہ وہ اپنے بزرگوں اور محسنوں کی یاد کو ہمیشہ تازہ اور ان کی میراث کو محفوظ رکھنے کیلئے ہمیشہ کوشاں رہتی ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑھ رہا ہے کہ ملت اسلامیہ کے وہ بزرگ اور محسنان اسلام کہ جنھوں نے حضرت علی علیہ السلام کے اس فرمان "تحقیق سے افضل کوئی سنت نہیں" کے مطابق دن اور رات کا فرق مٹاتے ہوئے، گرمی کی شدت اور سردی کی ہدّت کی پرواہ کئے بغیر اور جان ومال کی پرواہ کیے بغیر مذھب حقہ کے دفاع میں جو علمی کارنامے اور تحقیقی کاوشیں سپرد قلم کی تھیں اور جس کے نتیجے میں سینکڑوں دانشوروں کو جام شھادت نوش کرنا پڑا۔

ان کی یہ علمی میراث یا تو فراموشی کے صندوق میں میں مقفل میں ہے یا پھر ان میں سے بیشتر زمانہ کی ستم ظریفیوں اور ورثاء کی عدم توجہی کی وجہ سے صفحہ ہستی سے نابود ہو چکی ہے اور جو محفوظ رہ گئ ہے وہ بھی نابودی کے دہانے پر جا پہنچی ہے۔

اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کہ برصغیر کی ملتِ اسلام خصوصا مکتب اہل بیت کے پاس اپنے بزرگوں کی ہزاروں گرانبہا تالیفات وتصنیفات موجود ہیں لیکن موجودہ دور کے بازار علم اور عمومی اور اکثر خصوصی کتابخانوں میں ان ہزاروں انمول کتابوں میں سے انگشت شمار کتابیں بھی دستیاب نہیں ہیں۔

مثال کے طور پر:

۱۔ شہید ثالث قاضی سید نوراللہ شوشتری ۱۰۱۹ھ مدفون آگرہ جنہیں مذہب تشیع کے دفاع کے جرم میں جہانگیر کے درباری ملاؤں نے بے دردی سے قتل کرنے کا فتوی دیا آپ کی (۱۵۰ ایک سو پچاس) علمی کتابوں میں سے صرف دو کتابوں کا اردو میں ترجمہ ہوا لیکن وہ بھی مکمل ترجمہ نہ ہو سکا۔

۲۔ شہید رابع مرزا محمد کامل دہلوی ۱۲۳۵ھ کہ جنہوں نے سب سے پہلے "تحفہ اثنا عشریہ" کا "نزہۃ اثنا عشریہ" کے نام سے ۱۲ جلدوں پر مشتمل جواب تحریر کیا تھا اور اس کے نتیجہ میں آپ کو دشمنوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کرنا پڑا آپ کی ستر ۷۰ کتابوں میں سے صرف پانچ ۵ کتابیں بعض کتابخانوں کی زینت ہیں۔ لیکن بازار میں ایک بھی موجود نہیں ہے۔

"تحفہ اثنا عشریہ" کے دوسرے پچاس نایاب جوابوں پر مشتمل کتابوں میں سے فقط "عبقات الانوار" کی چند جلدوں اور حال ہی میں سترہ ۱۷ جلدوں میں طبع ہونے والی کتاب "تشیید المطاعن" کے علاوہ دیگر کوئی جواب بازار میں تشنگان علم کی پیاس بوجھانے کیلئے دستیاب نہیں ہے، یہاں تک کہ ان میں سے اکثر تو ابھی تک ایک مرتبہ بھی نہیں چھپ سکے، جس کی وجہ سے یہ علمی ذخیرہ بڑے بڑے کتابخانوں میں بھی میسر نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض کا صرف ایک ہی قلمی نسخہ بعض افراد کے پاس موجود ہے۔

۳۔ خاندان اجتہاد میں سے آیۃ اللہ فی العالمین سید دلدار علی غفرانمآب متوفی ۱۲۳۵ھ اور ان کی اولاد واحفاد کی بلند ہمت ہستیاں جیسے سلطان العلماء و سید العلماء، تاج العلماء، ممتاز العلماء و دیگر علماء اعلام کہ جنہوں نے برصغیر میں مذہب اہل بیتؑ کی حقیقی معنوں میں پاسبانی کی ہے اس خاندان کے مجموعی علمی آثار کی تعداد ایک اندازے کے مطابق ایک ہزار سے متجاوز ہے۔ ان میں سے صرف آیۃ اللہ سید علی نقی معروف بہ نقن صاحب قبلہ اور مولانا سید مہدی لکھنویؒ کی چند کتب و رسائل کے علاوہ باقی بزرگوں کے آثار بعض کتاب خانوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

۴۔ امام المتکلمین ناصر مذہب اہل بیت علیہم السلام آیۃ اللہ العظمی سید مفتی محمد قلی خان موسوی کنتوری متوفی ۱۲۶۰ھ اور ان کی اولاد واحفاد جیسے امام المتکلمین میر حامد حسین صاحب عبقات الانوار، علامہ سید اعجاز حسین صاحب۔ کشف الحجب والاستار، وشذور العقیان، اور اسی طرح ایۃ اللہ سید ناصر حسین ناصر الملۃ، اور دیگر حضرات کی کتابیں بھی اسی داستان کا حصہ ہیں۔

۵۔بلند پایہ مفسر آیۃ اللہ سید ابوالقاسم حائری لاہوری متوفی ۱۹۲۰ء اور ان کے فرزند ارجمند آیۃ اللہ سید علی حائری لاہوری متوفی ۱۹۴۰ء کے عظیم علمی شہکار "تفسیر لوامع التنزیل" کہ جو ۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔(جسے اگر آج، طبع اشاعت کی زینت بخشی جائے تو بقول آیت اللہ العظمٰی سید مرعشی نجفیؒ کے کہ یہ کتاب حجم کے اعتبار سے بحارالانوار سے کہیں زیادہ جلدوں پر مشتمل ہوگی۔واضح رہے کہ بحار الانوار ۱۱۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔)جبکہ ان دو بزرگ ہستیوں کی اس کتاب کے علاوہ ایک سو ۱۰۰ سے زائد دوسرے علمی آثار میں سے فقط تین مختصر رسالے بعض اوقات مل جاتے ہیں۔

۶۔نابغہ زمان آیت اللہ العظمٰی مفتی سید میر محمد عباس موسوی متوفی ۱۳۰۶ھ استاد میر حامد حسین نیز متوفی ۱۳۰۶ھ کی تین سو ۳۰۰ سے زائد فقہی، کلامی، تفسیری، تاریخی علمی آثار میں سے فقط دو کتابیں چند سال قبل طبع ہوئی ہیں۔اور بقیہ انمول موتی فراموشی کے گہرے سمندر میں ابھی تک مدفون ہیں۔

۷۔علامہ سبحان علی خان متوفی ۱۲۶۴ھ کی وہ باعظمت و بلند ہمت ہستی کہ جنہوں نے اپنے دور میں جہاں اؤدھ کی شیعہ حکومت کے منصب وزارت کو بڑی بردباری اور ہمت کیساتھ سنبھالا، ساتھ ہی شیعیان کربلا و نجف کی بھرپور طریقہ سے مالی مدد کی اس سلسلے میں ان کی موقوفات آج تک کربلاء میں باقی ہیں، اس ساری خدمت کے ساتھ ساتھ دسیوں کتب مذہب حقہ کے دفاع میں تحریر فرمائیں، کہ جن میں سے ایک "الوجیزہ فی اصول الدین" ہے جو "تحفہ اثنا عشریہ" کا ایسا جامع اور مختصر جواب ہے جسکے بارے میں علامہ سید سجاد حسین بارہوی نے اپنی کتاب رسالہ سجادیہ ص ۱۰ پر یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں:

"الوجیزہ کی نظیر پیش کرنا فقط ناممکن ہی نہیں ہے بلکہ محال ہے۔" اس نابغہ روزگار اور ان کے بھائی ، حسین خان متوفی ۱۲۴۰ھ کی ایک کتاب بھی اس وقت بازار تو دور کی بات خود بڑے کتب خانوں میں بھی میسر نہیں ہے، اور اس سے بڑا ظلم یہ کہ اس عظیم ہستی کے ورثا بھی زمانے کی ستم ظریفی یا بے توجہی کی بنا پر انکی کتب کی طرح انکی ذات کو بھی فراموش کر چکے تھے، اور نہ صرف یہ کہ فراموش کر چکے تھے سچی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ جانتے ہی نہیں تھے کہ ہمارے بزرگوں میں سے ایسی ہستیاں بھی گذری ہیں، نہ جانے ایسی کتنی ہی عظیم ہستیوں کو ان کے آثار کی طرح ہم فراموش کر چکے ہیں کہ جنہیں یاد رکھنا ہمارا اولین فرض تھا، مقام شکر ہے کہ مرحوم علامہ سبحان علی خاں کے خاندان کے بعض افراد چند سال قبل اس بات کی طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ ہمارے اسلاف میں کبھی ایسی ہستیاں بھی موجود تھیں کہ جن پر زمانہ فخر کرتا تھا۔

یاد رہے کہ علامہ سبحان علی خاں مرحوم کی کتاب "الوجیزہ فی اصول الدین" کے بارے میں یہ اطلاع ملنے کے بعد کہ ایران کے ایک کتاب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے، لہذا ہم نے پہلی فرصت میں اسے حاصل کرنے کی کوشش کی اور کیمرہ کے ذریعے فلم حاصل کرنے کے بعد اپنے ھدف کی تکمیل یعنی احیاء آثار برصیغر کی نیت سے ٹائپ کرنے کے لئے دے دی ہے یہ کتاب دو جلدوں میں ۵۰۴ صفحات پر مشتمل ہے، اور اسی طرح انکے بھائی جناب حسین خان کی کتاب بنام "معتمد الشیعہ" کے قلمی نسخہ کو تھران کے مجلس ملی کے رئیس کو خط لکھ کر حاصل کیا ہے، اس کتاب کے صرف دو ہی قلمی نسخوں کی ابھی تک ہم اطلاع حاصل کر سکے ہیں۔

۸۔ سید مہدی خان بہادر کی مذہب شیعہ کے خلاف تحریر کی جانے والی کتاب "آیات بینات" کے محکم ترین ۱۰ دس عدد جوابات میں سے کوئی ایک جواب بھی اس وقت علمی دنیا میں بازار میں موجود نہیں ہے۔ جب کہ اصل کتاب "آیات بینات" بار بار کراچی، لاہور اور ہندستان سے چھپ چکی ہے اور چھپ رہی ہے ان جوابات میں سے اہم ترین جواب خان بہادر کے بھائی سید امیر حسین کا ہے جس کا نام "آیات محکمات در جواب آیات بینات" جو دو ضخیم جلدوں میں ہے صرف ایکبار زیور طباعت سے آراستہ ہو سکا۔

۹۔ فخر الحکماء علامہ سید علی اظہر کھجوی (۱۸۶۱۔ ۱۹۳۳م) اور ان کے فرزندوں کی ایک سو سے زائد دفاع مذہب حقہ میں تاریخ و کلامی کتب میں سے چند انگشت شمار رسائل بعض اوقات میسر ہو جاتے ہیں باقی کتابیں طاق نسیان میں گم ہو چکی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ ایک قومی و ملی المیہ ہے یہاں پر ہزاروں میں سے صرف چند نمونے ذکر کیے ہیں ورنہ اس درد دل کو پیش کرنے کے لیے اور خصوصی طور پر ان مظالم کی داستان جسمیں دشمن کس طرح اس علمی سرمایہ کو نابود کرنے کے لئے گھات لگائے بیٹھا ہے اور آج تک نہ جانے کتنے ہی قیمتی آثار ایسے ہیں کہ جن کو دشمن نابود کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ یہ وہ داستان غم ہے جسے پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، جسے اس مختصر سی تحریر میں پیش نہیں کیا جا سکتا بلکہ

سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لئے

یہ بات ذہن نشین رہے کہ مذہب اہل بیتؑ کو کم رنگ کرنے اور اسی طرح ملت مسلمہ وخصوصا موالیان اہل بیتؑ کے علمی ذخیرہ کو ختم کرنے کا منصوبہ ملت تشیع کے خلاف دشمنوں کی دیگر دسیوں سازشوں میں سے ایک سازش ہے، وہ مختلف بہانوں سے انہیں باہمی اختلاف میں دست گریبان کر

کے اختلاف کا شکار بنا کر، نہ فقط یہ کہ وہ اس طرح ملت کی ضائع ہونے سے بچ جانے والی علمی میراث کو غارت کر دے گا۔ بلکہ اپنے داخلی و خارجی آلہ کاروں کے ذریعہ ملت کے نوجوانوں کو اپنے محسنوں کا دشمن بھی بنانے میں مصروف ہے اور کسی حد تک وہ کامیاب بھی ہو چکا ہے۔ یاد رہے کہ بعض نادان دوستوں کی احمقانہ حرکات بھی دشمن کے اس منصوبے کو مکمل کرنے میں مددگار ثابت ہو رہی ہیں، اسی وجہ سے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تھا:

"دو گروہوں، نادان دوستوں اور ہوشیار دشمن نے میری کمر توڑ دی ہے۔"

لہذا نادان دوستوں اور ہوشیار دشمنوں کے ان تمام حربوں کا مقابلہ کرنا اور اپنی اس علمی میراث کی حفاظت فقط ضروری ہی نہیں بلکہ واجب ہے، اس لیے تمام موالیان اہل بیت علیہم السلام سے درخواست ہے کہ جس کسی سے جس طرح بھی ممکن ہو سکے اس میراث کی حفاظت میں قدم اٹھائیں ورنہ زمانے کے ساتھ ساتھ یہ ضائع ہونے سے محفوظ رہ جانے والی میراث میراث بھی ماضی کی طرح نابود ہو جائے گی۔ جس کی وجہ سے موجودہ اور آنے والی نسلوں کو معنوی اور مادی اعتبار سے ناقابل تصور عظیم نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آج سے ۱۰۰ سال قبل صاحب کتاب (تجلیات المعروف تاریخ عباس) میں یہی درد دل ان الفاظ مین تحریر فرمایا جنھیں ہم خوابیدہ ضمیروں کو بیدار کرنے کے لیے انھی کے الفاظ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

(مغربی تعلیم نے مادی ترقیات اور دماغی ارتقاء کی عمارتوں کو اسقدر مستحکم کر دیا ہے، کہ مشکل سے اسکی چار دیواری میں روحانی ہوائیں گزر سکتی ہیں اسی سبب سے روز بروز علماء کے آثار دلوں سے محو ہو رہے ہیں اور ہمارا مستقبل بجائے اسکے کہ روشن ہو تیرہ و تاریک ہوتا جاتا ہے۔

اسلام میں ایک عہد تو علماء کیلئے ایسا خونریز تھا جس میں فضل و کمال کی زمینوں پر چاروں طرف خون کا سیلاب جاری تھا اور ناکردہ گناہوں کی لاشیں تیرتی نظر آ رہی تھیں، ان کے نام پر تلواریں نیام سے کھنچی رہتی تھیں اور قتل کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا۔ پھر بھی ظالموں کی پیاس کسی طرح نہ بجھتی تھی۔

ایک دور ایسا بھی رہا کہ صدیوں تک علماء نے حکومت کی اور جو کچھ علمی ترقیاں کیں تاریخ کا ایک ایک ورق اسکو بتا رہا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں حکومت کی عنان تھی۔ ان کی ایک نگاہ سلطنت کے ہلا دینے کو کافی تھی۔ تاج شاہی انھیں کے عمامے اور سکۂ رائج الوقت انھیں کی مہریں تھیں، سلاطین زیر اثر تھے، انکے فرمان صور اسرافیل کی طرح قیامت کا منظر پیش کر دیتے تھے اور دم زدن میں تمام ملک منقلب ہو جاتا تھا۔

خصوصاً ایران کی عظیم الشان سلطنت اور بادشاہان اودھ کے عہد دولت مہد میں جبکہ آسمان سے ہن برس رہا تھا اور زمین دولت کے خزانے اگل رہی تھی اہل کمال کا دور تھا اور علماء کی حکومت تھی سلاطین نے ہمیشہ اپنے خیال پر ان کی رائے کو فضیلت دی۔

اسلامی سلطنتیں مٹ گئیں اور افراد ملت کی اجتماعی قوتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں، سیاسیات نے خیالات میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا، جادہ معرفت کے چلنے والے ڈگمگا گئے ۔ایسے ہنگامے میں کہ ان کی نظروں میں احادیث رسول ﷺ اور بزرگانِ دین کے اقوال سے فلاسفہ مغرب کے اقوال زیادہ وقیع ہو گئے تو ان گوشہ نشینوں اور قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کہنے والوں کی کیا عزت ہو سکتی ہے، یا ان آسودگان خاک کے مزاروں پر کون شمع جلائے گا جنھوں نے تمام زندگی خوفِ خدا میں رو رو کر کاٹ دی، آج جب کہ ہدایت واصلاح کی آڑ میں ذاتی مقاصد نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ایمانی قوت کمزور ہو چکی ہے، راستبازی کا علم ٹھنڈا کر دیا گیا ہے، تو کیا توقع ہو سکتی ہے کہ ان خدا پرستوں کی عزت کی جائے گی حالانکہ وہ اس راز سے بے خبر ہیں

لافضل الا لاهل العلم انهم
على الهدى لمن استهدى ادلاء

بزرگی صرف اہل علم کیلئے ہی ہے، کیوں کہ یہ لوگ خود راہ راست پر ہیں اور طالبان ہدایت کے رہنماء ہیں۔

دریاؤں کے سرچشمے جب خشک ہو جاتے ہیں تو ایک بوند پانی کی گوہر نایاب ہو جاتی ہے، طبقۂ علماء جس ملت کا عضور ئیس اور ترقیوں کا سرچشمہ اور طاقتوں کی بنیاد ہے "موت العالم موت العالم" عالم کی موت تمام افراد ملت کی موت اور اسکی حیات حیات ملی ہے، بدنصیب ہے وہ قوم جس نے اپنے علماء کی منزلت نہ کی اور بربادیوں کا خیر مقدم کیا!

ترقیِ اقوام کا راز صرف اکابر ملت کا زندہ رکھنا اور ان کے آثار کو زندہ رکھنا ہے۔ یورپ گو مذہب سے آزاد ہے مگر جذبہ قدامت پرستی اسکے دل سے محو نہیں ہوا اسکو یقین ہے کہ اسکی عزت کا راز اسی جذبہ میں مستتر ہے۔

شکسپیئر کی ولادت کے روز ہر سال ایک عظیم الشان میلہ ہوتا ہے، اسکے بیٹھنے کی کرسی پر لوگ آکر بوسہ دیتے ہیں اور گرد طواف کرتے ہیں۔ اسی طرح مشہور علماء وکملا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے خاص احترام سے عجائب خانوں میں رکھے ہوئے ہیں جسے دوردراز کا سفر کر کے لوگ دیکھنے آتے ہیں۔ لارڈ ٹینسن مشہور انگریزی "ملک الشعراء" جس کی وفات حال میں ہوئی ہے اسکے لکھنے کی میز اور قلم دوات کے لوگ ہزاروں روپے دینے کو تیار ہیں۔ لیکن اسکے ورثاء خود مستطیع ہیں لہذا نہیں دیتے۔

اگر ان حالات کا موازنہ اپنی قوم سے کروں تو یقیناً یہ جمود اور بے حسی میں ایک سالخوردہ میت سے زیادہ وقیع نہ ہوگی اور ہماری آبادی حقیقتاً گور غریباں کی آبادی ثابت ہوگی۔ جس قدر دوسری قومیں اپنے اسلاف کے زندہ رکھنے میں سرگرم ہیں اسی قدر ہم اپنے اکابر ملت کے مٹانے میں کوشاں ہیں حالانکہ ان مرنے والوں نے جہد للبقا میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ لمولفہ۔

اس قوم سے پڑا ہے مجھے سابقہ جہاں

دستور اعتراف کمالات ہی نہیں

ہمارے اسلاف صالحین کی عظمت وجلالت صرف مقبروں اور خاک کے پامال ذروں میں ملے گی، ان کی موت کے وقت تو برسم زمانہ بادل ناخواستہ چار آنسو بہالئے اور گڑھا کھود کر ان کو دفن کر دیا لیکن پھر کبھی کروٹ نہ لی، نہ یہ سمجھے کہ ہمارے فرائض مرنے والے کے ساتھ کیا کیا ہیں، اسکی تصانیف اسکے روحانی ذخیرے جنکو اسنے رات رات بھر دماغ سوزی سے لکھا تھا جب کہ شمعیں ختم ہو گئیں تھیں اسکے دماغ کا روغن مشتعل تھا، آج وہ ذخیرے کیڑوں کے نظر ہو گئے اور ان کے کمالات کی تصویریں اسقدر دھندلی ہو گئیں کہ رفتہ رفتہ نام ونشان تک صفحہ ہستی سے محو ہو گیا۔

اگر قوم کی جاہ ومنزلت کا اندازہ کرنا چاہتے ہو تو مقبروں میں جاؤ دیکھو خاک کے ڈھیر میں کیسے کیسے خزانے پنہاں ہیں جو اپنے اخلاف کے ہاتھوں گمنامی وبے نشانی کا شکار ہیں، اے حی لایموت! تو ہم میں قومی زندگی کی روح پھونک کہ اپنے علماء کی حقیقی معرفت حاصل کریں اور "ہم کیا ہیں" اس حقیقت کو بے نقاب کریں۔

شاگردان آل محمد کا گروہ دنیا میں جس اعزاز کا مستحق ہے وہ کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ان کے بوسیدہ عمامے تاج فغفور واکلیل جمشید سے کہیں بہتر، انکا حصیر قناعت جواہر نگار اور مرصع کار تختوں سے کہیں برتر، ان کی عظمت وجلالت شان کا اندازہ معمولی افراد کا کام نہیں انکی سیرت

آیندہ نسلوں کیلئے ایک موعظہ ہے۔ تذکرہ الاولین مواعظ الاخرین حامل رسالت رسول ﷺ محترم نے مختلف پیرایہ میں انکی جلالت کا اظہار کیا ہے:۔

کبھی فرمایا:

«مداد العلماء افضل من دماءالشهداء»

علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے بہتر ہے۔

کبھی فرمایا:

«علماء امتي كانبياءبني اسرائيل»

میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔

کبھی فرمایا:

«من اكرم عالما فقد اكرمني»

جس نے عالم کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔

کبھی ارشاد ہوا:

«الفقهاء امناء الرسل ما لم يدخلوا في الدنيا»

فقہا، رسولوں کے امانت دار ہیں۔ جب تک دنیا میں داخل نہ ہوں۔

اس کی تفصیل پوچھی گئی کہ دنیا میں داخل ہونا کیا معنی، فرمایا متابعت کرنا سلطان کی جب وہ ایسا کریں تو ان سے حذر کرو۔

کبھی فرمایا:

«نوم العالم افضل من الف ركعة»

عالم کی ایک نیند ہزار رکعتوں سے بہتر ہے

یہ ہیں وہ منزلیں جن سے ان کے علو مرتبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ البتہ ان لوگوں سے دھوکا نہ کھاؤ جو لباس اہل علم میں تم کو فریب دینا چاہتے ہوں اور طرز عمل سراسر رضائے الٰہی کے خلاف ہو جس کی نسبت آواز نفرین بلند ہے:

«ویل للعالم یتکلم بھواءالناس لایکون احد اشدعذابا منه یوم القیامة»؛

ویل ہو اس عالم پر جو رضائے خلق کیلئے بات کرے روز قیامت کسی کا عذاب اس سے شدید تر نہ ہو گا۔

دوسری آواز

«ان العالم اذا لم یعمل بعلمه ذلت موعظة عن القلوب کما یزل المطر عن الصفا»؛

جب عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرتا تو اسکا موعظہ بھی دلوں پر اثر نہیں کرتا اور اس طرح دلوں سے محو ہو جاتا ہے جس طرح کہ پانی پتھر سے بہ جاتا ہے۔

کہیں نگاہ غضب سے تنبیہ کی جاتی ہے:

«من تعلم علما لغیر الله و اراد به غیر الله فلیتبوا مقعده من النار»

جو شخص خدا کیلئے علم نہ سیکھے اور ارادہ کرے اس سے غیر خدا کا اسکو چاہئے کہ اپنی جگہ نار میں مہیا کرے۔

غرر الحکم میں حضرت امیرؑ فرماتے ہیں:

«صلاح العمل بصلاح النیه و صلاح المعاد بحسن العمل»

نیکی عمل کی نیک نیتی سے ہے اور نیکی آخرت کی نیکی عمل سے ہے۔

اس معیار پر جانچنے کے بعد آج طبقہ اسلام کے روشن دماغ حضرات کے سامنے ایسی زندگی کا مرقع پیش کرنا چاہتا ہوں جس نے کرۂ اسلام کو اپنی تجلیوں سے منور کیا، جس کی زندگی کی ہر ساعت ذخیرہ تصنیف تھی، جس کی ہستی عرفاو سالکین کیلئے خداشناسی کی ایک نمایاں مثال تھی۔ یہ ترجمہ ایسا نہیں جس سے صرف فقہاء یا صلحاء دلچسپی حاصل کر سکیں بلکہ ہر طبقہ کے باذاق اپنے ذوق کے موافق بہرۂ وافر حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کتاب (تجلیات) میں جس بزرگ کا جلوہ پیش نظر ہے (یعنی آیۃ اللہ العظمی میر سید مفتی عباس ۱۲۲۴_۱۳۰۶ھ_ق) وہ محفل ادبا کا صدر نشین، مجلس شعرا میں ملک الشعرا، بزم فقہاء کا مجتہد جامع الشرائط، بذلہ سنجون کی بزم طرب میں بلبل ہزار داستان، شبستان معرفت میں عابد شب زندہ دار، جس کی سادی اور بے ریا زندگی اس شعر کا ماحصل تھی۔

لیس الجمال باثواب تزینها

ان الجمال جمال العلم والادب

لکھنؤ کی سرزمین بلکہ ہندوستان کی شیعہ آبادی اس مقدس ہستی پر نازاں ہے اور کیوں نہ ہو اس لیئے کہ ایسا ہمہ دان جسکو ہر فن کے ائمہ صدر محفل ہیں فخریہ جگہ دیتے ہیں آپ ہی اپنی نظیر تھا۔

قسام ازل کے دربار عام میں روز ازل جب جواہر علوم کا خزانہ عامرہ کھولا گیا اور قسمت کیلیئے سربستہ کیسوں کی مہریں توڑیں گئیں تو بقدر مشیت ہر مستحق بہرہ مند ہوا مگر اس علامہ ٔروزگار کو سب سے زیادہ حصہ اس موہبت عظمٰے سے مرحمت ہوا۔ ادھر عطائے منعم ادھر ذوق تحصیل دستِ شوق نے اپنے جیب ودامن میں وہ انمول موتی اور بیش قیمت لعل ویاقوت بھر لیئے جو دوسروں کو وقت سے دستیاب ہوئے ،عالم اسباب کی نگاہ میں ان نعمتوں کو بمصداق اما بنعمۃ ربک فحدث ظاہر و آشکار کیا اور ثابت کر دیا کہ میرے تمام ملکات علوم وہبی ہیں اکتسابی نہیں، انھیں وہبی قوتوں نے انکو علامہ ٔروزگار بنایا اور اپنے کمالات کی وجہ سے عام طور پر جوہر دل عزیزی ان کو حاصل ہوئی ان کے امثال میں ایسی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔

آج تک علمی وادبی حلقوں میں ان کے واقعات نہایت خلوص اور عقیدت سے بیان کیئے جاتے ہیں ان کے لطائف علمیہ زبان زد خاص وعام ہیں روزمرہ کی باتیں لوگوں کے دماغوں میں محفوظ ہیں۔ لکھنؤ کی پرانی معاشرت کا جب کہیں تذکرہ ہوتا ہے تو ان کا نام ضرور آتا ہے۔ شاعری کے میدان میں انکا اشہب خامہ بڑے بڑے نامی شہسواروں کے ہمعنان رہا۔ اسوقت کے اساتذہ فن نے ان کو مسلم الثبوت استاد مانا۔

نہایت افسوس تھا کہ ایسے بزرگ کے واقعات زندگی پردۂ خفا میں رہیں اور ایسے ہنگامے میں جب کہ خزف پارے لعل و جواہر بنا کر دکھائے جائیں اور اصلی موتیوں کی آب وتاب سے نگاہیں ناآشنا ہوں۔) انتھی (تجلیات ص ۲ تا ۷)

برصغیر میں تخمیناپانچ ھزار ۵۰۰۰ سے زائد شیعہ اھل قلم نے اپنے قلم کے ذریعہ مذہب کی خدمت کی ہے۔ اوران آثار کی تعداد ۳۰۰۰۰ تیس ہزار سے متجاوز ہے، لیکن ھم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ۹۰فیصد انکی اس علمی میراث سے ملت کی اکثریت آشنا نہیں ھے، اگرملت کا جموداسی طرح باقی رہاتو بعید نہیں کہ یہ بچی کھچی میراث بھی نابود ہو جائے اس علمی میراث کے ضائع ہونے سے معنوی نقصان کی حد معین کرنا تو ممکن نہیں البتہ مادی اعتبار سے ان ہزاروں بیش بہاقیمتی گوہروں میں سے ہر ایک علمی گوہر اگر مل جائے تو اس کا ایک ایک ورق لاکھوں کی قیمت کا حامل ہے۔ اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے اور احساس مسؤلیت کے پیش نظر خدا کی بابرکت ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے: "مرکز احیاء آثار برصغیر" (مآب) وجود میں آیاہے جس کا اصلی ترین ہدف ملت مسلمہ کے بزرگوں اور محسنوں کی یاد کو تازہ اوران کی علمی میراث کو زندہ کرناہے۔ انشاءاللہ تعالی!

اسی ہدف کی روشنی میں برصغیر کے سب سے بڑے علمی خاندان کہ جس نے برصغیر میں مذہب حقہ کی سب سے زیادہ خدمت انجام دی۔ یعنی جس علمی روایت کاسنگ بنیاد برصغیر میں مجدد الشریعہ سید دلدار علی غفران مآب (۱۱۶۶۔۱۲۳۵ھ۔ق) نے رکھاتھا اس سلسلہ جلیلہ کی ۲۳۵ سالہ علمی خدمات کی تجلیل کی غرض سے اس سلسلہ کے آخری معمار اور چودویں صدی کے آخری مسلم الثبوت مجتہد سید العلماء سید علی نقی نقن صاحب مرحوم (۱۳۲۳۔۱۴۰۸ھ۔ق) کی یاد کے عنوان سے مآب نے مجلہ میراث برصغیر کا پہلا اشمارہ انھیں کے نام سے معنون کرنے کاارادہ کیاہے۔

نوٹ: یادرہے کہ مآب کسی خاص خاندان یا کسی خاص شخص کا ترجمان نہیں ہے،۔ لیکن حقائق بالآخر حقائق ہوتے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ وقتاًفوقتاًبرصغیر کی عظیم شخصیات کے بارے میں خصوصی شمارے ملت کے ہاتھوں پہنچاۓ جائیں، اس میں ہمارے پیش نظر وہ شخصیات ہیں جنہوں نے مذہب حقہ کی نمایاں ومخلصانہ طور پر علمی، فرہنگی، اجتماعی خدمات انجام دی ہوں، اس حوالہ سے سیکڑوں شخصیات ابھی تک ایسی موجود ہیں جنکے نام اور انکے آثار سے بھی نسل جدید واقف نہیں ہے جن کے چند نمونے ہم نے ابتدا میں پیش کیے ہیں۔

مآب عنقریب سو سے متجاوز ایسے افراد کے ناموں کی فہرست پیش کرنے والا ہے جن کے بارے میں

کی (کہ جن کے نمونے سرورق پر لگادیے گیے ہیں) کوئی بھی اطلاع ہو اور تمام اہل فکر و دانش و اہل قلم و اہل خیر سے بھی تعاون کی اپیل ہے۔

اہداف تاسیس مآب

اگر چہ اس مرکز کا اصلی ہدف علمی میراث کو زندہ کرنا ہے، لیکن یہ مرکز اس اصلی ہدف کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے مندرجہ ذیل فرعی اہداف کو لے کر آگے بڑھے گا:

۱۔ احیاء میراث علمی

یہ احیاء میراث چند طریقوں سے ممکن ہے:

الف) کتابوں کی اشاعت

ب) کتابوں کی CD,s تیار کرنا

ج) فوٹوکاپی: (اصل کتاب کے نہ ملنے کی صورت میں اسکی فوٹو کاپی حاصل کی جائے گی،)

د) لائبریری کا قیام

جس کے ایک حصے میں صرف بر صغیر کے علماء اور دیگر دانشوروں کی مخطوطہ و مطبوعہ کتابوں کو محفوظ کیا جائے گا۔

۲۔ شیعی دائرۃ المعارف

اس کتابی مجموعے میں بر صغیر کی شیعیت سے مربوط تمام مباحث کو پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

۳۔ کتابوں کی فہرست کی تدوین

اس کتابی مجموعے میں بر صغیر کی شیعہ تالیفات (مخطوطات اور مطبوعات) کی توصیفی معرفی کی جائے گی۔

۴۔ شیعہ اکابرین کا تذکرہ

اس کتابی مجموعے میں بر صغیر کے شیعہ علماء اور دیگر دانشوروں کے مجموعی حالات زندگی پر روشنی ڈالی جائے گی۔

۵۔ سیمینار

ملت کے بزرگوں اور محسنان اسلام کی یاد میں سیمینار کا انعقاد کرنا۔

۶۔ یادنامے

یعنی بعض علماء اعلام کے حالات زندگی اور ان کی علمی واجتماعی کاوشوں پر مشتمل مستقل کتاب تحریر کرنا۔

۷۔ تراجم کتب

برصغیر کے علماء اعلام کی عربي اور فارسی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا جائے گا گے اور بعض اردو کتابوں کا فارسی اور عربي میں ترجمہ کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالی

۸۔ نشر مجلہ

"میراث برصغیر" کے عنوان سے شش ماہی مجلہ کی اشاعت وتشہیر۔

۹۔ ویب سایٹ

انٹرنیٹ کے ذریعے ان مطالب کو ملکی حدود سے باہر ساری دنیا تک پہنچایا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالی

تعاون کی اپیل

آپ مندرجہ ذیل طریقوں سے اس مرکز کے ساتھ تعاون کرسکتے ہیں:

مالی تعاون؛

اہداء کتب؛

نادرالوجود کتابوں کی فوٹو کاپی یا Cds ارسال کرکے۔

قلمی ودیگر قدیمی کتابوں کے بارے میں فون، ایمیل یا خط کے ذریعہ اطلاع دے کر کہ فلاں کتاب فلاں صاحب یا فلاں کتابخانہ میں ہے؛

جن کتابوں کو یہ مرکز شائع کرنا چاہتا ہے۔ آپ اپنے بزگوں کے ایصال ثواب کی نیت سے ان کتابوں کو شائع کروایں؛

محققین اور مترجمین مرکز کی انتخابی کتابوں کی تحقیق وترجمے میں تعاون فرما کر۔

دائرۃ المعارف، فہرست کتب، اور تذکرہ اکابر شیعہ سے مربوط کتب کی تدوین کے لئے شیعہ مذہب سے مربوط اطلاع فراہم کر کے مثلا آپ اپنے علاقہ کے یادیگر علاقوں سے متعلق موجودہ وگذشتہ شیعہ فقہا، علماء کرام، مذہب وملت کے دلسوز اور حقیقی عزاداری کے مروجین ذاکرین حضرات، اطباء وحکماء، مستبصرین یعنی اپنے سابقہ مذہب کو چھوڑ کر مذہب شیعہ کو قبول کرنے والے حضرات کے حالات فراہم کر کے اسی طرح مذہب کے خدمت گذار شیعہ وزرا، وقبایئلی روسا، شیعہ خاندانوں، شیعہ حکمرانوں، شیعہ اولیاء کرام، و دیگر اہم ترین شیعہ شخصیات کے حالات زندگی ارسال کر کے، اسی طرح اہم ترین ماتمی انجمنیں، امام بارگاہیں، شیعہ مساجد، شیعہ مدارس، شیعہ کتاب خانے، شیعہ موقوفات، شیعوں سے متعلق دیگر مقامات، شیعہ مذہب کی ہر قسم کی چھوٹی بڑی اور ہر موضوع سے مربوط کتاب کے بارے میں اطلاع، اور اسی طرح شیعہ علماء کرام ودیگر دانشوروں اور مذہب کے دیگر محسنوں کے علاوہ شیعہ مقامات سے مربوط فوٹو ارسال کر کے وغیرہ وغیرہ خلاصہ آپ شیعہ مذہب سے مربوط ہر قسم کی اطلاع فراہم کر کے اس کار خیر میں حصہ لے سکتے ہیں۔

نوٹ:

آپ جس قسم کی بھی اطلاع فراہم کریں مستند ہونی چاہیے، اور اگر آپ کی یہ اطلاع مقالہ کی شکل میں ہوں تو دائرہ المعارف میں اسے آپ کے ہی نام سے تحریر کیا جائے گا، لہذا اسے مستند ومستدلل طریقہ سے تحریر نا ضروری ہے، البتہ مرکز اس کو مفید بنانے کے ترمیم واضافہ کا حق رکھتا ہے، اور حتی المقدور چاپ کرنے سے قبل ایک دفعہ صاحب مقالہ کو یہ مقالہ دیکھایا جائے گا، اس لیے آپ اطلاع ارسال کرتے وقت اپنا مستقل اور عارضی پتہ اور رابطہ نمبر اور E-mail ضرور تحریر فرمائیں۔ شکریہ

صاحبان علم وقلم کے ورثا سے خصوصی تعاون کی اپیل

ان ورثا کرام سے ہماری گزارش یہ ہے کہ ماٰب کسی مادی دنیا کے حصول کی غرض سے وجود میں نہیں آیاہے اور نہ ہی ہم اپنے محسنوں کی علمی میراث کو ذریعہ معاش بنانا چاہتے ہیں جس کی سب سے بڑی دلیل ہمارا وہ اعلان ہے جو ہم نے ماٰب کی مطبوعات کے پہلے صفحہ پر کیا ہوا ہے اور وہ اعلان یہ ہے:

مآب کی تمام مطبوعات قومی وملی سرمایہ ہیں لہذا ہر شخص وہر ادارہ دین ومذہب کی خدمت کی خاطر ان میں کسی قسم کا تصرف کیے بغیر انہیں چھاپ سکتا ہے۔

لہذا علم کے ورثا کرام سے اپیل ہے کہ تعاونوا علی بر و تقوی کے حکم خدا کے مطابق وہ اس کام میں ادارہ کی مدد فرمائیں یعنی اولاً تو اگر ان کے پاس علمی میراث موجود ہے تو اس کی ایک کاپی ولو قیمتا ادارہ کو عنایت فرمائیں۔ ثانیاً اگر ادارہ آپ کے بزرگوں کی علمی خدمت کو کہیں سے حاصل کرلے اور اسے افادہ عام کے لیے دنیا کے سامنے لانا چاہے تو ورثا کرام کسی قسم کی مزاحمت ایجاد نہ فرمایں اور ہم ان سے اسی مدد کی خصوصی اپیل کرتے ہیں۔

والسلام

طاہر عباس اعوان

سید العلماءؒ

(آیت اللہ سید علی نقی نقوی المعروف نقن صاحب)

بزرگان تشیع کی نگاہ میں

حجۃ الاسلام سید سعید اختر رضوی

سید العلماء سید علی نقی جناب ممتاز العلماء ابو الحسن (منن صاحب) کے فرزند تھے۔ جو شمس العلماء سید ابراہیم بن جنت مآب سید تقی بن سید العلماء سید حسین علیین مکان ابن غفران مآب دلدار علی کے فرزند تھے۔ مولانا سید علی نقی ۲۶/رجب ۱۳۲۳ھ /۱۹۰۵ء کو لکھنو میں متولد ہوئے۔ ابھی آپ کی عمر ۳۔۴ سال کے درمیان تھی کہ آپ کے والد ماجد ۱۳۲۷ھ میں مع متعلقین تکمیل علوم کے لئے نجف اشرف تشریف لے گئے۔ آپ کی عمر ۹/برس کی تھی جب ۱۳۳۲ھ میں آپ کے والد گرامی ہندوستان واپس آئے۔

اس وقت تک آپ کی صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں ختم ہو چکی تھیں۔ لکھنو واپس آکر آپ کے والد صاحب طاب ثراہ نے آپ کی تعلیم اپنے ذمے رکھی۔ والد کی علالت کے زمانے میں آپ کے برادر معظم مولانا سید محمد عرف میرن صاحب آپ کو پڑھاتے تھے۔ سرکار سید العلماء نے مدرسہ ناظمیہ اور سلطان المدارس دونوں جگہ داخلہ لیا۔ مدرسہ ناظمیہ کے فاضل اور سلطان المدارس کے سند الافاضل کا ایک ہی ساتھ امتحان دیا۔

پھر دوسرے سال دونوں درجوں کے ضمیموں کا اور تیسرے سال ممتاز الافاضل اور صدر الافاضل کا ایک ہی ساتھ امتحان دیا اور اس ذیل میں نجم الملۃ اور جناب باقر العلوم دونوں سے تلمذ حاصل ہوا۔ عربی ادب میں آپ کی مہارت اور فی البدیہہ قصائد ومراثی لکھنے کے اسی دور میں بہت سے مظاہرے ہوئے اور عربی شعر وادب میں آپ کے اقتدار کو شام ومصر وعراق کے علماء نے قبول کیا۔ علامہ امینی (صاحب الغدیر) نے آپ کا ایک قصیدہ (الغدیر) میں شامل کیا ہے۔ اور آغائے بزرگ تہرانی طاب ثراہ نے شیخ طوسی کے حالات کو آپ کے لکھے ہوئے مرثیے پر ختم کیا ہے۔ طالب علمی میں ہی سرفراز لکھنو، الواعظ لکھنو اور شیعہ لاہور میں آپ کے علمی مضامین ہونے لگے تھے۔ اور ۳۔۴ کتابیں بھی عربی اور اردو میں اسی زمانے میں شائع ہوئیں۔ تدریس کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ کچھ عرصے تک بحثیت مدرس ناظمیہ میں بھی معقولات کی تدریس کی اس دور کے شاگردوں میں مولانا محمد بشیر صاحب فاتح ٹیکسلا۔ علامہ سید مجتبیٰ حسن صاحب کاموں پوری اور جناب حیات اللہ انصاری شامل تھے۔

سفر عراق

سید العلماء ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۷ء میں تکمیل علم کے لئے عراق تشریف لے گئے۔ قیام عراق کا پانچ سالہ دور مرحوم کا ایک زریں باب ہے۔ ان پانچ برسوں میں آپ نے فقہ واصول میں وہ ملکہ پیدا کیا کہ اس دور کے ۳/ مجتہدین یعنی آیۃ اللہ اصفہانی آیۃ اللہ نائینی اور آیۃ اللہ سید ضیاء الدین عراقی نے آپ کو واضح الفاظ کے اجازے دیئے۔ علم کلام اور دفاع مذہب میں آپ کی مہارت کا لوہا سید محسن امین عاملی، شیخ جواد بلاغی محمد حسین کاشف الغطاء اور سید عبد الحسین شرف الدین موسوی نے مان لیا۔

نجف میں عربی تصانیف

نجف میں پہنچ کر سب سے پہلے جو کتاب آپ نے تصنیف کی وہ وہابیت کے خلاف تھی جو بعد میں "کشف النقاب عن عقائد عبدالوهاب" کے نام سے شائع ہوئی۔ عراق وایران کے مشہور اہل علم نے اس کتاب کو ایک شاہکار قرار دیا۔ دوسری کتاب "اقالة العاثر في اقامة الشعائر" ماتم وغیرہ کے جواز میں۔ تیسری کتاب "السيف الماضي علي عقائد الاباضي" خوارج کی رد میں چار سو صفحہ کی کتاب ہے۔

پانچ سال بعد رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ میں جب سید العلماء ہندوستان واپس آئے تو مندرجہ بالا تین مراجع تقلید کے علاوہ دوسرے مجتہدین کبار نے بھی آپ کو اجازہ ہائے اجتہاد دیئے تھے۔ مثلاً آیت اللہ شیخ عبد الکریم یزدی حائریؒ (مؤسس حوزہ علمیہ قم) آیت اللہ محمد حسین اصفہانیؒ، آیت اللہ ابراہیم معروف بہ میرزا آقائے شیرازیؒ، آیت شیخ ہادی کاشف الغطاءؒ، آیت اللہ میرزا علی یزدانیؒ، آیت اللہ شیخ محمد حسین تہرانیؒ، آیت اللہ شیخ کاظم شیرازیؒ، آیت اللہ میرزا ابوالحسن مشکینیؒ، اور آیت اللہ سید سبط حسن مجتہدؒ۔

سید العلماءؒ نے علم تفسیر اور علوم قرآن نیز عقائد اور علم کلام سے متعلق جو تحقیقی تصانیف اردو میں لکھے ہیں۔ ان کی فہرست بہت طویل ہے۔

وہابیت کے خلاف تحریک

جب وہابیوں نے حجاز پر اپنا تسلط قائم کیا اور ۱۹۲۵ء میں اہل بیت اطہارؑ، ازدواج نبی، اور صحابہ کبار کے مزارات کو منہدم کر دیا۔ اس وقت ہندوستان کے تمام مسلمانوں خصوصاً شیعوں میں تلاطم برپا ہو گیا۔ فرنگی محل میں انجمن خدام الحرمین قائم ہوئی۔ شیعوں کی طرف سے سرکار نجم الملت کی سرپرستی میں وہابیت

کے خلاف جو تحریک شروع ہوئی اس میں سید العلماء اپنے استاد کے قوت بازو تھے۔ اس سلسلہ میں جو کتابیں اپیلیں اور مضامین لکھے گئے۔ ان کا ذکر اس مضمون کو بہت طویل کردے گا۔

امامیہ مشن

۱۳۵۰ھ میں آپ کی تشریف آوری کے بعد سید ابن حسین صاحب نقوی مرحوم نے امامیہ مشن کی بنیاد رکھی۔ جس کا خاص مقصد تھا سید العلماء کی اردو کتابوں اور تحریروں کی نشرواشاعت۔ ابتدائی دور میں اس میں بہت ہی وقیع اور موقر کتابیں شائع ہوئیں۔ اگرچہ آخری دور میں یہ ۸۔۸۔ اور ۱۶۔۱۶ صفحات کے مختلف پمفلٹوں کی اشاعت تک محدود ہو گیا۔

یادگار حسینی

۱۳۶۱ھ میں امام حسینؑ کی شہادت کو ۱۳۰۰ سال پورے ہو رہے تھے۔ اس مناسبت سے دو، تین سال قبل سے آپ نے ہندوستان کے گوشے گوشے میں یہ تحریک پھیلائی کہ ۱۳۶۱ھ میں یادگار حسینی اس طرح منائی جائے کہ جس میں ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگوں کو شریک کیا جائے۔ اور وہ لوگ امام حسینؑ سے اپنی عقیدت کا اظہار کریں۔ یادگار حسینی کا ایک سب سے بڑا منصوبہ واقعہ کربلا پر ایک مبسوط کتاب شائع کرنا تھا۔ اس کتاب کی تدوین کے لئے ایک ایڈیٹوریل بورڈ کی تشکیل کی گئی۔ لیکن غیر منقسم ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ممبران بورڈ کا اجتماع عملاً غیر ممکن ثابت ہوا۔ آخر میں سید العلماء نے ایک میٹنگ میں جس میں صرف چند حضرات شریک تھے۔ یہ صورت تجویز کی کہ وہ کتاب لکھ کر بورڈ کی میٹنگ میں استصواب کے لئے پیش کر دیں۔

ربیع الاول ۱۳۶۴ھ (فروری، مارچ ۱۹۴۵ء) میں اس کتاب کا مسودہ طبع کرا کے بورڈ کے ممبران کے پاس بغرض استصواب بھیجا گیا۔ ادارہ یادگار حسینی لکھنؤ نے اس ضمن میں ایک فیصلہ یہ کیا کہ اس مسودہ شہید انسانیت کے بچے ہوئے نسخوں کو قیمتاً عام پبلک کو فروخت کیا جائے۔ مقصد چاہے نیک رہا ہو لیکن اس اقدام نے قوم میں انتشار اور افتراق پیدا کر دیا۔ مسودہ شہید انسانیت کی مخالفت ہوئی اور کھل کر ہوئی۔ قضیہ اس حد تک بڑھا کہ چالیس چالیس برس کے نکاح کا شکار ہو گئے۔ بیٹا باپ کا اور بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا۔ یہ وہ ہنگامہ خیز دور تھا جب ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا۔ اور آخر کار ۱۵/ اگست کا ہندوستان اور پاکستان تقسیم ہو گئے۔

لیکن قوم کی تمام تر توجہ شہید انسانیت کے حق یا باطل ہونے پر مرتکز رہی۔ علمی مسائل میں اختلافات خود شہر لکھنو میں پہلے بھی اٹھتے رہے تھے۔ لیکن وہ مناظرہ یا ردو قدح تحریر ہوئی تھی اور وہ بھی اکثر فارسی زبان میں۔ اس لئے عوام الناس تک اس کا اثر بہت زیادہ نہیں پہونچتا تھا۔ شہید انسانیت کے سلسلے میں ایک قیامت یہ ہوئی کہ منبر کو میدان مناظرہ اور عوام الناس کو علمی مسائل کا قاضی بنادیا گیا۔ اور اس طرح یہ آگ بیسوں برس تک بھڑکتی رہی۔ میرا مقصد اس تحریر سے شہید انسانیت کی تائید یا تردید نہیں ہے۔ میں صرف اس تکلیف دہ صورت حال کا تذکرہ کر رہا ہوں جو اس قضیے سے پیدا ہو گئی تھی۔

خطابت

سید العلماء کی خطابت کا ایک خاص رنگ تھا جو عبارت آرائی و سستی نکتہ آفرینی کے بجائے علم اور تحقیق پر مبنی تھا۔ اور ایک گھنٹہ کی مجلس میں حقائق کے کتنے دروازے وا ہو جاتے تھے ان کی تقریر اور تحریر میں بہت کم فرق ہوتا تھا۔ دوسری خاص بات ان کی تقریروں میں یہ تھی کہ کہ ہر مذہب وملت کا ماننے والا اسے اطمینان قلب کے ساتھ سن سکتا تھا۔ اور فیض یاب ہو سکتا تھا۔ کسی جملہ سے کسی کی دل آزاری کا خطرہ نہیں تھا۔

لکھنو یونیورسٹی

عراق سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد ۱۹۳۲ء میں آپ لکھنو یونیورسٹی کے شعبہ عربی سے وابستہ ہو گئے۔ اور ستائیس برس تک طلباء کو فیض پہنچاتے رہے۔

علی گڑھ یونیورسٹی

۱۹۵۹ء میں علی گڑھ یونیورسٹی نے آپ کو شیعہ دینیات کے شعبے میں بحیثیت ریڈر مدعو کیا اور آپ علی گڑھ منتقل ہو گئے۔ پھر آپ شیعہ دینیات کے پروفیسر بنائے گئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے علی گڑھ ہی میں سکونت اختیار کرلی۔ ۱۹۷۷ء میں لکھنو کے کچھ شرپسندوں نے آپ کے لکھنو کے مکان میں آگ لگادی۔ جس میں ہزاروں قیمتی کتابیں جل کر راکھ ہو گئیں۔ اس میں آپ کے عربی تصانیف کے غیر مطبوعہ مسودات بھی تلف ہو گئے جن کا ان کو آخر عمر تک صدمہ رہا۔

وفات

آپ نے یکم شوال روز عید الفطر ۱۴۰۸ھ / ۱۸ مئی ۱۹۸۸ء کو لکھنو میں رحلت فرمائی۔ اور وہیں سپرد خاک کئے گئے۔

تصانیف

آپ کے تصانیف کو جو فہرست کتابچہ سید العلماء میں چھپی ہے وہ ایک سو اکتالیس کتابوں اور کتابچوں پر مشتمل ہے۔ بخوف طول اسے نقل کرنے سے اجتناب کرنا پڑا۔[۱]

جناب محمد وصی خانؒ

اپنی کتاب "تشکیل پاکستان میں شیعیان علیؑ کا کردار" میں تحریر فرماتے ہیں:

سیز دہ سالہ یاد گار حسینؑ اور تحریک آزادی پاکستان

شہادت امام حسین علیہ السلام کی تیرہ سو سال پورے ہونے لگے تو برصغیر کے شیعہ حضرات نے اس شہادت عظمیٰ کی یاد عظیم الشان طریقے پر منانے کے لئے شہر شہر گاؤں گاؤں پروگرام مرتب کئے تا کہ حسینؑ پیغام حریت کو پیش کیا جا سکے۔

ہر شہر میں بڑے بڑے جلسہ منعقد کئے گئے، اس سلسلہ کا سب سے پہلا جلسہ قصبہ زید پور ضلع بارہ بنکی یو پی انڈیا میں منعقد کیا گیا، جس میں ملک سے کافی حضرات نے شرکت کی جس میں علماء کرام، دانشور، وکلاء حضرات نے اور ماتمی انجمنیں اور دیگر قومی تنظیموں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس جلسہ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس میں مختلف مذاہب کے لوگوں نے بھی حصہ لیا اور سید الشہداء علیہ السلام کی عظیم قربانی جو انہوں نے اللہ کے دین اور محمد ﷺ کی شریعت کے بچانے کے لئے پیش کی تھیں ان کو بھرپور انداز میں پیش کیا۔ یہ جلسے حجۃ الاسلام علامہ سید علی نقی مدظلہ العالی کی صدارت میں ہوئے۔

ان جلسوں نے تحریک آزادی ہند کے لئے بڑے مؤثر انداز میں کام کیا، کیونکہ ان جلسوں میں لوگوں نے زیادہ تر جو تقریریں کی تھیں ان کا لب لباب ظلم اور ناانصافی کے خلاف حسینؑ اقدام کی تائید تھی۔ جس نے آگے چل کر لوگوں کے دلوں کو

۱۔ خورشید خاور تذکرہ علماء ہند و پاک، ص ۲۶۳ - ۲۶۸۔

فرنگیوں اور ہندوں کے ظلم اور ستم جو انہوں نے مسلمانوں پر کر رکھے تھے اٹھ کھڑے ہونے میں اور مدد گار ثابت ہونے میں مدد دی۔ رفتہ رفتہ یہ جلسہ تحریک کی صورت اختیار کر گئے جس کے متعلق سنی جید عالم دین صوفی محمد یوسف علی خاں صاحب اپنی کتاب قرآن ناطق مطبوعہ ایجوکیشنل پریس پاکستان چوک کراچی (سن طباعت نومبر ۱۹۶۷ء) میں اپنے خیالات کا اظہار حقائق کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

جنوری ۱۹۴۲ء، ۱۳۶۱ھ کی آمد آمد تھی کہ نائب الامام فی الانام سید العلماء جناب علی نقی صاحب قبلہ مد ظلہم العالی لکھنو نے اپنی صاف باطنی کی تحریک لطیف پر تقسیم ملک کے لئے حسینیتؑ کا وقار عالم آشکار کرنے کی دل سے ٹھانی۔ حسن قبول کا یہ عالم کہ ہندوستان بھر کے تمام مذہبی اور سیاسی نظریئے۔ اس پاک نظریئے سے متفق و متحد ہوتے چلے گئے۔ جا بجا، یادگار حسینؑ کے جلسوں میں ہر مقرر نے حسینیؑ شاہکار کا سہارا لیتے ہوئے اقلیت کو قوت عمل بخشی انگریزی استبداد کے پرخچے اڑ گئے اور پاکستان بننے کے امکانات بروئے کار آئے۔ آخر محمد علی نے نظم و نظام پاک ملک، قائد اعظم بن کے سنبھالا۔ اگر چند سیہ دروں بدنہاد انگریزی سیاست کا آلہ بنکر پاک تحریک کی مخالفت اور اس مرد پاک باطن پر غیر شریفانہ حملے نہ کرتے تو پاک ملک میں حسینیت کار فرما ہوتی۔[1]

سید کرنل بشیر حسین زیدیؒ

زیدی صاحب نے سید العلماء کی وفات پر حقیقت کو بے نقاب کرنے والا یہ عظیم مقالہ تحریر فرمایا:

افق حسینیت کا آفتاب غروب ہو گیا

سید العلماء مولانا سید علی نقی نقوی اعلیٰ اللہ مقامہ کے انتقال سے علم و فضل، خصوصاً علم دین کے دینا سے، ایک ایسی بے مثال اور عظیم ہستی ہمارے درمیان سے

۱۔ تشکیل پاکستان میں شیعیان علیؑ کا کردار، ص ۵۹۲-۵۹۱۔

اٹھ گئی کہ یہ خلاء شاید ایک طویل مدت تک ہمیں محسوس ہوتا رہے گا۔ لیکن ان کے انتقال سے افق حسینیت کا تو ایک آفتاب غروب ہو گیا۔ مرحوم کو ملک اور بیرون ملک میں جو عدیم المثال مقبولیت اور شہرت حاصل تھی اس کی بنیاد ذکر محمد و آل محمد اور حسینؑ کی ذاکری تھی۔

اس میدان میں کوئی ان کی ہمسری نہ کر سکا۔ شہادت حسینؑ کے تیرہ سو برس گزر نے پر ملک بھر میں جو یادگاری جلسے ہوئے انہوں نے حسینؑ کی یاد کو ایک تازگی اور تقویت پہنچائی۔ اس سلسلے میں مولانا مرحوم نے بہت نمایاں خدمات انجام دیں اور شہید انسانیت لکھ کر انہوں نے حسینیت کے مشن کی اہمیت اور اس کے مختلف پہلوؤں او رزاویوں پر روشنی ڈالی اور شہادت کی معنویت کو ایک بالکل اچھوتے انداز سے پیش کیا۔

مولانا علی نقی کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور گوشوں سے متعلق مجھ سے بہت بہتر صاحبان فکر و نظر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے، لیکن میں اس مختصر سے مضمون میں چند ان واقعات پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں جو شاید میرے سوا کسی دوسرے کے علم میں نہیں ہیں۔

علی گڑھ یونیورسٹی میں ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کی وائس چانسلری کے زمانے میں ناظم شعبہ دینیات کی جگہ خالی ہوئی تو ان کی نظر انتخاب مولانا علی نقی مرحوم پر پڑی، بدقسمتی سے مولانا کی عام قبولیت اور شہرت لکھنؤ میں ان کے چند ممتاز ہم عصر علماء کو پسند نہ آئی اور وہ طرح طرح سے، خفیہ اور اعلانیہ، مولانا مرحوم کو ہدف تنقید بناتے رہے۔ ان میں سے چند بزرگوں کی رسائی نواب رضا علی خاں مرحوم، والئی ریاست رام پور تک بھی تھی۔ نواب صاحب اس وقت یونیورسٹی کے چانسلر تھے۔ ان حضرات نے طرح طرح سے نواب صاحب کے کان بھرے اور انہیں مولانا سے بدظن کیا۔ جب ہز ہائی نس کو معلوم ہوا کہ یونیورسٹی میں ناظم شعبہ دینیات کی اسامی پر مولانا مرحوم کے تقرری کی تجویز ہے تو انہوں نے ذاکر صاحب مرحوم کو لکھا کہ یہ بات ان کے نزدیک

بہت نامناسب اور قابل اعتراض ہے اور اگر مولانا کا تقرر کیا جاتا ہے تو یونیورسٹی کی چانسلری سے ان کا استعفیٰ منظور کیا جائے۔

ذاکر صاحب نے موقع محل کی نزاکت کو پوری طرح سمجھتے ہوئے بہت ڈپلومیٹک جواب دیا۔ اس میں اظہار کیا گیا تھا کہ اعلیٰ حضرت نے جو احسانات یونیورسٹی پر کئے ہیں ان کی ہمارے دلوں میں بڑی قدر ومنزلت ہے اور آپ کا چانسلری سے علیحدہ ہونا یونیورسٹی کے لئے حد درجہ قابل افسوس ہوگا۔ لیکن اعلیٰ حضرت کی منشا کے خلاف کاروائی بھی نامناسب معلوم ہوگی۔ اس لئے میں بدرجہ مجبوری حضور کا استعفیٰ فیصلے کے لئے کورٹ میں پیش کردوں گا۔ کورٹ نے اعلیٰ حضرت کا استعفیٰ قبول کرلیا ظاہر ہے کہ اس سے کافی ہلچل پیدا ہوئی اور مولانا مرحوم کا تقرر ایک امر نزاعی بن گیا۔ میں نے بحیثیت چیف منسٹر ریاست رامپور اور ذاکر صاحب مرحوم کے دلی خیر خواہ اور دوست کی حیثیت سے انہیں مشورہ دیا کہ آپ ان کے تقرر کے معاملے میں جلدی نہ کریں، بلکہ اس مسئلے کے متعلق آپ مولانا ابوالکلام آزاد سے مشورہ کرلیں۔

ذاکر صاحب مولانا آزاد مرحوم سے جاکر ملے تو انہوں نے فرمایا کہ میرے بھائی تمہارے انتخاب سے تو مجھے بالکل اختلاف نہیں ہے لیکن یہ تقرر ممکن ہے کچھ پیچیدگیاں پیدا کرے اور یونیورسٹی کے مفاد کو نقصان پہنچے۔ آپ فی الحال اس خیال سے باز رہیں۔

زمانہ گزرتا رہا اور اس کے ساتھ حالات بھی بدلتے رہے، اور ایک دن ذاکر صاحب مرحوم نے وائس چانسلری کے عہدے سے استعفیٰ پیش کردیا اور ہر طرح کا زور پڑنے کے باوجود اپنے فیصلے پر اٹل رہے، اس کے بعد قرعہ فال میرے نام پر پڑا۔ اور انہوں نے مولانا مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ میرے نزدیک میری جگہ کرنل بشیر زیدی کا تقرر مناسب ہوگا۔ مولانا مرحوم نے مجھے یاد فرمایا اور پوچھا کہ آپ علی گڑھ جانے کے لئے تیار ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میری پارلیمنٹ کی ممبری کا آغاز ہے، میں چاہتا ہوں کہ بحیثیت ممبر پارلیمنٹ ملک وملت کی کچھ خدمت کروں۔

مگر مولانا آزاد مرحوم اور ذاکر صاحب کے اصرار پر میں مجبوراً علی گڑھ جانے کے لئے تیار ہو گیا۔

یونیورسٹی پہنچ کر میں نے وائس چانسلری کا چارج لیا اور یہاں کے حالات کا مطالعہ کیا۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سلسلے میں میرے ذہن میں جو بہت سے منصوبے تھے ان میں شعبہ دینیات کی تعمیر و تشکیل نو کا منصوبہ بھی شامل تھا۔ سر سید علیہ الرحمہ نے پہلے دن سے یہ کوشش کی تھی کہ کالج میں انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی ماحول بھی پیدا ہو۔ ان کی خواہش تھی کہ مسلمان طالب علم اچھے مسلمان بنیں۔ اور انہیں مذہب سے شغف اور تعلق خاطر ہو۔ وہ خود، اور ان کے رفقاء واحباب جیسے مولانا حالی، مولانا شبلی، ڈاکٹر نذیر احمد، وقار الملک، محسن الملک یہ تمام حضرات مذہبی اعتبار سے راسخ العقیدہ تھے اور علی گڑھ کو اسلامی تہذیب کا مرکز دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ شروع سے ہی کالج کی تعلیم میں شعبہ دینیات کا قیام وانتظام شامل رہا۔ اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ کالج کا انگریز پرنسپل صبح اٹھ کر گشت کرتا تھا تاکہ وہ خود دیکھ سکے کہ طالب علم نماز پڑھ رہے ہیں یا نہیں۔ رمضان کے دنوں میں کالج کے ہوسٹل کا ڈائننگ ہال بند رہتا تھا۔ لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود دینیات کی تعلیم اس پائے کی نہ تھی جیسا کہ ایک اعلیٰ مرکز علم اسلامیات کی تعلیم کے معیار کو بلند کیا جائے اور طالب علموں میں اسلام سے ایک حد تک عمومی اور ضروری معلومات کے علاوہ دینیات کی تعلیم بحیثیت ایک علیحدہ مضمون کے آزادنہ طور پر بھی ہو۔ دوسرے مضامین کی طرح یونیورسٹی اس مضمون میں بھی، بیچلر، ماسٹر، اور ڈاکٹر آف تھیالوجی، وغیرہ کی ڈگریاں دیا کرے اور سنی اور شیعہ شعبوں کے لئے ممتاز علماء کو، کوشش کر کے، اچھی تنخواہوں پر مقرر کیا جائے۔

سنی شعبہ دینیات کی سربراہی کے لئے میری نظر انتخاب مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم پر پڑی۔ چنانچہ میں نے اس کی پیش کش بھی کی، وہ اس وقت کلکتہ مدرسے کے پرنسپل تھے۔ انہوں نے میری پیش کش کو قبول نہ کیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے محترم بزرگ اور دوست مولانا حفظ الرحمن مرحوم کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ کلکتہ جا کر مولانا

اکبر آبادی کو تیار کریں۔ چنانچہ ان کی بات کو مولانا اکبر آبادی نہ ٹال سکے اور اس طرح علی گڑھ میں ان کا تقرر ہو گیا۔

شیعہ دینیات کے شعبے کے سلسلے میں مجھے اپنے رو ڈاکٹر ذاکر حسین کی وائس چانسلری کا واقعہ یاد آیا اور میں نے سوچا کہ مولانا علی نقی نہ صرف اس شعبے کے سربراہی کے لئے موزوں ترین شخص بلکہ اس تقرر سے ذاکر صاحب کو بھی مسرت ہو گی۔ بد قسمتی سے میری اس تجویز کا علم لکھنو کے بعض حلقوں کو ہو گیا، اور ایک بار پھر طوفان کھڑا ہو گیا، جو ذاکر صاحب کی وائس چانسلری کے زمانے میں ہوا تھا۔ اس زمانے کے ایل، شریمالی وزیر تعلیم تھے۔ ان کے پاس سیکڑوں کی تعداد میں اس مضمون کے خطوط، تار، اور عرض، داشتیں پہنچنی شروع ہو گئیں کہ مولانا علی نقی پاکستان کے جاسوس ہیں اور ہندوستان سے غداری ان کی جزو فطرت ہے۔ مراسلات کا یہ طومار صرف لکھنو سے ہی نہیں، بلکہ ہندوستان کے بیسوں شہروں اور قصبوں سے وزیر تعلیم کے پاس پہنچتا رہا۔ اس شورش و شر انگریزی سے پریشان ہو کر شریمالی صاحب نے مجھے لکھا کہ یہ مولانا کون صاحب ہیں کہ جن کے لئے ہندوستان کے سیکڑوں ہندوؤں اور مسلمانوں کے ان گنت خطوط اور تار میرے پاس آ رہے ہیں جن میں بہ اتفاق رائے یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مسلم یونیورسٹی میں ان کا تقرر ملک کے مفاد کے لئے حد درجہ نقصان دہ ثابت ہو گا۔ میں نے جواب میں شریمالی صاحب کو لکھا کہ یہ ہنگامہ ایک دیرینہ سازش کے تحت ہے۔

بہتر ہے کہ اس سلسلے میں اصل حقیقت دو صاحبان سے معلوم کر لیں۔ ایک خود آپ کی وزارت کے سیکریڑی، خواجہ غلام السیدین اور دوسرے گوپی ناتھ امن، جو دہلی ریاست میں وزیر بھی رہ چکے ہیں۔ میں بخوبی واقف تھا کہ یہ دونوں حضرات مولانا مرحوم کے متعلق بڑی اعلیٰ اور وقیع رائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے خیالات معلوم کرنے کے بعد شریمالی صاحب نے مجھے لکھا کہ آپ چاہیں تو مولانا کا تقرر یونیورسٹی میں کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح مولانا مرحوم علی گڑھ تشریف لے آئے۔

ان دونوں حضرات مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم اور سید العلماء مرحوم نے دینیات کی تعلیم کا ایک اعلیٰ معیار اور بہت اچھا ماحول قائم کیا چونکہ یہ دونوں حضرات دونوں فرقوں میں برابر کے ہر دل عزیز تھے اس لئے ان کی کوششوں سے یونیورسٹی میں اسلامی ماحول میں ایک نئی تازگی اور ترقی پیدا ہو گئی۔

کچھ عرصے بعد پاکستان سے لوگوں، کے خطوط آنے شروع ہوئے جن میں مولانا علی نقی مرحوم کو پاکستان مدعو کیا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں مجھ پر بھی زور ڈالا گیا کہ کسی طرح میں مولانا کو چند روز کے لئے پاکستان جانے پر آمادہ کر دوں۔ ظاہر ہے کہ جن حالات میں مولانا کا تقرر ہوا تھا ان کے پیش نظر مولانا مرحوم جیسے محتاط انسان کی طبیعت انہیں کیسے پاکستان جانے کی اجازت دے سکتی تھی۔ جب احباب پاکستان کا اصرار حد سے بڑھنے لگا تو میں نے انہیں لکھا کہ اگر حکومت پاکستان مولانا کے وہاں جانے کے سلسلے میں اپنے شوق کا اظہار کرے تو ہو سکتا ہے کہ مولانا وہاں جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔

مجھے خیال تھا کہ حکومت پاکستان کبھی مولانا کو دعوت دینے کی تکلیف نہ کرے گی۔ لیکن اس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب پاکستان ہائی کمشنر نے مجھے خط لکھا کہ پاکستان کے لوگ مولانا علی نقی کو پاکستان بلانے کے بے حد خواہشمند ہیں اور امید ہے کہ آپ اس کی اجازت دے کر انہیں پاکستان آنے کے لئے تیار کر سکیں گے۔ میں نے بہت خوش ہو کر مولانا مرحوم کو یہ خبر سنائی، مگر مجھے بے حد تعجب ہوا جب مولانا نے شدت کے ساتھ پاکستان جانے سے انکار کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ جب تک ان کا تعلق یونیورسٹی کی ملازمت سے رہا، وہ پاکستان تشریف نہیں لے گئے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد وہاں کے لوگوں کے بے حد اصرار پر وہ دو تین بار پاکستان تشریف لے گئے تھے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ ان چند واقعات کے ضبط تحریر میں لے آؤں کیونکہ ان سے مولانا مرحوم کی زندگی کے چند گوشوں پر بھی روشنی پڑتی ہے اوراب میرے سوا ان کا علم رکھنے والا کوئی شخص موجود نہیں ہے۔[1]

سید العلماءؒ در آئینہ منظومات

وہ شخص علم الٰہی کا اک سفینہ تھا! (راقم لکھنوی)

نڈھال رنج سے اوراک زندگانی ہے — سیاہ پوش فضائے جہاں فانی ہے
ہر ایک آنکھ سے اشکوں کی روانی ہے — حواس دنگ ہیں یہ آگ ہے کہ پانی ہے

جو منتا تھا ہدایت کی روشنی نہ رہ
ہلاک ہوگئی دنیا علی نقی نہ رہا

ہزار حیف نہ دنیا نے قدر کی اس کی — دل ونظر کو رلاتی ہے بے کسی اس کی
مثال لائے کہاں سے اب آدمی اس کی — ہرایک ظلم پہ بس ایک خامشی اس کی

بلند کر گئی انسانیت کی راہوں کو
شکست دے گئی اس کے ستم پناہوں کو

اڑاتے رہتے ہیں جو دوسروں کے غم کی ہنسی — کسی کو موت پہ ہوتی ہے جن دلوں کو خوشی
خبر نہیں انہیں موت و حیات کی کوئی — وہ اس حقیقت فطری سے بے خبر ہیں ابھی

بشر وہ کون ہے جو موت سے قریب نہیں
ہمیشگی کسی انسان کو نصیب نہیں

---

[1] یادگاری مجلہ۔۱۹۸۸ء، ص ۳۱۔۳۴۔

نہ وہ امام تھا مطلق نہ وہ پیمبر تھا
مگر وہ آئینہ اتقی کا جوہر تھا
وہ اپنے عہد میں صبر ورضا کا پیکر تھا
علوم آل محمد کا اک سمندر تھا

وہ ذی شعور رہ معرفت کا سالک تھا
وہ ذی وقار زبان وقلم کا مالک تھا

وہ شخص سید اہل علوم عرفاں تھا
وہ شخص حامل تفسیر پاک قرآں تھا
وہ شخص عارف ذات رسول ویزداں تھا
وہ شخص واقف آثار شاہ مرداں تھا

وہ شخص معرفت حق کا اک خزینہ تھا
وہ شخص علم الہی کا اک سفینہ تھا

جو تھا فروغ پیام حسینیت کا سبب
وہ جس کے ذکر شہ کربلا سے تر تھے لب
وہ، جو سکھاتا تھا منبر پہ گفتگو کے ادب
جو شخص زینت محراب تھا، کہاں ہے اب؟

فنا کے بحر میں ہستی مآب ڈوب گیا
سیاہ پوش ہے عید، آفتاب ڈوب گیا

نڈھال ہے بشریت تلاطم غم سے
کہ ایک اعلم دوراں اٹھا ہے عالم سے
فضائے دہر خروشاں ہے شور ماتم سے
قضا نے چھین لیا میر کارواں ہم سے

یہ حادثہ دل انسانیت پہ داغ ہوا
ابھی سحر نہ ہوئی تھی کہ گل چراغ ہوا

علم کے آفتاب زندہ باد (قیصر جونپوری)

علم کے آفتاب زندہ باد — ذاکر لا جواب زندہ باد
قاتلان حسینؑ کا مذہب — ہو گیا بے نقاب زندہ باد
تو نے خطبات کربلا لکھ کر — کر دیا انقلاب زندہ باد
تیری ہستی صدی صدی کے لئے — ہے مکمل کتاب زندہ باد
عہد پیری میں معجزہ دیکھا — تھا قلم پہ شباب زندہ باد
کتنے ذاکر بنے خطیب ہوئے — پڑھ کر تیری کتاب زندہ باد
خلد میں عید ملنے مولا سے — جا رہے ہیں جناب زندہ باد
ورثہ دار ابو الحسن تھے نقی — ناز جنت مآب زندہ باد
بعد غفراں مآب دنیا میں — میرے غفراں مآب زندہ بعد

دیدہ عالم نہ دیدہ مثل او (اظہر مسعود رضوی)

کاروان سالار ملت حامی دین مبین
زمین سرائی بی سرو پا شد سوئی جنت روان
پیش از سیصد صحف بر علم و عرفانش بجان
در فراق اوست قرطاس و قلم آتش بجان
بر سر منبر خطیب بی مثال و بی نظیر
در جهان لفظ و معنی مثل بحر بی کران
در بهار علم گل نشگفت مثل آن جناب
دیده عالم نه دیده مثل او در بوستان
گشت ساعت نصف ویک چون از شب شوال ماه
عازم دار البقا شد زین جهان پر زیان
روز سه شنبه ز ماه پنجم سال مسیح
رخت خود بربست و گشته راهی ملک جنان
هاتف غیبی نویسه آه از روئی قلم

آفتاب علم و عرفان گشت از دیدہ نہان

۱۹۸۸ء(ق) ۱۰۰ + ۱۸۸۸ء

بیسویں صدی کا شرف (ابوذر جونپوری)

اے نائب امام شریعت کے پاسباں
تیری زباں تھی مقصد سرور کی ترجماں

کیسا حسین تھا ترا کردار ذمہ دار
انسانیت کی ہوتی تھی شان اس سے آشکار

زور قلم سے قلعہ باطل ہلا دیا
پیاسوں کو جام معرفت حق پلا دیا

صدیوں تک عالموں نے نہ پایا یہ مرتبہ
اس بیسویں صدی کا شرف تم سے بڑھ گیا

اپنا جواب آپ تھے خود لاجواب تھے
مخلص غلام عالم علم الکتاب تھے

کی ہیں کتابیں آپ نے تصنیف جس قدر
کرتا ہے قدر ان کی ہر ایک صاحب نظر

تحریر ان کی بن کے رہی حق کی جوئے شیر
بو ذر علی نقی کا شرف ہے زمانہ گیر

عالی گہر جناب کا بیٹا بھی لاجواب
مثل پدر چمکتا ہے وہ رنگ آفتاب

غفراں مآب وقت جناب علی نقی (رضا جونپوری)

بے مثل ہے ہر ایک کتاب علی نقی
دنیا نہ لا سکے گی جواب علی نقی

قائم رہا شعور قلم تادم اخیر
پیری میں بھی جواں تھا شباب علی نقی

فکر رسا زمانے کی ہو ہو کے پر فشاں
پہنچی نہ تا بہ گرد رکاب علی نقی

کی بے حساب خدمت دیں جس نے عمر بھی
اللہ اب نہ لے گا حساب علی نقی

کہتے تھے سید العلماء ان کو شیخ وشاب
تھا منفرد جہاں میں خطاب علی نقی

ہوتے رہیں گے اہل نظر اس سے مستفیض
ہوگا نہ بند موت سے باب علی نقی

جاری فرات علم ہوئی ہے چمن چمن
برسا ہے جھوم جھوم سحاب علی نقی

زاغ وزغن سے ہے کوئی نسبت ہزار کی
معجز نما تھا طرز خطاب علی نقی

مہکا کرے طفیل بہار شہ زماں
غفراں مآب وقت گلاب علی نقی

اب کون دے گا کھل کے رضا کے سخن کی داد

بے کس ہوا اعلام جناب علی نقی

آیت اللہ سید محمد صادق بحرالعلوم (۱۳۱۵-۱۳۹۹ھ-ق)

آقای بحرالعلوم نے اپنے اس اجازہ میں کہ جو آیت اللہ سید محمد رضا جلالی حسینی مدظلہ کو مرحمت فرمایا اس اجازہ میں آپ نے اپنے مشائخ اوران آیات عظام و علماء کرام کا ذکر کیا ہے جن سے آپ نے اجازہ وصول کیا تھا، اس ضمن میں چونکہ آپ نے سید العلماء آیت اللہ سید علی نقی (رہ) سے بھی اجازہ لیا تھا اس مناسبت سے آپ نے سید العلماء (رہ) کو ان الفاظ میں یاد فرمایا:

صديقي الحميم العلامة الكبير الحجة و الاديب والبارع صاحب المؤلفات الممتعة التي طبع اكثر ها باللغة العربية والهندية الاوردية، السيد الشريف صاحب النسب الوضاح السيد علي تقي النقوي اللكهنوي -المولود- ادام الله وجوده -في ۲۷ رجب سنه ۱۳۲۳ق-

وكنت استجزته يوم كان في النجف الاشرف يتلقي العلوم و يحضر علي اساتذها، وكنا معاً اخوين لايفارق احدنا الآخر سفراً و حضراً، و نحضر سوية دروس الاساتذة في النجف الاشرف.

وكان وروده من لكهنو الي النجف الاشرف لتحصيل العلم وتكميله يوم الثلاثاء ۲٦ شهر شعبان سنة ۱۳٤٥ق.

وكان اول تعرفي به في مجلس بحث استاذنا العلامة المحقق المدقق المدرس الشهير الميرزا ابو الحسن المشكيني، المتوفي .طاب ثراه .سنة ۱۳۵۸ق، و كان يدرس في مسجد الشيخ المرتضي الانصاري رحمه الله. وقت العصر- و كان الدرس يومئذ في اول مسألة خيار الغبن من (المكاسب) تأليف الشيخ الانصاري رحمه الله ثم استمرت بيننا الصداقة، و كان اول زيارته لي في حجرتي الكائنة في مدرسة القوام الشيرازي الكائنة في محلة المشراق من محلات النجف الاشرف، و تاريخ

زيارته لي في شهر شوال سنة ١٣٤٦ق، ثم رسخت في القلب اصول المودة والاخلاص، فما برحت تتفنن يوماً فيوماً الي ان اصبحت معه، و كل منا مع العلامة المفضال الحبر المتتبع النحرير الجامع بين العلم و الادب الشيخ محمد علي الاوردبادي الغروي طاب ثراه - علي حد يضرب بنا المثل في الاتحاد والوئام ووحدة الكلمة، و نحن كنفس واحدة، و لكن شاءت الارادة الالهية ان يتبدد شملنا،ولا حكم الا الله: فتوفي صديقنا الاوردبادي يوم اول شهر صفر سنة ١٣٨٠ ق، فعز علينا فقده، و سافر صديقنا النقوي الي لكهنو سنة ١٣٥٠ق، و قد صحبته يوم مغادرته النجف الاشرف الي الكاظمية، ثم ودعته و سافر من طريق القطار الي البصرة، و هناك بالباخرة الي الهند، سافر حاملا معه الشهادات العالمية من علماء النجف الاشرف و ادبائها، و كان فراقه علينا عزيزاً، و لا زالت المراسلة بيننا لم تنقطع.

و هو اليوم علم من اعلام الهند و حجة من حججها، كثر الله امثاله.

و كتب لي بخطه اجازة كبيرة في ٤٦١ صفحة، و قد فرغ من تسويدها في شهر ذي الحجة سنة ١٣٥٠ق في النجف الاشرف، و فرغ من تبييضها يوم ١٤ جمادي الاولي سنة ١٣٥٨ في بلدة اكبر آباد(اكرة).

تتضمن هذه الاجازة تراجم شيوخ اجازته مفصلا، و تراجم شيوخهم و شيوخ شيوخهم الي ان تنتهي الي احد الائمة عليهم السلام و قد رتب الاسانيد علي ست طبقات: تنتهي اولاها الي العلامة المجلسي الثاني رحمه الله «صاحب البحار».

و الثانية الي المحقق الشيخ علي الكركي العاملي قدس سره.

و الثالثة الي العلامة الحلي رحمه الله

و الرابعة الي شيخ الطائفة الطوسي قدس سره.

و الخامسة الي ثقة الاسلام محمد بن يعقوب الكليني طاب ثراه-

و السادسة الي احد الائمة عليهم السلام.

سماها «اقرب المجازات الي مشايخ الاجازات» و قد اورد في مقدمتها فوائد مهمة تتضمن تاريخ تعرفه بي و صداقتنا، و ادوار حياتي معه طول ايام معاشرتنا في النجف الاشرف حتي نهاية سفره الي الهند.

و تعرض في مقدمتها (ايضاً) لحجية الامارات،ومسألة حجية خبر الواحد، و البحث في آية النبأ و الاستدلال بها، و البحث في الاستدلال بآية النفر، و الاحتجاج بالاخبار، و شروط حجية الخبر، و النظر في تقسيم الخبر الي الاقسام الخمسة من الصحيح و الحسن و القوي و الموثق و الضعيف، و الحاجة الي نقد الاخبار، و اهتمام العلماء بضبط الروايات و طرق تحمل الراوية، و حقيقة الاجازة، و امتناع رجوع المجيز بعد الاجازة و منع المجاز من الراوية، و مسألة الحاجة الي الاجازة، و اهتمام العلماء بامر الاجازة.

و لم أر (حتي الآن) اجازة بهذا البسط، و بهذا النمط. [۱]

وہ عظیم وبینظیر اجازہ کہ جو ابھی تک اسی ۸۰ سال سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی مشتاق ہاتھوں تک نہیں پہنچ سکا،اس کے بارے میں صاحب ”فہرس مکتبہ العلامہ السید محمد صادق بحر العلوم“ نے آخری اطلاع اس طرح تحریر فرمائی ہے۔

اقرب المجازات الى طرق الاجازات

ذكرها السيد محمد صادق آل بحر العلوم رحمه الله عند تعداد للكتب الموقوفة المتفرقة في اماكن عديدة بانها: الاجازة الكبيرة لنا من صديقنا العلامة الكبير السيد علي نقي النقوي اللكهنوي دام علاه، بخطه، ينظر ۹ رقم من الفهرس الخامس.

وهي غير موجودة في مكتبة العلمين كما قدمنا وبعدالسؤال عنها من ذريته علمنا بانها عند حفيده السيد حيدر (سلمه الله) و اخبرني هو بذلك ايضا... وزودني مشكورا بمعلومات عنها، و نصها: اوله: [العنوان كتب في دائرة، ونصه: المجلد الاول من كتاب اقرب المجازات

۱۔ میراث بہارستان ص۸۷۷؛ناشر کتابخانہ مجلس شوری اسلامی تہران۔

الي مشايخ الاجازات، لاضعف عبادالله القوي علي نقي النقوي كتبه اجازة للأخ في الله العلامة السيد محمد صادق بحر العلوم الطباطبائي النجفي دام علاه.]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله توارث آلاؤه علي آحاد العباد، واستفاضت مصادر نعمه للرواد و الواد، و استبان مضمرات حكمه من مرسلات الرياح و منشآت العهاد...

آخره: من الكتاب ويتلوه الجزء الثاني في الطبقة الثانية من مشايخ الحديث وقد وقع الفراغ من تسويد هذا الجزء في ذي الحجة من شهور سنة ١٣٥٠ في اللكهنو (الهند) وكان الشروع في يوم الاربعاء من ذي الحجة سنة ١٣٤٨ في النجف الاشرف ووقع تبييضه اولا لنفسي بنسخة مجلدة عندي فكان الفراغ منا يوم ٢٣ ربيع الثاني [الصواب: الآخر] سنة ١٣٥٥ لأجل السيد المستجيز الأخ المؤتمن السيد محمد صادق بحر العلوم النجفي(دام علاه) يوم الرابع عشر من جمادي الاولي سنة ١٣٥٨في بلدة اكبر آباد (آكره) و كان كل ذلك علي يد مؤلفه اضعف عباد الله القوي علي نقي النقوي (عفي عنه) والحمد لله اولاً و آخراً والصلاة علي رسوله وأهل بيته أئمة الوري وسلم عليهم تسليما كثيرا.

وقد ذكر السيد اللكهنوي في اجازته للسيد الجلالي التي ارسلها اليه من لكهنو الي النجف مانصه:

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله والصلاة علي رسول الله ومن بعده من حجج الله. اما بعد، فقد كان من منن الله سبحانه علي، التي يقصر اللسان من أداء شكره ان وفقني للانخراط في سلك من روي أحاديث الطيبين الطاهرين سلام الله عليهم اجمعين بطرق كثيرة متشعبة يندر اجتماع أمثالها في مثل هذه الآونة، وكان ممن رويت عنهم: العيلم العلم والبحر الخضم الجامع بين المعقول والمنقول السيد السند الجليل ميرزا

محمد هادي الخراساني الحائري من اجلة علماء كربلاء المشرفة، باجازة كتبهالي بخطه الشريف في تلك البقعة المقدسة عند تشرفي بها للزيارة في شهر رجب سنة ١٣٤٩ اعطاني نسخة كتاب له سماه الصحف المطهرة في اجازات العلماء الخيرة وفيه اجازات جملة من مشايخه الاعلام بخطوطهم الشريفة، فاختضرت منه كتيبا... وهو مدرج بخطي ملحقا بالاجازة التي هي بخط المجيز طاب ثراه... وقد ابهجني... ان طرقني طارق كتاب من تلقاء الغري الاشرف فلما فتحته فاذا هو من البارع الهمام السيد محمد رضا الحسيني الجلالي... فقد قرت عيني بان جعل الله لشيخي السيد الفقيد تغمده الله برحمته خلفا يرثه في علمه وعمله، ابقاه الله وجعله خير خلف لذلك السلف، وحيث استجازني فأري من اللازم رد الفرع الي اصله وأداء الامانة الي اهلها فاجيزه ان يروي عني ماصحت لي روايته عن جده المغفور له، واضيف اليه وراء ما سأل ان يروي عني جميع طرقي المذكورة في كتاب اقرب المجازات الذي قد اطلع عليه «كما ذكره» عند العلامة المتتبع السيد محمد صادق آل بحر العلوم(دام علاه) ووجوده الآن قد بقي منحصرا في تلك النسخة فان النسخة الثانية التي كانت عندي قد احترقت بالحريق الذي وقع في داري يوم العشرين من صفر الماضي في الفتنة بين الشيعة والمتسمين بأبناء السنة، فقضت علي مكتبتي التي كانت تحتوي علي بقية آثار السلف، وفيها مؤلفاتي الخطية وآثار قلمي بالعربية التي لم تبطع لكساد سوق العربية في هذه البلاد النائية عن المراكز العلمية، وعند الله احتسب هذه الاعلاق الثمنية والذخائر القيمة ﴿فانا لله وانا اليه راجعون﴾؛ و بودي ان يسمح التوفيق للسيد المجاز ان يستنسخ من كتاب اقرب المجازات نسخة لنفسه تكثيرا لوجوده، حياطة علي تلك الأسانيد التي بذلت الجهود في تحصيلها و حفظها عن الضياع والسلام عليه ورحمة الله.

کتبه اضعف عباد الله القوي علي تقي النقوي يوم الثلاثاء الرابع من شهر جمادي الثانية سنة ۱۳۹٤ في بلدة علي كره من بلاد الهند.[1]

آیت اللہ سید احمد حسینی اشکوری دامت برکاتہ

آیت اللہ سید احمد حسینی اشکوری اپنی کتاب "المفصل في تراجم الاعلام "[2]میں سید العلماءؒ کے بارے میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

السيد علي تقي سيد العلماء ابن السيد ابي الحسن ممتاز العلماء ابن السيد ابراهيم شمس العلماء ابن السيد محمد تقي ممتاز العلماء ابن السيد حسين ابن السيد دلدار علي بن محمد معين بن عبد الهادي، النقوي الرضوي اللكهنوي

اسرته:

اسرة «آل نقوي» من الاسر العلمية المعروفة في الهند، ينتهي نسبهم الي جعفر بن الامام الاهادي عليه السلام الملقب به «ابي كرين»، و رجالها من اشهر رجال العلم و افضيلة و عدهم وفير موزع في القارة الهندية.

لآباء السيد صاحب الترجمة الي السيد دلدار علي النقوي خاصة، آثار علمية و دينية كثيرة جدا، و هم من العلماء البارزين الذين طفحت المؤلفات بمكارمهم الخلقية و تناجاتهم العمية و مكانتهم الاجتماعية المحترمة لدي الشعب الشيدي بالهند۔ فقد اسسوا مدارس علمية معروفة و ربي في حوزاتهم جل الافاضل الادارسين بعد ذالك

۱۔ فہرس مكتبة العلامة السيد محمد صادق بحر العلوم ص ۳۵۲۔۳۵۴ قدس سرہ۔ اس اجازہ کی اصل کاپی" اجازات صادرہ " کے عنوان سے مجلہ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ یہ کتاب ابھی تک چھپی نہیں ہے لیکن ہم مؤلف کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے اپنے خطي نسخے کو استفادہ عام کے لئے مجلہ میراث بر صغیر سید العلماء نمبر میں چھاپ کرنے اجازت فرمائی۔

في النجف الاشرف و المحرزين بعد رجوعهم الي بلادهم المقام الرفيع في القيام بالشؤن الدينية و الخدمات المذهبية۔

قال الشيخ آقا بزرگ الطهراني:

(اصل آبائه (السيد دلدار علي النقوي) من سبزوار ايران، واول من هاجر الي الهند من اجداده هو السيد نجم الدين بن علي من امراء السلطان محمود بن سبكتين، وذلك لنصرة القائد مسعود الغازي، و قد وفق الي فتح حصن عظيم يسمي (اديانگر)، فاتخذه مقرا له وسماه (جاي عيش)ومعناه بالفارسية محل الانس وصحف من كثرة الاستعمال الي (جائس) و هي اليوم قرية معروفة في الهند، و قد تعاقب الاوده حتي انتهت النوبة الي السيدزكريا بن جعفر بن تاج الدين بن نصير الدين بن عليم الدين بن علم الدين بن شرف الدين بن نجم الدين المذكور، فسيطر علي قصبة تسمي (تباك لوبر) وسماها (نصير آباد) نسبة الي جده السيد نصير الدين، ثم تقلبت بهم الاحوال حتي اصبحوا أهل حرث وزراعة...)[1]

(ولهولاء اولاد واحفاد كلهم من العلماء والفقهاء، ولاتزال ذرياتهم أهل فضل وكمال، واشهر احفاد المترجم له اليوم هو سيد العلماء السيد علي تقي النقوي من اكبر وافضل العلماء في لكهنو)

مولده ونشاته:

ولد سيد نا المترجم له بلكهنو في ٢٦رجب سنة ١٣٢٣ وبها نشأ نشأته الاولي وعلي علمائها قرأ المقدمات العلمية المعروفة في المناهج الدراسية الدينية الحوزوية بالهند، ثم قرأهناك شيئا من المرحلة الثانية المعروفة بالسطوح.

۱۔ الكرام البررة، ص۵۱۹۔

كان اول قراءته علي والده ممتاز العلماء، ثم دخل في مدرسة (جامعة ناظمية) و (سلطان المدارس) الدينية. وفاق أقرانه فيهما في العلوم الادبية، وكان بهما ممتازا بين التلامذة.

هاجر الي النجف الاشرف في مقتبل شبابه، واخذ العلم من أعلام مدرسيها. فقرأ (الرسائل) علي سبط الشيخ الانصاري و (المكاسب) علي السيد علي النوري و(كفاية الاصول) علي الميرزا ابي الحسن المشكيني، وحضر في الفقه والاصول العاليين علي الميرزا محمد حسين النائيني والسيد أبو الحسن الاصبهاني والشيخ ضياء الدين العراقي والشيخ محمد حسين الاصبهاني والحاج ميرزا علي آقا الشيرازي، واستفاد في العقائد والتفسير من الشيخ محمد جواد البلاغي.

ويذكر ان مدة امامته بالنجف كانت خمس سنين فقط، ولكني أعتقد ان اقامة السيد بالنجف كان نحو عشر سنوات أو أكثر، ومهما كانت المدة فهي مدة ليست بالمطويلة وتدل علي جده في التحصيل واخذ العلم و عبقريته وذكائه في قطع المراحل العالية في هذه السنين

بعد عودته الي الهند:

عاد السيد الي الهند في ١٣٥٤ق[1] قد صدق اجتهاده بعض علماء النجف، واقام في لكهنو محرزا بها مكانة مرموقة في المجتمع العلمي الديني والوسط الفكري الحديث، لما سبق من شهرته العلمية والحرمة آباءه الذين كانوا من اعاظم علماء الهند و مراجع التقليد بها.

كان فاضلا أديباً وباحثاً كاتباً خطيباً متمكناً، يكتب ويتكلم و ينظم الشعر العربية والفارسية والاردوية، كثير الكتابة في المجلات العربية ايام كان بالنجف وفي المجلات الهندية بعد عودته الي الهند.

---

[1] ـ الصحيح: ١٣٥٠ق.

عرف بلقب «سيد العلماء»

اخيتر استاذاً في جامعة «علي گره» منذ سنة سنة ١٩٣٣م ل «شعبه دينيات» (كرسي المذاهب الاديان)، وقد افرغ نفسه ووقته للعلم والتفاليف والتدريس، ولم يشترك قط في المجالات السياسية وابتعد عما يجري حوله من الاحداث.

اسس «انجمن يادگار حسيني» (جمعية الذكري الحسينيه)، وكان اعظاوٴها خليطاً من الشيعة والسنة والهندوس والسيك وغيرهم و يقال انه بطلب من هؤلاء كتب كتابه «شهيد انسانيت» المشهور...

من الكتب المؤلفة في ردّ كتاب «شهيد انسانيت»:

اظهار حقيقت در رد شهيد انسانيت؛ للسيد سبط الحسن الفتح پوري، طبع ١٣٦٥

پياس عطش؛ للمرحوم غلام عسكري

شهيد انسانيت كي وجه مخالفت؛ للدكتور شجاعت علي بيگ طبع رفيق مشين پريش في حيدرآباد.

محسن انسانيت؛ للسيد محسن نواب الرضوي، طبع نظامي پريس سنة ١٣٦١

في مجال الخطابة:

كان السيد خطيباً مصقعاً و متكلماً قوي التعبير شديد التأثير علي مستمعيه بمختلف ثقافاتهم اتجاهاتهم المذهبية لم يكن يمتهن الخطابة بالمعني المعروف، بل كان يلقي محاضرات و خطب عينية في المناسبات المقامة في مختلف البلدان، و خاصة في التجمعات الكبيرة و بعض الموٴتمرات التي كانت تعقد داخل الهند.

رأيت خطباً منه مطبوعة في بعض النشرات و المجلات، فرأيت فيها جودة الفكر مع قوة الاستدلال، يعرف من اين يدخل في الموضوع الذي يروم البحج عنه و كيف يخرج منه، و يجيد استنتاج

ما يهدفه من حديثه بعباراته الاخاذه المحفوفة بالبلاغة و حسن التعبير و انسجام الجمل و الالفاظ.

يقول بعض واصفيه في معرض الحديث عن خطبه:

«كان من معاريف خطباء الهند و الموجهين لدي الجمهور، له السبق في العلم وا لنفتاح الذهني و كيفية الاستدلال، و امتاز علي مشاهير الخطباء بناه مع تبحره في اللغتين العربية والفارسية كان يوٴدي الالفاظ باللهجة اللكهنوية العذبة سلساً من غير تكلف، ولم يثقل جمله بادخال الكثير من الكلمات الفارسية و العربية غير المأنوسة لمستمعيه»

بدأ السيد بنظم الشعر «خاصة باللغة العربية» عند تتلمذه في لكهنو و حينما كان يدرس الادب العربي بها، وفور هبوطه النجف الاشرف اتصل بالادباء الذين كان لهم في ميادين الأدب و الشعر سوابق و آثار معروفة، و كان اكثر صلاته الأدبية بالعلامتين الشاعرين الشيخ محمد علي الأردوبادي و السيد محمد صادق بحر العلوم، فكان لهما اليد في توجيهه الأدبي و رعايته في التحلي بصناعة النظم، و كانت حصيلتها قصاءد عربية كثيرة قيلت في مناسبات دينية و اجتماعية و اخوانية بالنجف، نشر كثير منها في مجلات ذلك وبعض الكتب الموٴلفة آنذاك»

من شعره قصيدتة التالية في مدح الرسول الأعظم صلي الله عليه و آله، وقد نظمها في ٢٧ رجب سنة ١٣٤٦ وتخلص فيها بتهنئة أستاذه السيد ميرزا علي آقا الشيرازي:

شمس أزاح ظلام القلب ذكراها	و نوّر المقلة العمياءَ مرآها
بدت بأم القري أنوارُ طلعتها	من بعد ان كان ليلُ الشركِ يغشاها
و ان يكن حرم الرحمنَ مطلعَها	فالدهرُ أشرق طراً من محياها
فيا لآفاق سمت أرجاوهُ شرفاً	ذُري السَّما اذ نهارُ الحق جلاّها

و ما سمعتُ بشمس قَبْلُ قد طلعت   فوقَ الحِراءِ فجلّي الدهرُ سيماها

شاعت أشعتُها في الناس فاناقَشَت   غيومُ جهل تغشي الأفقَ ظلماها

قبل ذلک كان الدين مختفيا   و الجاهلية قد شاعت رزاياها

و الناس في فتن اضحت تصفدهم   في قيد فغدوا طرا اساراها

يضحون في عمة يمسون في سفه   مقارفين من الآثام ارداها

ولم تزل هكذا الاعراب عابدة   او ثانها فهي ملجاها وماواها

حتي تالق نور الحق فازدهرت   به الاقاليم ادناها و اقصاها

وماج من وسطه البطحاء ملتطم   سقي ضما الهدي طرا وارواها

اسعد بفرحة اهل الدين قاطبة   بيو مهم ذا فطوباها وبشراها

دارت كؤوس حساها كل ذي ورع   اذا انتشي ليس يصحو من حميا ها

خمر اذا اثرت في القلب سورتها   تفضي الي جنة المأوي سكاراها

هذا محمد الزاكي بمبعثه   جنات عدن الهدي قد فاح رياها

فكم سريع مهاوي الشرک انقذه   وكم حياري فيا في الجهل انجاها

وانفس قد اماتتها ضلالتها   بنفح روح الهدي والعلم احياها

جمت مناقبه جلت مراتبه   حوي مدائح لاتحصي مزاياها

اوصافه حار لب الواصفين بها   ومجده اعجز الدنيا اعياها

وانه آيه تزهو مظاهرها   وحار لب الوري في كنه معناها

اسري به الله ليلا نحو مسجده الا   قصي فنال من العلياء اقصاها

وقد دنا فتدلي نحو خالقه   لما اراه من الآيات كبراها

آتاه من سور القرآن معجزة   حوت معاني اعيتهم خباياها

كلت بها السن عند الفخارلها   شقاشق تصدع الصماء دعواها

لم تسطع العرب ان تاتي بمشبهما   ولوتظاهر اولاها باخراها

وقد راته قريش قبل مبعثه   اسخي بني مضر طرا و اوفاها

ولقبو امينا كيف ما قبلوا   دعوي الرسالة من حين ابداها

وكيف اضحوا عنادا يجحدون بها   وقد اتاهم من الآيات اجلاها

والذنب للعين لاللشمس مشرقة لو انكرت مقلة الخفاش لالاها
فمن يصدق به يدخله باروه جنات عدن يقر العين مرآها
ومن يكذب به يخلد بشقوته نار الجحيم فلا ينفك يصلاها
صلي الاله عليه ثم عترته مهما تغنت علي الاغصان ورقاها
مدائح نظمت في السلک زاهرة كانها جنة قد فاح رياها
وليس يمكن ان تحصي مناقبه لكن حاجة نفس قد قضيناها
وما دعاني الي هذا المديح سوي هوي اناس نجا من قد تولاها
مازلت اصلي لهيب الحب وهو لظي تقضي الي الخلد من لازال يصلاها
في عيلم الحب قد القيت ساريتي باسم المهيمن مجرآها ومرساها
والآن اظلمت الدنيا كسابقها والجاهلية قد عادت كاولاها
فابعث الينا ايا رب ابن احمد الز اكي يذور عن الآفاق ظلماها
هاآن لي ان اهني نجل حيدرة عالي المراتب من يعزي الي طه
لک الهنا يابن طه يوم مبعثه فانت احري بذي البشري ومولاها
علي) الخير قد طابت عناصره في عزة شات الافلاک علياها
اكرم بناصر دين الله منتصر مهما دعت ملة الاسلام لباها
وللشريعة آمال بمبسه اليه ترمق عند الضر عيناها
فكم قواعد للاسلام شيدها بسعيه و رواسي الجهل اذراها
وملجا لبني الآل قاطبة اليه ما برحت تزجي مطايا ها
وعلمه جدول للناس منشعب من ابحرللهدي الرحمن اجراها
دامت اضافاته في الدهر هامرة والشرع لازال مخضرا بسقياها

مكتبة ومصيرها:

كان السيد يمتلك مكتبة فيها اعلاق نفيسة من المخطوطات وكتب هامة من المطبوعات، ورث جملة منها مما خلفه آباؤه واصناف عليها كثيرا

مما اشتراه او اهديت له اصيبت مع الاسف بالحريق في عشرين صفر سنة ١٣٩٣، وفقد نا بهذا العمل اللا انساني كنزا من العلم لايعوض.

قال السيد في بعض اجازاته

فان النسخة الثانية التي كانت عندي قد احترقت بالحريق الذي وقع في وادي يوم العشرين من صفر الماضي، في الفتنة بين الشيعة والمتسمين بأنبا السنة، فقضت على مكتبتي التي كانت تحتوي علي بقية آثار السلف، وفيها مؤلفاتي الخطية وآثار قلمي بالعربية التي لم تطبع لكساء سوق العربية في هذه البلاد النائية عن المراكز العلمية، وعند الله احتسب هذه الاغلاق الثمينة والذخائر القيمة...)

شيوخه في الراوية:

١) والده السيدا بوالحسن ممتاز العلماء النقوي اللكهنوي رحمه الله؛

٢) الشيخ آقا بزرك الطهراني رحمه الله؛

٣) الشيخ فدا حسين القرشي الهندي رحمه الله؛

٤) السيد كلب مهدي النقوي رحمه الله؛

٥)السيد هبة الدين الشهرستاني رحمه الله؛

٦) السيد محمد هادي الخراساني رحمه الله؛

الراوون عنه:

١- السيد احمد شهرستاني رحمه الله؛

٢- السيد شهاب الدين النجفي المرعشي رحمه الله، اجازه في العشرين من جمادي الاولي سنة ١٣٥٠؛

٣- السيد محمد صادق بحرالعلوم رحمه الله، وسمي اجازته له (اقرب المجازات الي طريق الاجازات)

مؤلفاته:

للسيد صاحب الترجمة مؤلفات كثيرة، ذكر بعض مترجمية انها تجاوزت الثلاثمائة كتاب ورسالة بالعربية والاردوية في شتي المواضيع

الدينية والادبية وغيرها، وكان يهتم بثقافة الطبقات غير الراقية في الثقافةغير الاسلامية، ولذا خصص جانبا كبيرا من مؤلفاته بهولاء فكتبها في لغتهم و علي مستواهم.

كان للسيد بعلي كره مكتبة جيدة فيها كثير من المخطوطات الثمنية بالاضافة الي مطبوعاتها، احرقت في ثورة طائفية في العشرين من صفر سنة ١٣٩٤ وذهب علي اثر ها جملة من مولفاته بالاضافة الي ما ذهب من اعلاق الكتب النادرة والمخطوطات النفسية.

هذه اسماء ما عرفنا من كتبه:

١) الاتحاد؛
٢) اثبات پرده؛
٣) الاجازات مجموعة؛
٤) اسلام اور انسانيت؛
٥) اسلام كي حكيمانه زندگي؛
٦) اصول الدين اور قرآن؛ طبع بالهند سنة ١٣٥١
٧) اعجاز القرآن؛
٨) اعلاق الذهب فيما ذهب عن اوراق الذهب؛
٩) اقالة العاثر في اقامة الشعائر؛ طبع في النجف سنة ١٣٤٨
١٠) اقرب المجازات الي طرق الاجازات؛ اجازة كبيرة كتبها للسيد محمد صادق بحرالعلوم، بيضها في سنة ١٣٥٥
١١) الاما م الثاني عشر؛ طبع
١٢) انتقاض التيمم بد ل الغسل بالحدث الاصغر؛
١٣) البيت المعمور في عمارة القبور؛ طبع بالهند في سنة ١٣٤٥
١٤) تاريخ الاسلام؛ اربعة اجزاء
١٥) تراجم مشاهير علماء الهند؛ اتمه بالنجف سنة ١٣٤٧

١٦) تاريخ وفيات الشيعة؛ نشر مقالات منه في مجلة (الهدي) العمارية
١٧) تجارت اور اسلام؛
١٨) تحريف قرآن كي حقيقت؛ طبع بالهند
١٩) تخميس القصيدة العينية للحميري؛ خمسها في الباخرة سنة ١٣٥٠
٢٠) تذكرة الحفاظ من الشيعة؛ طبع بالهند سنة ١٣٥٣ في مجلدين
٢١) تذكرة السلف؛ ترجمة السيد دلدار علي النصير آبادي
٢٢) تراجم اعلام اسرته؛
٢٣) ترجمة القرآن الكريم؛ بالاردوية وميسرة
٢٤) تفسير القران الكريم؛ بالاردوية في عشرة اجزاء
٢٥) التقية؛
٢٦) التوحيد؛
٢٧) الجبر والاختيار؛
٢٨) جناب غفران مآب؛
٢٩) چهارده معصومين كي سوانح عمريان؛ ١٣ كتابا
٣٠) حاشية كفاية الاصول؛
٣١) حجج دينيات؛
٣٢) الحجج والبينات فيما ظهر من المشاهدين من الكرامات؛ طبع بالهند
٣٣) حسين اور اسلام؛
٣٤) حسين كا پيغام عالم انسانيت كي نام؛
٣٥) حفاظ الشعة؛ طبع وقد سماه بعض (تذكرة حفاظ الشيعة)
٣٦) خدا كي معرفت؛
٣٧) خطبات كربلا؛
٣٨) خلافت و امامت؛

٣٩) دنيا آخرت كي كهيتي؛

٤٠) ديوان شعره؛ ومنه قسم بعنوان (ديوان البقيعيات)

٤١) الرحلة الي الكاظمية؛

٤٢) الردود القرآنية علي الكتب المسيحية؛

٤٣) روح الادب في شرح لامية العرب؛

٤٤) ره نمايان اسلام؛

٤٥) زبدة الكلام في تلخيص عماد الاسلام؛ طبع مقالات منه في جلة «الرضوان» الهندية

٤٦) سجده گاه؛

٤٧) سفرنامه حج؛

٤٨) السيف الماضي علي عقائد الاباضي؛ الفه سنة ١٣٧٤ بالنجف الاشرف

٤٩) شادي خانه آبادي؛

٥٠) الشعائر الحسينية؛ ترجمة لما كتبه مستر طامس لائل بالانجليزية

٥١) شغف النضير في مسألة التصوير؛

٥٢) شهداي كربلا؛

٥٣) شهيد انسانيت؛ طبع مكررا

٥٤) الظل الظليل في المكاتيب والمراسيل؛

٥٥) العدل؛

٥٦) عدم تشدد اور اسلام؛

٥٧) العقود الذهبية في السلسلة النسبية؛ ارجوزة في ٩٥ بيتا انهي نسبه فيها الي الامام علي عليه السلام، نظمها سنة ١٣٤٧طبعت بالهند

٥٨) الفرقان في تفسير القرآن؛ طبع قسم من اوله في اعداد مجلة «الرضوان» الهنديةوهو غير تفسيره بالاردوية

۵۹) فریاد مسلمان؛ مقالات اسلامية
۶۰) فلسفه گریه؛
۶۱) قاتلان حسین؛ طبع سنة ۱۳۵۱
۶۲) قرآن كي بين الاقوامي ارشادات؛
۶۳) كشف النقاب عن عقائد عبد الوهاب؛ طبع بالنجف سنة ۱۳۴۶
۶۴) لاتفسدوا في الارض؛
۶۵) المتحف العربي؛ منظومات ومقالات عربية
۶۶) متعه اور اسلام؛
۶۷) مجاهده كربلا؛
۶۸) ملسم پرسنل لانا قابل ترديد؛
۶۹) المطارحات العلمية؛ مراسلات حول كتابه (اقالة العاثر)
۷۰) المعاد؛
۷۱) مقدمة تفسير القرآن الكريم؛
۷۲) النبوة؛
۷۳) النجعة في اثبات الرجعة؛ الف سنة ۱۳۵۰طبع بالنجف
۷۴) نظام زندگي؛
۷۵) نقد الفرائد في اصول العقائد ترجمة الرسالة الفارسية؛ (عقد الفرائد في اصول العقائد) للشيخ محمد رضا الطبسي، طبع بطهران سنة ۱۳۴۹
۷۶) وجود لحجة عليه السلام؛ طبع لكهنو سنة ۱۳۵۱
۷۷) وفيات الشيعة؛ نشرت مقالات منها في (مجلة الهدي)
۷۸) هلاكت وشهادت؛
۷۹) هماري رسوم وقيود.

وفاته:

توفي رحمه الله بعد مرض طويل الم به في لكهنو وهو في الثالث والثمانين من عمره يوم الاربعاء اول شهر شوال سنة ١٤٠٨ ودفن في المسجد الذي جنب الحسينية (حسينية سيد تقي صاحب)

مصادر الترجمة

مصفي المقال ص ٣٤٣، شعراء الغري ٦/٤٣٥،

الذريعة في مختلف الاجزاء

ڈاکٹر علامہ سید محمود مرعشی نجفی مدظلہ

سید محمود مرعشی نے اپنے والد بزگوار آیت اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی مرحوم کے تمام اجازات کو یک جا ایک کتاب "المسلسلات فی الاجازات" میں جمع فرمایا ہے اور چونکہ سید العلماء نے آقای مرعشی کو بھی اجازہ مرحمت فرمایا تھا اس مناسبت سے اس کتاب مین سید العلماءؒ کو ان الفاظ میں یاد کیا گیا ہے۔

العلامة الاديب آية الله السيد علي تقي بن السيد ابي الحسن ابن السيد ابراهيم شمس العلماء محمد تقي ممتاز العلماء ابن السيد حسين سيد العلماء بن السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي.

كان يلقب به(سيد العلماء)

مولده و نشاته:

ولد بلكهنو سنة ١٣٢٥ (الصحيح١٣٢٣هــ) وبها نشأ نشأته الاوليٰ وعلي علمائها قرأ المقدمات العلمية.

هاجر الي النجف الاشرف في مقتبل شبابه، واخذ العلم من أعلام مدرسيها، وممن تتلمذعليهم الميرزا محمد حسنين النائيني و السيد ابو الحسن الاصيهاني والشيخ ضياء الدين العراقي والشيخ محمد حسين الاصيهاني والحاج ميرزا علي آقا الشيرازي والشيخ محمد جواد البلاغي.

بعد عودته الي الهند:

عاد الي الهند سنة ١٣٥٤، (الصحيح١٣٥٠هــ) و احرز بها مكانة مرموقة في المجتمع العلمي الديني و الحديث، لماسبق من شهرته العلمية و لمكانة آبائه الذين كانوا من أعاظم علماء الهند و مراجع التقليد بها.

کان فاضلا اديبا و باحثا متمكنا، كثير الكتابة في المجلات العربية ايام كان بالنجف و في المجلات الهندية ايام اقامته بالهند. اختير استاذا في جامعه (عليكره) و ألف كتاب «شهيد انسانيت» الذي احدث ضجة في الاوساط المذهبية بالهند، فسبب ذلك تحطيم شخصيته الدينية و انزوي في مكتبته و انصرف الي البحث و التاليف فنسي ذكره و خسرته الحوزات العلمية.

قال سماحة الوالد العلامة في بعض كتاباته حول هذا العالم ما. لفظه:

«و بالجملة هذا المترجم من نوابغ العلم والادب، و من المأسوف عليه انه خمل ذكره و انزوي عن الناس ما كان صيته طائرا و صوته عاليا...»

شعره:

اتصل السيد صاحب الترجمة فور هبوطه النجف الاشرف بالادباء الذين كان لهم في ميادين الادب و الشعر سوابق و آثار معروفة، و كان اكثر صلاته بالشاعرين العالمين الشيخ محمد علي الاردو بادي و السيد محمد صادق بحرالعلوم، فكان لهما اليد في توجيهه الادبي و رعايته في التحلي بصناعة النظم، و كانت حصيلتها قصائد عربية كثيرة قيلت في مناسبات دينية و اجتماعية و اخونية.

من شعر قصيدته التالية في مدح الرسول الاعظمﷺ وقد نظمها في ۲۷ رجب سنة ١٣٤٦ وتخلص فيها بتهنئة استاذه السيد ميرزا علي آقاالشيرازي:

شمس ازاح ظلام القلب ذكراها — و نور المقلة العمياء مرآها
بدت بأم القرى انوار طلعتها — من بعد ان كان ليل الشرک يغشاها
وان يكن حرم الرحمن مطلعها — فالدهر اشرق طرا من محياها
فيالأفق سمت ارجاؤه شرفا — ذرى السما أذ نهار الحق جلاها
و ما سمعت بشمس قبل قد طلعت — فوق الحراء فجلى الدهر سيماها
شاعت اشعتها فی الناس فانقشعت — غيوم جهل تغشى الافق ظلماها

(من جزوة اسها مجهول من جميع الجهات)[۱]

آیت اللہ سید محمد حسین حسینی جلالی مدظلہ العالی (۱۳۶۲ھ۔ق...)

آقای محمد حسین جلالی زید عزہ اپنی کتاب "فہرس التراث" میں سید العلماء آیت اللہ سید علی نقیؒ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:

السيد علي نقي بن ابو الحسن بن ابراهيم من محمد التقي بن حسين بن دلدار علي النقوي الكهنوي(١٣٢٣-١٤٠٨)

قال نجل الاميني: (عالم جليل مجتهد مؤلف متتبع اديب شاعر ومؤرخ كاتب، من اساتذة الفقه والاصول والادب العربي في جامعة (علي گره) الهندية ولد في الهند واكمل مقدمات العلوم وتوجه الي النجف الاشرف، وكان دائم الصحبة للشيخ محمد علي الاوردبادي والسيد محمد صادق بحرالعلوم والشيخ جعفر النقدي)

ومما وصفه السيد محمد صادق بحرالعلوم في اجازته قوله: (صديقي الحميم العلامة الكبير الحجة والاديب البارع، صاحب المؤلفات الممتعة، التي طبع اكثر ها بالعربية والهندية والاردوية؛ السيد الشريف صاحب النسب الوضاح وذو المزايا الفاضلة. ولد في لكهنو ٢٧رجب ١٣٢٣هـ ادام الله وجوده ونفع به، وكنت استجرته يوم كان في النجف الاشرف يتلقي العلوم، وكنا معا اخوين لايفارق احدنا الآخر سفراً وحضراً ونحضر سوية دروس الاساتذة، وذكر قدس سره تاريخ وروده من الهند الي النجف الاشرف يوم الثلاثاء ٢٩ شعبان ١٣٤٥ وسفره الي لكهنو الهند في ١٣٥٠هـ واجازته في ١٣٥٠هـ)

۱۔ المسلسلات فی الاجازات، صفحہ ۴۴۴۔

قال الجلالي: ويظهر من آخر كشف النقاب انه ورد النجف مؤلفا فاضلاً، وخرج شيخاً مجتهداً وذلك خلال خمس سنوات مما يدل علي سبق تعلمه في بلده، ولا غرو فان الهمم العليا تسهل الصعاب.

من آثاره:

١) اقرب المجازات الي مشايخ الاجازات؛ و هو اجازته التي اجازابها السيد محمد صادق بحر العلوم (ت/١٣٩٩هـ) كتبها في سنة ١٣٥٠هـ وهي مخفوظة في مكتبة بحر العلوم الخاصة في النجف الاشرف.

٢) كشف النقاب عن عقائد ابن عبد الوهاب؛ طبع في المطبعة الحيدرية بالنجف الاشرف سنة١٣٤٥هـ[1]

حجۃ الاسلام علامہ ہادی امینیؒ فرزند علامہ شیخ عبدالحسین امینیؒ صاحب الغدیر

آقای ہادی امینی اپنی کتاب "معجم رجال الفکر والادب فی النجف" میں سید العلماء آیت اللہ سید علی نقیؒ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:

علي تقي ابن السيد ابو الحسن ابن السيد ابراهيم شمس العلماء١٣٢٥.١٤٠٨

عالم جليل مجتهد فاضل مؤلف متتبع، اديب محقق شاعر كبير مؤرخ صحافي كاتب من اساتذة الفقه والاصول والادب العربي في جامعة (علي گره)الهندية.

ولد في الهند وأكمل مقدمات العلوم وتوجه الي النجف الاشرف،واتصل فيها باعلام والعلماء وخالط الشعراء والمؤلفين، وحضر ابحاث السيد ابو الحسن الاصفهاني.والسيد

عبد الهادي الشيرازي. والسيد محمد شاهرودي. وكتب في الصحف العراقية وقال الشعر المتين الرصين وتفوق في الادب العربي.وكان دائم الصحبة للشيخ محمد علي الاوردبادي. والسيد

---

[1] ۔ فہرس التراث ج۲ص۶۲۷۔

محمد صادق بحرالعلوم والشيخ جعفرالنقدي .و في ١٣٧٠هـ عاد الي الهند واشتغل بالتدريس والتاليف والتصنيف والرئاسة وامامة الجماعة الي ان توفي سنة ١٤٠٨هـ

له: اقالة العاثر في اقامة الشعائر؛ الحجج البينات فيما ظهر من المشاهد المشرفة بالعراق من الكرامات؛ ديوان شعر؛ كشف النقاب عن عقائد ابن عبدالوهاب؛ نقد الفرائد في اصول العقائد؛ اقرب المجازات الي مشايخ الاجازات؛ البيت المعمور؛ تاريخ وفيات الشيعة؛ تحريف القرآن روح الادب في شرح لامية العرب؛ زبدة الكلام في تلخيص؛ عماد الاسلام؛ السيف الماضي علي عقائد الاباضي؛ الفرقان في تفسير القرآن؛ قاتلان حسينؑ مولد الكعبة؛ النجعة في الرجعة؛ وجود الحجةؑ[1]

صائب محمد عبدالحمید

علي نقي بن ابي الحسين بن ابراهيم بن محمد تقي بن حسين بن دلدار علي، النقوي، اللكهنوي.الهندي. وفي الذريعة :علي نقي بن ابي الحسن بن محمد ابراهيم.

عالم بارع موهوب،أثار نبوغه المبكر حسد اقرانه ومعاصريه.

ولد في لكهنو ٢٦رجب ١٣٢٣هـ ١٩٠٥م، ونشأ فيها علي والده العلامة، ثم قصد النجف شابا، وقرأ علي فحول من رجال العلم والادب منهم السيد محمد صادق بحر العلوم ومحمد علي الاردبادي، برع مبكرا بالفقه والاصول، وصار له باع طويل في الادب، نشر المقالات والقصائد الجيدة الرقيقة بالعربية، عاد الي الهند سنة ١٣٥٤، (الصحيح١٣٥٠هـ) واصدر في لكهنو مجلة (الرضوان)

۱۔ معجم رجال الفکر والادب فی النجف خلال الف عام ج۳ ص ۱۳۰۰۔

وصارت له زعامة بعد وفاة والده ١٣٥٥هـ فأثار عليه المشغوفون بالزعامة زوبعة كبيرة، فاتهمه بعضهم بالفسوق لكتاب كتبه في الامام الحسين عليه السلام تحت عنوان «شهيد انسانيت» بالاردو، فجمعوا عليه تواقيع من رجال لايحسن بعضهم هذه اللغة، وأثاروا عليه العامة، فرد عليهم بكتاب مهذب (حجج ومعاذير) باللغة العربية، وتخلي عن موقعه الديني وعمل استاذا في جامعة(علي كره) فاحيل علي التقاعد فتظاهر الطلاب احتجاجا حتي رضخت الجامعة و مددت خدمته. و من غرائب التزوير الذي يصنعه الحساد انهم وضعوا رسالة تحت عنوان (عقوق نامة) اي رسالة العقوق، ونسبوها الي والده تصفه بالعقوق و الفسوق ردا علي الكتاب الذي صدر سنة ١٣٦٠هـ فيما كان والده قد توفي قبل هذا التاريخ بخمس سنين!

له اكثر من اربعين كتاب بالعربية و الاردو طبع منها النصف تقريبا، فكتب في الفقه و الاصول و العقائد و التاريخ و السيرة، و له فيها كتب بالاردو، و له تفسير القرآن في عشرة مجلدات، و ترجمة نهج البلاغة الي الاردو، و له «روح الادب في سرح لامية العرب» مخطوط.

له في التاريخ:

١. اعلاق الذهب في استدراك اوراق الذهب: استدارك علي الكتاب الآتي؛

٢. اوراق الذهب في حياة السيد حسين تقوي جده الاعلي؛

٣. تاريخ وفيات الشيعة: نشرته مجلة الهدي في العراق؛

٤. تذكرة الحفاظ من الشيعة: جزءان؛

٥. تذكرة السنن: في ترجمة جده الاعلي دلدار النقوي؛

٦. تواريخ الاعلام: مخطوط؛

٧. السبطان في موقفيهما؛

٨.العقود السنية: منظومة في نسبه الي الامام علي الهادي عليه السلام؛

۹.مشاهير علماء الهند.[۱]

آقای کاظم عبودی الفتلاوی

آقای فتلاوی اپنی کتاب "المنتخب من اعلام الفکر والادب" میں سید العلماء آیت اللہ سید علی نقی" کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:

السيد علي تقي بن ابي الحسن بن ابراهيم بن محمد تقي بن حسين بن دلدار علي النقوي اللكهنوي الهندي

عام جليل وأديب كبير وشاعر مجيد

ولد في لكهنو ٢٦رجب سنة ١٣٢٣ ونشأ بها علي والده العلامة المتوفي سنة ١٣٥٥. قرأ أولياته العلمية والادبية علي والده والسيد محمدعلي المفتي الجزائري، ثم هاجر الي النجف شابا فقرأ علي السيد محمد صادق بحرالعلوم والشيخ محمد علي الاردبادي ثم حضر الابحاث العالية علي الشيخ ابي الحسن المشكيني والشيخ حسين النائيني.

وجهه استاذاه بحرالعلوم والاردبادي الي الادب وصادف عنده الذكاء المفرط فبرع فيه وأجاد. وكان عزير العلم محققا ثبتاً من كبار اساتذة الفقة واصوله والادب . نشر عدة مقالات وقصائد قيمة في الصحف العراقية والعربية والهندية، رجع الي الهند سنة ١٣٥٤[۲] و نزل لكهنو وصار هناك بعد وفاة والده من المشاهير فيها. فأصدر مجلة (الرضوان)ونشر بها بحوثه القيمة وقد صدرت مدة طويلة.

وهذا الرجل من أعاظم الذين تفوقوا في العلوم الاسلامية فقد نبغ نبوغاً باهراً وظهرت مواهبه دفعة مماسبب حقد المعاصرين عليه

۱۔ معجم مؤرخی الشیعہ / الجزالاول ص ۶۳۲۔

۲۔الصحيح، ١٣٥٠.

وحسد هم وكانت بين أسرة (آل غفرمآب)[1] و أسرة (آل صاحب العبقات) خصومة عائلية استغلت في هذه المناسبة وتعصب له قوم فيها امراء وسفهاء وتعصب لخصومه قوم فيهم مثل ذلك وأدت الخصومات الي اعتداءات وهتك حرمات واهانة كرامات مما اضطره الي ترك منصبه الديني وانخراطه في سلك اساتذة جامعة (علي كره)ولما احيل علي التقاعد تظاهر الطلاب بالاحتجاج واضطرت الجامعة الي تمديد خدمته وأعادته للاستفادة من علومه. وقد أثار ضده السيد محمد سعيد (آل صاحب العبقات) ضجة كبري سنة ١٣٦٠ عندماألف المترجم له كتابه «شهيداتسانيت» ووصل الحد (بالعبقاتي) ان أخذ تواقيع جملة من العلماء الذين يجهلون لغة (الاردو) بتفسيق المترجم له وهنا ألف النقوي كتابه (حجج ومعاذير) وعندي منه نسخة خطية بخط المؤلف وباللغة العربية وبين بذلك حججه ومعاذيره وما أثير ضده[2] والرجل بريء مما رمي به والسبب كما ذكرت الخلاف المذكور، وكان من نتائجها ان حدثت فتنة اخري سنة ١٣٩٥ من جهال العوام فهجموا علي داره واحرقوا كتبه. وقد عثرت علي رسالة بخطه الي العلامة السيد محمد حسن الطالقاني وهذا نصها:

بسم الله الرحمن الرحيم حضرة الفاضل المحترم السيد محمد حسن الطالقاني دام علاه: تحية وسلاماً... اليك كلمتي الوجيزة مع شذور شعرية حول وفاة شيخنا الفقيد قدس الله سره. اما ما ذيلتم به ورقة المنثور المبعوثة ثانياً مع تكرار الطلب فاستميح العفو من النكوص عن امتثال امر كم في ذلك اذلا استسيغ لنفسي التعرض لذكر اي شقي أو

---

[1]۔ الصحیح .غفران مآب.

[2]۔ومن السخيف نشر هم "عاق نامه" عن والدالمترجم له ضد ولد بالتاريخ المزكور ووالد توفي سنة ١٣٥٥ھ۔

سعيد كما لا ارجح لكم ايضا التعرض له فاني لم استحسن ذلك والرجل في هذه الحيوٰة الدنيا فكيف اذصار بين جنادل وتراب وكفي بالله حسيبا وهو خير الحاسبين والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

مخلصكم علي تقي النقوي٢٧جمادي الاولي سنة١٣٩٠هـ).

ولم ينصفه بعض جهال الكتاب اذرماه باختلال العقيدة، وكان المترجم له والسيد محمد صادق بحرالعلوم والشيخ محمد علي الاردبادي يسمون (الثالوث المقدس) وهم كذلك.

شيوخه: يروي بالاجازة عن السيد عبد الحسين شرف الدين والسيد هادي الخراساني والشيخ محمد علي الاردبادي والشيخ آغا برزك الطهراني والسيد حسن الصدر والسيد آغاعلي الشيرازي والشيخ محمد الطهراني والسيد محمد صادق بحرالعلوم والسيد سبط الحسين اللكهنوي و والده السيد ابي الحسن النقوي والشيخ محمد باقر القائني.

ويروي عنه بالاجازة استاذه بحرالعلوم والسيد محمد رضا الجلالي.

مؤلفاته: طبع له، اصول الدين اور قرآن: اردو؛ اقالة العاثر في اقامة الشعائر؛ امام حكيم: في حياة السيد محسن الحكيم اردو؛ الحجج والبينات فيما ظهر من المشاهد بالعراق من الكرامات قاتلان حسين عليه السلام اردو. النجعة في اثبات الرجعه طبع في مجلة الرضوان. البيت المعمور في عماره القبور. تاريخ وفيات الشيعة طبع في مجلة الهديٰ العمارية. تحريف القرآن اردو. زبدة الكلام في تلخيص عماد الاسلام طبع في مجلة الرضوان. شهيد انسانيت في بيان سيرة الحسين عليه السلام. مولود كعبة اردو. وجود الحجة في اثبات وجوده. تذكرة الحفاظ من الشيعة١ .٢ كشف النقاب عن عقائد محمد بن عبد الوهاب .نقد الفرائد في اصول العقائد.تحفة الآذان .المتعة في الاسلام .

ترجمة نهج البلاغة الي الاردوية. تفسير القرآن الكريم ١. ١٠ اردو طبع سنة ١٣٩٥. السبطان في موقفيهما.

والمخطوطة: رسالة في احوال علماء الهند ينقل عنها السيد محمد مهدي الاصفهاني في كتابه (احسن الوديعة) حجج ومعاذير. ارجوزة في سلسلة نسبه. ارشاد في اجازته للسيد محمد صادق بحرالعلوم. اوراق الذهب في تتميم حياة السيد حسين النقوي. تاريخ مشاهير علماء الهند .تخميس العينية الحميرية. تذكرة السلف في ترجمة جده دلدار علي النقوي. تواريخ الاعلام .ديوان شعره. الردود القرآنية علي الكتب المسيحية. اعلاق الذهب في استدراك اوراق الذهب. رسالة في انتقاض التيمم بدل الغسل بالحدث الاصغر .روح الادب في شرح لامية العرب. السيف الماضي علي عقائد الاباضي. الشعائر الحسينية في العراق ترجمة. شنف النضير في مسألة التصوير وحكمه. الظلل الظللية في المكاتيب والمراسيل. العقود السنية منظومة في نسبه الي الامام علي الهادي عليه السلام.فرياد مسلمان مجموعة مقالات اسلامية اردو. المطارحات العلمية.

وفاته: توفي في لكهنو ١شوال ١٤٠٨ ودفن بها.[۱]

آقای بزرگ تہرانیؒ

(السيد علي تقي التقوى النصير آبادى) ابن السيد ابي الحسن بن شمس العلماء ابراهيم بن ممتاز العلماء محمد تقي بن سيد العلماء السيد حسين بن غفران مآب دلدار علي، اللكهنوي المعاصر. له تصانيف منها «وفيات الشيعة» انتشر بعض اجزائه في مجلة (الهدي) و له (مشاهير علماء الهند) و (العقود السنية) في السلسلة النسبية، و

۱۔ المنتخب من اعلام الفکر والادب ص۳۴۹۔۳۵۱؛ ناشر مؤسسہ المواہب بیروت سال ۱۹۹۹۔۱۴۱۹ھ۔

هو من منظوماته الرائقة، و انهي فيه نسبه الي جعفر المتوفي (٢٧١) و الملقب بابي كرين لانه اولد مائة و عشرين ولدا كما في (العمدة: ١٨٦) و هو ابن الامام علي النقي الهاديؑ، طبع بالهند.[1]

الشيخ دکتر جعفر المهاجرؒ

علي نقي بن ابي الحسن اللكهنوى النقوى
(١٣٢٣-١٤٠٨هـ/ ١٩٠٩-١٩٨٨م)

(النقوي) نسبة الي الامام علي النقيؑ و هو الامام العاشر.

فقيه، اديب، شاعر، مصنف بالعربية و الاوردية ولد في لكهنو. درّس علي والده ابي الحسن ابراهيم[2] بن محمد تقي، و علي السيد محمد علي المفتي الجزائري.ارتحل الي النجف، حيث تابع دراسته علي السيد محمد صادق بحر العلوم (ت:١٣٩٧هـ[3] /١٩٧٦م) و محمد علي الاردوباري (ت:١٣٨٠هـ /١٩٦٠م)

حضر الابحاث العالية لكل من محمد حسين النائيني (ت: ١٣٥٥هـ/١٩٣٦م) و ابي الحسن المشكيني (ت: ١٣٥٨هـ/١٩٣٩م) سنة ١٣٥٤هـ/ ١٩٣٥م رجع الي وطنه[4] واستقر في لكهنو، حيث غدا من علماء الهند البارزين.

اعني كثيرا من تحريض خصوم لاسرته، لم يوفروا وسيلة الايذائه، مع ماله من مكانة علمية باهرة وادي الامر الي كبس داره و احراق مكتبته. انخرط في سلك اساتذة جامعة علي گره و عندما

۱۔ مصفي المقال في مصنفي علم الرجال، ص ۳۴۴۔

۲۔الصحيح والده ابي الحسن و ابرهيم جده.

۳۔الصحيح ١٣٩٩.

۴۔الصحيح رجع الي وطنه سنة ١٣٥٠هـ كما نص عليه السيد صادق بحر العلوم.

احيل علي التقاعد اضطرت ادارة الجامعة الي تمديد خدماته استجابة لالحاح طلابها. توفي في لكهنو.[1]

علی خاقانی

السيد علي تقي الكهنوى (المتولد ١٣٢٥هـ)

هو السيد علي بن ابي الحسن ابراهيم بن محمد التقي بن الحسين بن العلامة المجتهد الاكبر السيد علي دلدار علي النقوي في القرن الثاني عشر الشهير بالنقوي،عالم جليل، وفاضل اديب،وكاتب ناظم.

ولد في الهند عام ١٣٢٥هـ[2] ونشأ بها علي ابيه وهاجر الي النجف وهو شاب يافع فاتصل بالعلامة السيد محمد صادق بحر العلوم والشيخ محمد علي الاوردبادي وقد أثر في صحبتهما علي توجيهه الادبي ورغاه في التحلي بصناعة النظم،وصادف الذكاء المفرط عنده قبولا لهذا التوجيه فانبري يقرأ الكثير من كتب الادب والشعر وحصل خلال عشرة اعوام علي قابلية كان يستكثرها عليه الكثير من ابناء العرب،كانت لي صحبة معه ومودة استمرت عدة اعوام بادلته خلالها الصفاء والوفاء ولعل الخلق الرفيع عنده كان مثار اعجاب الكثير ومدعاة الاتصال به. وقد سكن النجف زمنا طويلا ثم غادرها راجعا الي بلاده وهو اليوم احد المراجع الدينية العليا هناك تعنو له الامراء والراجات هيبة واجلالا.

واسرته من الاسر العلمية الكبيرة في الهند، لهم خدمات ومساعي حفظها التأريخ الصادق وآثارهم دلت علي ما لهم من مكانة واتصال بالحق وقد سار علي نهج السلف من خدمة العلم والحق، ونشر وهو

1۔ اعلام الشیعۃ، ج۲، ص۱۰۲۷۔

2۔ الصحیح ١٣٢٣هـ

في النجف بعض الكتب ومنها ١) كشف النقاب عن عقائد محمد بن عبد الوهاب طبع في النجف٢) الامام الثاني عشر- طبع -ايضا.كما نشر عدة مقالات وقصائد دينية واجتماعية في بعض المجلات العراقية كالهدي والمرشد والعرفان في صيد ا.وقد غادر النجف علي ما اتصور عام ١٣٥٤هـ[1] و اصدر هناك كثيرا من الكتب.

ذكره صاحب سبائك التبر في ص ٢٥٣ فقال: هو من أرفع بيت في الهند علماً وأدباً وشرفاً، ولم تزل الزعامة الدينية في أسلافه، فهو ابن الفقهاء الاعلام،حاز في عهد الصبا فضيلة الشيوخ فلابدع لو قلت انه أحد نوابغ الهند، وله في الفضل أياد مشكورة وهو صاحب كتاب كشف النقاب عن عقايد بن عبد الوهاب المطبوع الشهير، و لاعلام اسرته تراجم ممتعة وتاليف شهيرة.نموذج من هو شحاته...[2]

کامل سلیمان جبوری

جناب کامل سلیمان جبوری اپنی کتاب "معجم الشعراء من العصر الجاہلی حتی سنۃ۲۰۰۲" میں آیت اللہ سید علی نقی (رہ) کے حالات زندگی لکھتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

السيد علي نقي بن ابي الحسن ابراهيم بن محمد تقي بن حسين بن دلدار علي النقوي الرضوي اللكهنوي الهندي. عالم، أديب، شاعر. ولد في لكهنو . الهندفي ٢٦رجب ونشأ بها علي والده العلامة المتوفي سنة ١٣٥٥. قرأ أولياته العلميةوالادبية علي والده والسيد محمد علي المفتي الجزائري، ثم هاجر الي النجف شابا،فقرأ علي السيد محمد صادق بحر العلوم والشيخ محمد علي الاردبادي،ثم حضر الابحاث العالية علي الشيخ أبي الحسن المشكيني والشيخ حسين النائيني.

---

[1]۔الصحيح ١٣٥٠هـ

[2]۔ شعراء الغري او النجفيات، ج ٦، ص ٣٣٥۔

وجهه استاذاه، بحرالعلوم والاردبادي الي الادب،وصادف عنده الذكاء المفرط فبرع فيه واجاد.وكان غزير العلم محققاً ثبتاً من كبار اساتذة الفقه واصوله والادب. نشر عدة مقالات وقصائد قيمة في الصحف العراقية والعربية والهندية، رجع الي الهندسنة ١٣٥٤[1] و نزل لكهنو، وصار هناك بعد وفاة والده من المشاهير فيها عاضد مجلة (الرضوان) ونشر بها بحوثه القيمة وقد صدرت مدة طويلة.

نبغ نبوغاً باهرا وظهرت مواهبة دفعة، مما سبب حقد المعاصرين عليه وحسدهم، وكانت بين اسرة (آل غفرا غاب) (الصحيح آل غفران ماب) واسرة (آل صاحب العبقات) خصومة عائلة استغلت في هذه المناسبة، وتعصب له قوم فيهم امراء وسفهاء وتعصب لخصوصه قوم فيهم مثل ذلك.وادت الخصومات الي اعتداءات وهتك حرمات واهانة كرامات،مما اضطره الي ترك منصبه الديني وانخراطه في سلك استاتذة جامعة (علي گره) ولما احيل علي التقاعد تظاهر الطلاب بالاحتجاج واضطرت الجامعة الي تمديد خدمته اعادته للاستفادة من علومه. وقد أثار ضده السيد محمد سعيد (آل صاحب العبقات) ضجة كبري سنة ١٣٦٠ عندما ألف المترجم له كتابه «شهيد انسانيت» و وصل الحدب)العبقاتي) ان اخذ تواقيع جملة من العلماء الذين يجهلون لغة (الاردو) بتفسيق المترجم. له، و هنا الف النقوي كتابه «حجج ومعاذير» و هو بريء مما رمي به والسبب كما ذكر، وكان من نتائجها ان حدثت فتنة اخري سنة ١٣٩٥من جهال العوام فهجموا علي داره واحرقوا كتبه. ولم ينصفه بعض جهال الكتاب اذ رموه باختلال العقيدة، وكان المترجم له والسيد محمد صادق بحرالعلوم والشيخ محمدعلي الاردبادي يسمون (الثالوث المقدس) وهم كذلك.

---

[1]. الصحيح ١٣٥٠هـ.

یروي بالاجازة عن السید عبد الحسین شرف الدین والسید هادي الخراساني والشیخ محمد علي الاردبادي والشیخ آغا بزرك الطهراني والسید حسن الصدر والسید آغا علي الشیرازي والشیخ محمد الطهراني والسید محمد صادق بحرالعلوم والسید سبط الحسین اللكهنوي ووالده السید ابي الحسن النقوي والشیخ محمد باقر القائني.

ویروي عنه بالاجازة استاذه بحر العلوم والسید محمد رضا الجلالي.

طبع له: (اصول الدین اور قرآن اردو) و (اقالة العاثر في اقامة الشعائر) و (امام حكیم) في حیاة السید محسن الحكیم .اردو، و (الحجج والبینات فیما ظهر من المشاهد بالعراق من الكرامات) و (قاتلان حسین) اردو، و (النجعة في اثبات الرجعة) طبع في مجلة الرضوان و(البیت المعمور في عمارة القبور) و(تاریخ وفیات الشیعة) طبع في مجلة الهدي العماریة. و(تحریف القرآن) اودو، و(زبدة الكلام في تلخیص عماد الاسلام) طبع في مجلة الرضوان. (شهید انسانیت) في بیان سیرة الحسین اردو، و(مولود كعبه) اردو، و(وجود الحجة) في اثبات وجوده، و (تذكرة الحفاظ من الشیعة) ۱،۲ و(كشف النقاب عن عقائد محمد بن عبد الوهاب، و (نقد الفرائد في اصول العقائد) وتحفة الأذان) و(المتعةفي الاسلام) و(ترجمة نهج البلاغة الي الاردوية) و(تفسیر القرآن الكریم) ۱۰،۱ اردو ط ۱۳۹۵ و (السبطان في موقفیهما).

المخطوطة: «رسالة في أحوال علماء الهند» ینقل عنها السید محمد مهدي الاصفهاني في كتابه «احسن الودیعة» و«حجج ومعاذیر» و«ارجوزة في سلسلة نسبه» و «ارشاد المبتدین في آداب التعلیم و التعلم» و «اقرب المجازات في اجازته للسید محمد صادق بحر العلوم» و «اوراق الذهب» في تتمیم حیاة السید حسین النقوي، و«تاریخ مشاهیر علماء الهند» و«تخمیس العینیة الحمیریة» و«تذكرة السلف» في ترجمة جده دلدار علي النقوي، و «تواریخ الاعلام» و «دیوان شعره» و «الردود القرآنیة علي الكتب المسیحیة» و «اعلاق الذهب في استدراك

اوراق الذهب» و «رسالة في انتقاض التيمم بدل الغسل بالحدث الاصغر» و «روح الادب في شرح لامية العرب» و «السف الماضي علي عقائد الاباضي» و «الشعائر الحسينية في العراق» ترجمة، و «شنف النضير في مسألة التصوير وحكمه» و «الظلل الظليلة في المكاتيب والمراسيل» و «العقود السنية» منظومة في نسبه الي الامام علي الهادي، و «فرياد مسلمان» مجموعة مقالات اسلامية اردو، و «المطارحات العلمية» توفي في لكهنو ١شوال ودفن بها.[1]

اجازات علماء اعلام شیعہ

۳۸ علماء اعلام کے اجازات روایت اور ۱۲ اجازات اجتہاد میں سے فقط چند علماء کے اجازات کے اقتباس تحریر کیے جارہے ہیں۔ اصل اجازات کا عکس مجلہ کے آخر میں ملحق کیے گئے ہیں:

الف) اجازات روایت

خاتم المحدثین شیخ عباس قمی صاحب "مفاتیح الجنان"

«و بعد فقد اجزت للاخ في الله الجليل النبيل العالم الفاضل الكامل المهذب الصفي و التقي النقي اللوذعي الالمعي سيدنا الاجل السيد علي نقي لا زال مؤيداً با التوفيقات الربانيه و ملحوظاً بالعنابات السبحانية ان يروي عني جمع ماصحت لي روايته و جازت لي اجازته بحق روايتي عن الشيخ الاجل خاتم الفقها و المحدثين العظام ثقة الاسلام ذي الفيض القدسي مولانا الحاج ميرزا حسين النوري الطبرسي نور الله تعالي مرقده...»

آیت اللہ شیخ ہادی بن عباس بن علی بن جعفر کاشف الغطاءؒ(۱۲۸۹ - ۱۳۷۱ھ۔ق)

---

[1] معجم الشعراء من العصر الجاہلی حتی سنۃ ۲۰۰۲، ج۴، ص ۶۴۔

«العالم الفقيه و العليم النبي والحبر الوجيه الفاضل التقي و الورع الكامل اللوذعي و المهذب البارع والغيث النافع السيد الاجل الاكمل الصفي الوفي السيد النقي ادام الله ايامه و رفع اعلامه نجل السيد الفيقه الجليل و النبيل السيد ابي الحسن الكهنوی... فانه ادام الله علاه وبلغه مناه ممن قضي دهره وافني عمره وتعزب عن اوطانه واحبابه وصرف ريعان شبابه وشمر عن ساعد الجد والاجتهاد وترك لزيذ الرقاد في تحصيل العلوم الدينية وطلب المعارف اليقينة واكتساب الكمالات الذاتيه والعرضيه حتي فاز منها باوفر سهم وحاز منها اكبر نصيب وقسم وقد سئلني ادام الله علاه وزاد في مراقي الفضل سموه اجازة ماتجوز لي روايته اقتداء بما عليه سيرة العلماء الثقات وروما للدخول في زمرة روات احاديث الائمة الهدات فاجزت له ادام الله فضله وكثر في العلماء مثله ان يروي عني جميع...»

آیت اللہ شیخ مرتضی کاشف الغطاءؒ

«انوار الزمن الاول الاوان منار الشرف النبوي والمجد العلوي فرع الدوحة والقرشية و غصن الازاكة الهاشمية سيد نا السيد علي النقي النقوي الكهنوي ... هذا وقد استجازني كما عليه السيرة الساريه مابين العلماء الاعلام والمشايخ العظام وفي توقيع الناحية المقدسه «ارجعوا الي رواة حديثنا فانهم حجتي عليكم وانا حجة الله»؛ وفي المقبولة «الراد عليهم راد علي الله وهو علي حد الشرك بالله» فأجزته دام مؤيد ابروح القدس ان يسند ويروي عني...»

آیت اللہ محمد بن حسن موسوی بوشہریؒ

«السيد السند والكهف المعتمد العالم الفاضل الكامل المدقق شمس فلك السياده وبدر افق السعاده حاوي مراتب التقي والايمان والعارج

معارج العدل والاحسان التقي النقي والمهذب الصفي الموفق بتوفيق الملك العلي ولدنا العزيز السيد علي نقي متعه الله بالعيش الرغيد وايده بالفكر السديد نجل العلامة الفقيه السيد ابي الحسن النقوي اللكهنوي ولما رايته اهلا لذلك لوصوله الي غاية ما هنا لك اجزت له ان يروي عني جميع ما صحت لي روايته...»

آیت اللہ مرزا محمد موسوی خونساری اصفہانی[1]

«...لما تشرفت بلقاء قرة عيني حضرة السيد السند الفاضل الممجد والعالم المؤيد الجامع بين حسب الفضل وكرم المحتد الباذ ل نفسه لاقتناء العلوم والقاصرهمته علي اكتساب المنطوق والمفهوم البارع في تحرير المنثور وانشاء المنظوم... جريدة الفضلاء الكرام ونتيجة اعاظم العلماء الاعلام فخرالفقهاء العظام صاحب الفطنة الوقاد ه والفكرة النقاده علامة العلماء الاعلام وركن الاسلام الورع التقي والمهذب الصفي سيدنا علي نقي نجل العلامة السيد ابي الحسن دامت بركاتهما آل العلامة الكبير السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي قدس الله سره وبحظيرة القدس سره وقد وقفت علي جملة من مؤلفاته الجليله ومصنفاته الحميله فرأت ان مؤلفها مع حداثة سنه قد فاق الاقرانه والفحول وحصل المعقول والمنقول نسئل الله ان يرزقه العمر الطويل ويجعله خلفا من السلف الطاهرين اباته رؤساء المسلمين وامناء الشرع المبين وحيث قد استجازمنا تاسيا بالسلف الكرام ودخولا في سلسلة مشايخنا العظام قد ست اسراهم رواية الاخبار عن معادن العلم والاثار فقد اجزته روايته...»

آیت اللہ شیخ علی اکبر نہاوندیؒ

«فان السيد السند والركن والعمد علم الاعلاء الاحكام ركن الاسلام السيد علي نقي النقوي اللكهنوي دامت بركاته لماحازه

---

[1] موصوف مرزا محمد باقر خونساری صاحب روضات الجنات کے برادر زادہ ہیں۔

من الفضل الجميع والشرف الرفيع واقشضه من شوارد العلوم الكمال والحلوم وحواه من الادب الجم والعلم الكثار حتي عاد كعلم في ذريته مشغوعا ذالك كله بملكات فاضله وقرائز كريمه علي ما فيه من عليه النبوي الفياح والق الحب العلوي الوضاح فهو سلمه الله تعاليٰ لهذاه العلم كلها والكثير الطيب من الضعا فيها مجار في ان يروي عني كتب اصحابنا...»

آیت اللہ شیخ عبداللہ بن محمد حسن مامقانیؒ (۱۲۹۰ – ۱۳۵۱ھ ق)

«استجاز مني في الرواية جناب السيد السند والمولي المعتمد فخر العلماء والمحققين قدوة الفضلاء المدققين ثقة الاسلام والمسلمين السيد علي تقي اللكهنوي ادام الباري بقآءه وكثر في اهل العلم امثاله وحيث كان مقصده اتصال اسانيد الاخبار المروية عن الائمة الطاهرين صلوات الله عليهم اجمعين وكان دام بقاه اهلا لذلك وصالحا للتبرك والتشرف لما هنا لك فيحق اجازتي من حضرة الشيخ الاعظم الوالد انار الله برهانه قد اجزت له ان ان يروي عني جميع ما صح لي روايته مما في المتن وغيره كمصنفاني وغيرها مشترطا عليه ما اشترط علي مشايخي رضوان الله تعالي عليهم...»

آیت اللہ شرف الدین موسویؒ

«بسمه جل شانه وتقدست اسماؤه

هذا هو الثبت المسمي

ثبت الضعيف الموسوي في اجازة الشريف النقوي

كتبتة خدمة الجناب العليم العلم العلامة صفوة اهل الفضل وفخركل ذي عمامه سيدنا ومولانا السيد علي النقي الموسوي النقوي الهندي اللكهنوي شد الله اركانه و اعطاه يوم القيامه امانه راجيا دعاءه في مظان الاجابة وانا اقل الخليقة بل لاشيء في الحقيقة علي بن شريف اسماعيل من آل ابي الحسن الموسوي العاملي وكان الفراغ من كتابة هذه نسخة يوم الخامس من شهر رمضان المبارك

من السنة التاسعة والاربعين بعد ألف والثلاثمائة هجرية علي صاحبها وآله افضل الصلاة واتم السلام...»

آیت اللہ الشیخ اسد اللہ بن محمد جعفر زنجانیؒ (۱۹ رمضان ۱۲۸۲ – ۱۳۷۱ھ۔ق)[1]

«قرة العيون السيد الجليل مولي المجتهد بن الفاضل الكامل المروج الشريعة المطهرة اقتداء بابائه واجداده السيد علي نقي بن الفقيه سيد ابي الحسن ابن سيد محمد ابراهيم بن السيد محمد تقي صاحب التفسير ابن العالم العلم وبحر العلم والخضم السيد حسين بن العلامة المجتهد الكبير السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي صاحب عماد الاسلام والتأليفات المشهورة من تلامذة آية الله بحر العلوم الطباطبائي النجفي قدس الله اسرارهم فاستجاز عني سلمه الله فاجزته ان يروي عني جميع مايصح لي روايته...»

آیت اللہ آقای بزرگ تہرانیؒ

«علم الاعلام وحامي حوزة الاسلام العالم الفاضل العامل الباذل المشوق علي سائر الأقران والاقراب و هو في ريعان الشباب و قد كشف عن حقيقتة المقال فيه كشف النقاب عن عقائد ابن عبد الوهاب والمعرق الاصيل في بيت السيادة والشرف والعلم و الاجتهاد ومن سالف الاعصار و الدهور بشهاذ مناسب البيت المعمور في زيارة القبور و المفلق بفكره الصائب دقائق علوم الادب في كتابه روح الادب في شرح لامية العرب و المولق بسيفه الماضي وسنانه القاضي عقايد الاماضي السيد السند الحبر المعتمد الزكي الرضي الوفي المرضي الالمعي اللمعي الورع التقي النقي سيدنا العلي النقي بن علامة الزمن سيدنا ابي الحسن بن شمس العلماء السيد محمد ابراهيم بن ممتاز العلماء السيد محمد تقي بن سيد العلماء السيد حسين بن العلامة غفرآغاب السيد دلدار علي بن السيد محمد معين

---

[1] از تلامذہ آیت اللہ مجدد شیرازیؒ۔

النصير آبادي النقوي الكهنوي دامت بركات انفاسه و اقلامه و طالت ايام استفاداته و اعوام اعلامه فانه دامت بركاته مع اقتناته العلوم استكماله المفهوم المعلوم قد استجازني لي فانه بهذا الجاني فاستجزت الله عزوجل و اجوف له ادام الله توفيقه ان يروي عني جميع ما صحت لي روايته و ساغت مني اجازته...»

آیت اللہ سید محسن امین عاملیؒ

«العالم العلامة والبارع الفهامة ذوالذهن الوقاد والطبع النقاد وارث علوام اجداده الطاهرين والمدئب نفسه في مطالعة اخبارهم و احياء آثارهم، والمحاماة عن حوزتهم الذب عن شريعتهم سيدنا السيد علي النقي بن حجة الاسلام الفقيه السيد ابي الحسن ابن حجة الاسلام السيد ابراهيم ابن العلامة العلم السيد محمد التقي، صاحب التفسير ابن العالم العلم و مجر العلم الخضم السيد حسين ابن العلامة المجتهد الكبير السيد دلدار علي النقوي اللكهنووي صاحب عماد الاسلام والتاليف الشهيرة من تلامذة آية الله بحرالعلوم الطباطبائي النجفي قدس الله اسرارهم فأجزت له أدام الله فضله و افضاله و اكثر في الفرقة الناجية امثاله ان يروي عني جميع مؤلفاتي و مصنفاتي...»

آیت اللہ ہبۃ الدین شہرستانیؒ (۱۳۰۱ — ۱۳۸۶ھ۔ق)

قد استجازني حضرة العالم الفاضل والمحقق النهرير الكامل صفوة الاماثل من ليس له في ميادين الفضائل منا ضل شمس سماء الشرف و بدر فلك العلم و عماد فلك الهدي الحسيب النسيب والجهبذ الاديب الفائز من قداح الفضل بالمعلي والرقيب سيد العلماء الاعلام وزبدة عمد الاسلام السيد علينقي بن ابي الحسن بن ابراهيم الحسيني سليل علامة الهند المعظم مولانا السيد دلدار علي قدس الله روحه ونور ضريحه لكي

یعزز دام علاه رابطته التبسیه برابطة ادبیه مع الائمه من ابائه الکرام علیهم السلام فیروي عني ماصحت روایته و اتضحت لدي درایتة من مرویات اشیاخ العصابه و مؤلفاتهم المستطابه ولا سیما الکتب الاربعه التي علیها المدار في مختلف الاعصار اعني الکافي»

آیت اللہ مرزا ھادی خراسانی حائریؒ (۱۲۹۷ – ۱۳۶۸ھ۔ق)

«في کل معال ومقام لکفي المرطاب سره وصفي فلهذا رغب حصره السید الباري الورع المعتمد فخر الخلف لخیر السلف المسمي الي اسبق شرف نتیجه العلماء العظام ونخبة الفضلاء الفخام نادرة الدهر وعلامة العصر صاحب التصانیف والتألیف الصفي التقي السید علي تقي النجل الاجل السید الافضل الامجل الاکمل مرجع الانام وباب الاحکام نائب الامام علیه افضل السلام المولوي السید ابو الحسن النقوي اللکنوي دامت برکاتهما واستجاز من هذا العبد الضعیف فاستخرت الله تعالي واجزت له ان یروي عني کلما صحت لي روایته واتصحت لدي دراستة من الاخبار والاثار المرویه عن الائمة الاطهار صلوات الله علیهم مادام اللیل و النهار.»

آیت اللہ نجم الحسن نجم الملتؒ

«سجیة العلماء البارعین، الولد الاعزّ المجد المبجل والمهذب الاغر المحجل البالغ من الشرف والکمال الي سّماك الاعزل ربیع الفضل وزهره وسمآء النبل وبدراصل الفخار وفرعه وضوء السودد و لمعه عمدة الفضلاء زیدة الادبآء نخبة الاماثل ممتاز الافاضل الورع التقي، السید علي تقي جعله الله من ادلة الرشاد وایلغه الي اعلا مدراج الاجتهاد اين السید الهمام والبارع العلاّمة، العالم الموتمن ممتاز العلماء مولانا السید ابو الحسن من اهل بیت تغلغل صیتهم في الاغوار والانجاد وشاع حدیث کما لهم في الامصار والبلاد واشرقت ارض الهند بشوارق افاداتهم وتلالات هاتیك الارجاء بلوا

مع افاضاتهم و انه سلّمه الله قد برع في العلوم العقلية والنقلية واتقن ما اخذ من المسائل الاصولية والفرعية وقد قرا علي ايضا برهة من الزمان قراءه فهم واتقان وقد اتصف من محاسن الفضائل ومكارم الخصائل وقوة القريحة وجودة الطبيعة واستقامة سليقة التاليف ولطف عنوان التصنيف بما قربه ناظري وسر به خاطري فهو بهذه الخصائل الجميلة من بين امثاله ممتاز وهو اهل لان يجاز واستجازته»

آیت اللہ فداء حسین ہندیؒ

«استجاز مني السيد الفاضل البارع الذي هو من حياض العلم والكمال خير كارع ويوم النزال لابطال الضلال بطل دارع مولانا العلامة التقي التعلامة النقي سمي العاشر من حجج الله رب العزة عليه السلام الله التام الكامل الوفي السيد علي تقي النقوي حرسه الله عن شر كل غوي وشقي وحباه الله فضلا وكمالا وسقاه من عين العلم بباب مدينة العلم عذبا وزلالا ولست اجدني اهلا للاستجازة فكيف اكون اهلا للاجازة لكني دعاني وحثني علي اسعاف هذا المقترح الجميل من هذا السيد الجليل ان الدخول في سلسلة الاسناد شرف عظيم يحكم به العقل الذى هو اعظم حجج رب العباد...»

ب) اجازات اجتہاد

آیت اللہ شیخ ہادی بن عباس بن علی بن جعفر کاشف الغطاءؒ

اهل العلم والايمان ان جناب العالم العلم والعليم الخضم والطود الاشم العلامة الفقيه والحبر النبيه البارع لمعقول والمنقول السيد الشريف التقي السيد علي تقي النقوي الكهنوي دامت بركاته ممن خاض لجي عبابها ودخل اليها من ابوابها وميز بين قشورها ولبابها حتي فاق الاقران وحاز قصيب البرهان بحمد الله من اهل الملكات

القدسيه والاجتهاد في الامور الشرعيه وممن لايجوز له ان يعول علي غيره الدينيه وممن يجب تنفيذ مايصدر منه من الاحكام في الحلال والحرام وقد اختبرناه ايده الله في... ومسائل كثيره ووقفنا علي مؤلفاته ومصنفاته ومنظوماته ومنثوراته واطلعنا علي مناهجه... في الاشتغال والتحصيل والبحث والتدريس واحطنا بشؤنه جزا وقرأنا صحف اعماله سطر اًسطراً طويل الباع واسع الاطلاع لايساجل ويطاول ولاسيما في العلوم العربية والفنون فان له اليد الطولي فيها الادبية والقدح المعلي في الفاظها ومعانيها وناهيك بتفوقه في النظم والنثر واللغه فكم له من نظم كالدر النظيم ومن كلمات ذهبه تفوق الكواكب الدريه وقد منحه باريه من فصاحته اللسان وحسن البيان... مااصح به وحيدا في التدريس والتلقين والتفهيم والبيان عارفا بطرقه الصالحه بصيراً بكيفياته الناجحه لا ينفصل التلميذ عن تدريس الاوقد زال الشك والابهام وانكشفت عنه حجب الشبه والاوهام فنسئل الله تعالي ان يكثر امثاله وعلي طلبة العلوم ظلاله وقد اجزناه ايده الله وسدده ان يروي عنا جميع مصنفاتنا...

آیت اللہ محمد حسین طہرانیؒ

فان حضره العالم الفقيه العامل والورع الثقة الفاضل علم الدين الظاهر ومنار الشرع الزاهر ركن الاسلام ومروج الاحكام السيد علي نقي نجل حجة الاسلام وملاذا الانام السيد ابو الحسن من سلالة العلامة الشهير والمجتهد الكبير السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي ادام الله فضله ونصربه دينه ممن بذل اقصي جهده واتعب كريم نفسه وركب ظهور الرواحل وطوي المراحل الي النجف الاشرف علي مشرفه آلاف التحف فبقي فيه مدة من الزمان مديدة مكبا علي تحصيل الفقه والاصول واقتناء احكام آل الرسول حتي

صعد الذرورة العليا ونال العناية القصوي ورايت بعض مارشح .من قلمه الشريف فقر به ناظري وارتاح له خاطري وتحقق عندي انه فائز بدرجة الاستنباط والاجتهاد حائز للملكة والاقتدار وقوة رد الفروع الي الاصول واستخراج المعقول من المنقول فله الاخذ بما ادي اليه نظره الشريف في الاحكام الشرعيه وترك طريقه التقليد فيما استنبط من المسائل الدينية واوصيه بالتقوي ونهي النفس عن الهوي والتجنب عن حطام الدنيا... ورذائلها و الاعراض عن ذخارفها و زجارجها و سلوك منهج الاحتياط فانه سواء الصراط و لاينساني علي صالح الدعا كما لاانساه ان شاء الله تعالي

آیت اللہ محمد حسین اصفہانی کمپانیؒ (۱۲۹۶ – ۱۳۶۱ھ۔ق)

«فان السيد السند والمولي المعتمد صفوة العظام ونخبة الفقهاء الاعلام وملاذا الاسلام والمؤيد بتأييد الله القوي سيدنا السيد علي تقي النقوي دامت تائيداته افاداته قد حضر شطرا وافيا من الزمان علي غير واحد من الاحبان لتحقيق القواعد الاصولية وتنقيح المباني.

الفقهيته متآدباً بالاداب الدينيه متخلقا بالاخلاق الالهية حتي فاز بالمراد وحاز مرتبة الاجتهاد فله دام علاه العمل بما يستنبطه من الاحكام من مداركها فانه خبير بمسالكها و اوصيه دامت معاليه بمراقبة الاحتياط فانه طريق النجاة وسبيل الاصابة وان لاينساني من الدعاء في مظان الاجابة وقد اجزته ايضاً ان يروى عني جمع ما تصح لي روايته بسند المتصل الي اصحاب العصمة عليهم السلام...»

آیت اللہ علی ایروانیؒ

«... فقد استجاز في جناب العالم العاطر والمهذب التقي المكالم فخر الاسلام وذخر الانام وسليل الاعلام الاغا مير سيد علي تقي سبط العلامة الساكن في دار السرور السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي دام

توفيقه ثم بعد الاختبارات المتامة المتاكدة والمباحثات العلمية في مجالس عديده اخرها يوم الخميس الثالث وعشرين من شهر جمادي الثانية سنه ألف وثلثماة وتسع واربعين في دارنا الواقعة في ارض الغري اتضح عندي انه صاحب ملكة واقتدار وله اهلية استنباط وقوة رد الفرع الي الاصل فهو مجتهد مجازفي الاخذبما ادي اليه نظره الشريف وترك طريقة التقليد لازال موفقا لمافوق ذلك ومصباحا مضيئا في اهل هذاالبيت الرفيع البنيان والسلام عليه علي كافة الاخوات ورحمة الله بركاته»

قال الصيد علي الايرواني النجفي. ۲۳ جمادی الثانية ۱۳۴۹هـ ق.

آیت اللہ سید سبط حسنؒ

«...ولدنا الاعز الروحاني والعالم الرباني الحبر الفقيه المسدد والمجتهد النحرير المؤيد سيد العلماء السيد علي نقي ابن ولدنا الاجل الاكمل عمدة العلماء المحققين وزبدة الفقهاء المجتهدين السيد ابو الحسن النقوي اطال الله بقآءهما فانه سلمه الله مع ماأوتي من صلاح الذات وسلامة الفطرة وحسن السيرة وصدق الطوية لم يزل مكبا علي تحصيل العلوم الدينية والمعارف اليقينية في الهند ثم النجف الاشرف لدي العلماء المحققين واساطين الدين حتي بلغ الذروة السامية والدرجة القاصية الاوهي درجة الاجتهاد التي بها حرم التقليدعليه وساغ العمل بفتواه...»

آیت اللہ ابوالحسنؒ[1]

«العالم الكامل والمجتهد العامل مهجة قلبي وثمرة فؤادي نور عيني وفلذة كبدي ولدي السيد علي التقي سلمه الله وابقاه وحفظه وحماه فانه بعد مافرغ من تحصيل العلوم في وطنه ومحل اهله وسكنه عطف عنان عزمه الي النجف الاشرف علي مشرفه الاف التحف فلما

---

[1] سید العلماء آیت اللہ سید علی نقی نقنؒ کے والد بزرگوار۔

تشرف بتلك الساحة طوي كشحه عن الراحة حتي فاز بما فاز وخازما خاز واستجازمني اجازة وافية فكتبت له اجازة مفصلة مبسوطة في ذي الحجة من السنة السابقة وارسلتها اليه لكني لم انص فيها باهليته للاجتهاد و ان امكن الاستدلال بها عليها بنوع من التقريب لاجل اني ماكنت مطمئناً به كمال الاطمئنان ثم قد اختبرته سلّمه الله اختباراً تاماً بعناوين مختلفة حتي مضت سنة كاملة فاستكشفت من بعض ماترشّح من قلمه الملكة الراسخة الاستنباطية والقوة القدسية الاجتهادية و وجدته سلّمه الله راقياً من حضيص التقليد الي اوج الاجتهاد دفا شكر الله علي ما اتاني من النعم العظام والالاء الجسام فولدی هذا طول الله عمره...»

آیت اللہ سید ابراہیم الحسینی الشیرازیؒ معروف بامیرزا آغا اصطباناتی (۱۲۹۷ـ ۱۳۸۰ھ ـ ق)

«لطلب العلم والفقاهة فيفوز بشرف الفضل والنباهه حتي يصبح من ورثة الانبياء وحملة ودائع الرسل والاصفياء وممن قد طلب هذه الغايه الشريفه واتعب فيها نفسه المنيفه حتي صعد عليها بقدم راسخ وجنان ثابت البارع النبيه والعالم الفقيه صاحب الملكة السامية و القريحة الصحيحة النامية فخر المجتهدين وثقة الاسلام والمسلمين اليسد علي نقي ابن علم الاعلام حجة الاسلام السيد ابو الحسن آل العلامة الشهير والمجتهد الكبير السيد دلدار علي صاحب عماد الاسلام وغيره من الكتب الممتعة فانه كثر الله امثاله ممن ارتوي من فيض العلم باقرب الموارد وقنص من فنون الفضل الشارد والوارد و تجول في المعقول والمنقول واتقن الفقه مع الاصول اجتني الثمار اليانعة من حديقة العلم الزاهره بالنجف الاشرف علي مشرفه آلاف التحف سنين عديدة ومدة مديدة حتي فاز بما هو غاية المامول

ونهأية المسول وصعد ذروة الاجتهاد مشفوعة بالصلاح والسداد ضليعا برد الفروع الي الاصول وتطبيق الديل علي المدلول فساغ له العمل بما يستنبطه من الاحكام علي الطريقة المعروفة لدي العلماء الاعلام و حرم عليه التقليد فيما اذي اليه نظره في الاستنباط ووقف عليه من سويّ الصراط وقد اجرزت له ان يروي عنّي ما صحت لي روايته من احاديث آل العصمة عن شيخي العماد الاعظم السناد الاقوم آية الله المولي محمد كاظم الهروي الخراساني قدة باسناده المعروف المعهود المنتهي الي آئمه المعصومين سلام الله عليهم اجمعين.»

آیت اللہ ابوالحسن مشکینیؒ

«...حضرة العالم العامل المهذب الباري ملاذ الانام مروج الاحكام فخر المجتهد ين العظام السيد علي نقي بن العلامة الفقيه الموتمن السيد ابي الحسن آل المرحوم المبرور الامام المؤسس السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي فانه دام فضله و تائيده ممن بذل جهده و جدّ و اجتهدوا تعب نفسه الشريفة في تحصيل العلوم الدينية اكتساب المعارف الشرعية كثيراً من الزمان و حضر عند الاساطين العظام ولدي الاحقر شطراً من الآوان حتي اصبح بحمد الله و منه من العلماء الاعلام و المجتهدين الفخام و بلغ مرتبة الاجتهاد فله العمل بما استنبط من الاحكام علي النهج لمالوف بين الآعلام ويحرم عليه التقليد فيما اجتهد و اجزت له ان يروي عنّي ما صحت لي روايتة عن مشايخي...»

آیت اللہ محمد حسین نائینیؒ (۱۲۷۷ – ۱۳۵۵ھ ـ ق)

فان جناب العالم العامل والفاضل الكامل عماد العلماء الاتقياء و سناد الافاضل الاذكياء صاحب التالفيات الانيقة والتحقيقات الوثيقة

التقي الزكي السيد علي النقي ادام الله تعالي تأيده نجل العالم الجليل العلامة الفقيه السيد ابي الحسن اللكهنوي ادام الله تعالي افضاله ممن بذل جهده في تحصيل العلوم الشرعية والمعارف الالهية ومستمد امن الجهابذة الاساطين وحضر ابحاثي حضور تفهم وتحقيق وتعمق و تدقيق حتي بلغ رتبة سامية من الاجتهاد مقرونه بالصلاح والرشاد فله العمل بما يستنطه من الاحكام علي المنهج المتعارف بين المجتهدين العظام واجزت له ان يروي عني جميع ما صحت لي روايته من مصنفات اصحابنا الامامية باسرها وماروه...»

آیت اللہ شیخ محمد کاظم بن حیدر شیرازیؒ (۱۲۹۲ – ۱۳۶۷ھ۔ق)

«...عمدة العلماء الاعلام زبدة الفقهاء الكرام مروج الاحكام ثقة الاسلام المهذب الباري الصفي السيد علي تقي النقوي دام فضله ابن العلامة الفقيه الموتمن السيد ابو الحسن من سلالة المرحوم المبرور العلامة الشهير السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي طاب ثراه و مسل الجنة مثواه فانه دام تاييده قد كد وجدّ واتعب نفسه واجتهد في تحصيل علوم الدين و معارف الشرع المبين وليث في النجف الاشرف برهة من الزمان مكباً علي التحصيل ناهجاً فيه علي السبيل حتي وصل الغاية و بلغ النهاية فاصبح بعون الله و توفيقه من العلماء الاعلام المجتهدين و فاز برتبة الاجتهاد و الاستنباط فله العمل بما استنطه من الاحكام عن ادلتها المعروفة الطرق المضبوطة المالوفة ويحرم عليه التقليد فيما استقر له فيه الاجتهاد والاستنباط والله الهادي الي سواء الصراط و اجزت له ان يروي عني ما صحت لي روايته...»

فہرست کتب علامہ سید علی نقی نقن اعلی اللہ مقامہ

(الف)

آثار قدرت
اصول دین اور قرآن
اسلام کا پیغام پس افتادہ اقوام کے نام
امامت ائمہ اثنا عشر اور قرآن
اسلام دین عمل ہے۔
اسلامی کلچر کیا ہے؟
اسلامی نظریہ حکومت
اسلامی تمدن
اسلام اور انسانیت
اسلام کی حکیمانہ زندگی
اسلامی عقائد
اصول اور ارکان دین
الدین القیم
اسوہ حسینؑ
امام حسینؑ کی شہادت اور دستور اسلامی کی حفاظت
اسیری اہل حرم
اثبات پردہ
اشک ماتم
اتحاد بین المسلمین (درمندوں کی آوازیں)
ابو الائمہ کے تعلیمات
اگر واقعہ کربلا نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟
استقامت علی الحق کا معیاری نمونہ
التوائے حج پر شرعی نقطہ نظر سے بحث
اسلام کی فکر حاضر میں موزونیت
امام رضاؑ
امام منتظرؑ
امامت
آیۃ اللہ النائینی وموقفہ العلمی بین الطائفہ (عربی)
اقالۃ العاثر فی اقامۃ الشعائر (عربی)
انصار حسینؑ
ایمان بالغیب
اسلام کا نظریہ حکومت
اسلامی قانون وراثت

(ب)

بنی امیہ کی عداوت اسلام کی مختصر تاریخ
بین الاقوامی شہید اعظم حسین بن علیؑ
البیت المعمور فی عمارۃ القبور (عربی)

(پ)

پانچویں امامؑ

حجج ومعاذیر (عربی واردو)
حاشیۃ الکفایہ فی مباحث الفاظ للعلامۃ المیرزا ابو الحسن المشکینی (عربی)
حول کتاب اعیان الشیعہ (عربی)
حواشی علی الرسائل (عربی)
حواشی علی المکاسب (عربی)
حدیث حوض
حیات جاوداں
حسینؑ اور قرآن
حسینؑ اور اسلام
حضرت علیؑ کی شخصیت علم واعتقاد کی منزل میں
حسینؑ حسینؑ ایک تعارف
حسینؑ اور ان کا پیغام
حسینی اقدام کا پہلا قدم
حسین کا پیغام عالم انسانیت کے نام

(خ)

خدا پرستی اور مادیت کی جنگ
ختم نبوت
خمس
خدا کا ثبوت
خدا اور مذہب
خدا کی معرفت
خلافت اور امامت (چھ حصے)
خطبات کربلا
خطبات سید العلماءؒ
خلافت یزید کے متعلق آزادرائیں
حضرت خدیجۃ الکبریٰ

(د)

دو اسلام پر ایک نظر
دسویں امامؑ
دنیا آخرت کی کھیتی ہے
دیں پناہ است حسینؑ
دعائی سمات

(ذ)

ذات وصفات
ذاکری کی کتاب (چار حصے)
ذوالجناح

(ر)

الراحل العظیم (عربی)
رہنمائے ذاکری (چار حصے)
رسول خدا ﷺ
رسول ﷺ کا مرتبہ فصاحت اور کلام رسول ﷺ کی خاص انفرادیت

الردالقرآنیہ علی الکتاب المسیحیۃ (عربی)
ردوہابیت
رہبر کامل
رہنمایان اسلام
روزہ
رسالۃ ابی عبداللہ الحسینؑ (عربی)
روح الادب شرح الامامیۃ العرب (عربی)
رسالۃ من ابن حسن نجفی (مکتبۃ بحر العلوم ۱۹۹)
رسالۃ الی السید محمد صادق بحر العلوم (للسید محمد تقی بحر العلوم) (مکتبۃ بحر العلوم ۱۹۹)
عدۃ رسائل للسید محمد صادق بحر العلوم وفیھا تواریخ لوفاۃ شیخھم الطھرانی (مکتبۃ بحر العلوم ۱۹۹)
رسالۃ فی الاجتہاد والتقلید (عربی)
رسالۃ المولف سید علی نقی ۲۷ ذی القعدہ (مکتبۃ بحر العلوم ۲۰۳)
رسالۃ السید علی نقی للشیخ الاوردبادی (مکتبۃ بحر العلوم ۲۰۳)
رسالۃ السید علی نقی الی الشیخ الاوردبادی (۱۱) (مکتبۃ بحر العلوم ۲۰۵)
رسالۃ السید علی نقی النقوی (۲۲) (مکتبۃ بحر العلوم ۲۰۶)

رسالہ شریفہ فی تراجم مشاہیر علماء الھند (ایضاً: ص ۱۱۵ و ۳۹۲)
رسالۃ فی نیت الصوم (عربی)

(ز)

زندگی کا حکیمانہ تصور
زکوۃ
زندہ جاوید کا ماتم
زندہ سوالات
زبدۃ الکلام او تلخیص عماد الاسلام (عربی)

(س)

سید سجادؑ
سفرنامہ عراق
سید عالم سلام اللہ علیہا
سر ابراہیمؑ واسماعیلؑ
سرور شہیداں
سفرنامہ حج
سجدہ گاہ
سامان عزا
السبطان فی موقفھما (عربی)
السیف الماضی عن عقائد الاباضی (عربی) (فہرست بحر العلوم ص ۶۸)

(ش)

شہادت کبری (تبصرہ)
شادی خانہ آبادی
شہید انسانیت
شیعیت کا تعارف
شہید کربلا
شجاعت کے مثالی کارنامے
شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
شہید کربلا کا سال بہ سال ماتم
شہادت زار کربلا
شھادۃ بحق السید النقوی من الشیخ راضی آل یاسین (۲۴) (مکتبۃ بحر العلوم ۲۰۶)
شب شہادت
شہدائے کربلا (تین حصے)
شہادت حسینؑ کے اسباب
شہید کربلا کی خاندانی خصوصیات
شہید کربلا کی یادگار کا آزاد ہندوستان سے مطالبہ

(ص)

صانع کردگار
صلح اور جنگ (عقل و فطرت کی روشنی میں)
صحیفہ سجادیہ کی عظمت
صادق آل محمدؐ
صدیقہ صغری
صلح امام حسن علیہ السلام

(ض)

ضرورت مذھب

(ع)

عبادت اور طریق عبادت
عید غدیر
عظمت حسینؑ
عالمی مشکلات کا حل
عدل
عزائے مظلوم
عزائے حسینؑ کی اہمیت
عدم تشدد اور اسلام
عزائے حسینؑ پر تاریخی تبصرہ
العقود الذھبیہ فی السلسلۃ النسبیہ (عربی اشعار) (ہماں ص ۱۱۷)
عورت اور اسلام
عشرہ محرم اور مسلمانان پاکستان
السید علی نقی النقوی الکھنوی نثرا (مکتبۃ بحر العلوم ۲۴۲)

السید علی نقی النقوی الکھنوی (مکتبۃ بحر العلوم ۲۴۸)

(ف)

فلسفہ گریہ

فریاد مسلمانان عالم

فضائل جناب امیر المومنینؑ کی خصوصیات

فتاوائے سید العلماء (یہ ضخیم کتاب سعودی کسٹم پر ضبط ہو گئی)

(ق)

قرآن مجید کے انداز گفتگو میں معیار تہذیب ورواداری

قتیل العبرۃ

قرآن اور نظام حکومت

قرآن کے بین الاقوامی ارشادات

قانون وراثت

قاتلان حسینؑ کا مذہب

(ک)

الکلام علی الفقہ الرضوی (عربی)

کتاب شہید اعظم پر تبصرہ

کتاب صدیقنا العلامۃ السید علی نقی النقوی الکھنوی الذی کتبہ لنا من الھند یعزینا فیہ بوفاۃ ابن عمنا المرحوم السید علی وصدیقنا المیرزا محمد علی الاوردبادی وکانت وفاتھما متقاربۃ فی سنۃ ۱۳۸۰ (۳۹) (مکتبۃ بحر العلوم ۲۸۲)

کتاب مسئلہ حیات النبی

کتاب نبوت

کربلا کی یادگار پیاس

الکراس الثالث (مکتبۃ بحر العلوم ۲۰۰)

کربلا کا تاریخی واقعہ مختصر یا طولانی

کشف النقاب عن عقائد عبد الوہاب (عربی

(گ)

گیارہویں امامؑ

(ل)

لارڈ رسل کے ملحدانہ خیالات کی رد

لاتفسدوا فی الارض

لمحات حول السفور والحجاب (عربی)

(م)

المتحف العربی من الادب العصری (عربی)

المتحف العربی (عربی)

مذہب شیعہ اور تبلیغ

مشاہیر علماء ہند (عربی) چاپ نجف

مسلمانوں کی حقیقی اکثریت (واقعہ کربلا کا ایک خاص پہلو)

مقتل ابو مخنف کا تحقیقی جائزہ
مباہلہ
مقدمہ مختصر برائے ترجمہ وحواشی قرآن
مقدمہ تفسیر قرآن
محاربہ کربلا
معرکہ کربلا
موسیٰ کاظمؑ
معاد
مسائل ودلائل
مجموعہ تقاریر (پانچ حصے)
مقدمہ نہج البلاغہ
مقالات سید العلماء (دو حصے)
مسلم پرسنل لاء نا قابل تبدیل
متعہ اور اسلام
مذہب کی ضرورت
مادیت کا علمی جائزہ
مذہب اور عقل
مذہب شیعہ ایک نظر میں
مذہب باب وبہاء (دو جلدیں)
معراج انسانیت
مولود کعبہ
مقصود کعبہ
مطلوب کعبہ
مجسمہ انسانیت
مجاہدہ کربلا
مظلوم کربلا
مقصد حسینؑ
مسلمانوں کی نقلی اکثریت
مقدمہ تفسیر القرآن (عربی)
متجمع التبشیر (عربی)
مشقت النذیر فی المسئلۃ التصویر (عربی)
مسئلۃ فی الخیر والشر (عربی)
معصوم شہزادی
مراکز مہم علمی شیعہ

(ن)

النجعۃ فی اثبات الرجعہ (عربی)
نہج البلاغہ کا استناد
نوروز وغدیر
نماز
نظام ازدواج
نظام زندگی (چار حصے)
نظام تمدن اور اسلام
نظرات بحاثۃ فی الاخبار الثلاثۃ (فہرست مکتبہ العلامہ السید محمد صادق بحر العلوم ص ۱۰۸)

نویں امام
نفس مطمئنہ
نجف ام طف
نقد الفرائد

(و)

وجیزۃ الاحکام (عملیہ)
وعدہ جنت
الوضاعون للاحادیث فی مذمۃ علی علیہ السلام ومن کان منحرفا عنہ ومبغضا (مکتبۃ بحر العلوم ۲۸۹)
واقعہ وفات رسول

وجود حجت

(ہ)

ہمارے رسوم وقیود
ہلاکت اور شہادت

(ی)

یاد اور یادگار
یزید اور جنگ قسطنطنیہ

فہرست منابع حالات سید العلماءؒ

سید العلماء آیت اللہ سید علی نقی نقن صاحب مرحوم کی حالات زندگی کے حوالہ سے بعض منابع کے نام۔ ویسے تو سید العلماء اور آپکی تالیفات کے حوالہ سے سیکڑون کتب، رسائل اور مجلات میں ذکر موجود ھے، مگر ہم یہاں پر ایک دو منابع کے علاوہ فقط ان منابع ومصادر کا نام لکھ رہے ہیں جنہیں بندہ حقیر نے خود مشاہدہ کیا ہے ورنہ استقراء تام کے حوالہ سے تو۔

سفینہ چاہیے اس بحر بیکران کے لیے۔

۱) اعلام الشیعہ؛ (ج ۲ ص ۱۰۲۷۔)
۲) اعیان الشیعہ؛ (ج ۶ ص ۴۲۵۔)
۳) برصغیر کی امامیہ اردو مطبوعات؛ (ہر دو جلد میں متعدد مقامات پر)
۴) تالیفات شیعہ در شبہ قارہ؛ (۱۲۰ سے زیادہ مقامات پر)

۵) تشکیل پاکستان میں شیعیان علی کا کردار؛(ص ۵۹۱ الی ۵۹۲۔)

۶) خورشید خاور؛(ص ۲۶۳۔۲۶۸)

۷) الذریعۃ؛(اعلام الذریعہ کی تحقیق کے مطابق الذریعہ کی تمام مجلدات ۱ تا ۲۵ میں سید العلماء کا ذکر موجود ہے بعنوان مثال: ج ۲، ص ۲۶۳، ۱۹۶ و ۲۷۰؛ ج ۳، ص ۱۸۵، ۲۹۴ و ۳۹۴؛ ج ۶، ص ۲۶۳؛ ج ۱۱، ص ۲۶۱؛ ج ۱۲، ص ۳۱، ۲۸۸؛ ج ۱۶، ص ۱۷۴؛ ج ۱۷، ص ۳؛ ج ۱۸، ص ۶۵؛ ج ۲۲، ص ۲۷۷؛ و ج ۲۴، ص ۶۸؛ ج ۲۵، ص ۳۷۔)

۸) رسالہ پیام اسلام سید العلماء نمبر؛ (مؤرخہ مئی ۱۹۸۹)

۹) سبائک التبر؛(ص ۵۱۵۔)

۱۰) شعراء الغری؛(ج ۶، ص ۴۳۵۔)

۱۱) الغدیر؛(ج ۲، ص ۲۲۵؛ ج ۳، ص ۷۳؛ ج ۶، ص ۳۳؛ ج ۷، ص ۴۰۵۔)

۱۲) فہرس التراث؛(ج ۲ ص ۶۲۷۔)

۱۳) فہرس مکتبہ العلامہ السید محمد صادق بحر العلوم؛(متعدد مقامات ص ۶۸، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۳۲، ۲۳۸، ۲۸۲، ۲۸۹، ۳۵۲، ۳۵۳۔)

۱۴) کتابھای عربی چاپی؛(ص ۸۷، ۳۰۳، ۷۴۳، ۹۶۵۔)

۱۵) مجلہ خاندان اجتهاد؛(متعدد شمارے خصوصاً ش ۵۔۶۔۱۰۔۱۱۔۱۲)

۱۶) المسلسلات فی الاجازات؛(صفحہ ۴۴۴۔)

۱۷) مصادر الدراسۃ؛(ص ۸۵۔)

۱۸) مصفی المقال فی مصنفی علم الرجال؛(ص ۳۴۲۔)

۱۹) المطبوعات النجفیہ؛(ص ۸۸۔)

۲۰) معجم التراث الکلامیہ؛(ج ۴، ص ۵۱۲۔)

۲۱) معجم رجال الفکر والادب فی النجف؛(ص ۱۳۰۰۔)

۲۲) معجم مؤرخی الشیعہ؛(الجز الاول، ص ۶۴۲۔)

۲۳) معجم المؤلفات الاسلامیہ فی الرد علی الفرقۃ الوھابیہ:(ص۲۰۶ و۳۷۹۔)

۲۴) المنتخب من اعلام الفکر والادب:(ص۳۴۹۔۳۵۱،ناشر مؤسسہ المواھب بیروت سال ۱۹۹۹۔۱۴۱۹ھ۔)

۲۵) موسوعہ الامام سید عبدالحسین شرف الدین:(ج۹ص،۳۰۹۶،۳۰۹۴،۳۰۹۳،۳۳۰۳،

۳۳۲۳،۴۴۶۸،۴۴۶۹

۲۶) مؤلفین کتب:(ج۱۴،ص۶۰۱۔)

۲۷) میراث بہارستان:(ص۷۷۸،ناشر کتابخانہ مجلس شوری اسلامی تھران۔)

۲۸) نقباء البشر ا:(ص ۳۴۔)

وہ مستقل کام جو سید العلماء کی شخصیت کے حوالے سے انجام پذیر ہوئے ہیں:

۱۔سید العلماء اکیڈمی

اکیڈمی کے افرادنے اعلان کیاہے کہ سید العلماء کے حوالہ سے مفصل کام شروع ہوچکاہے خدا سے دعا ہے کہ یہ کام جلد از جلد انجام پذیر ہواور اراکین اکیڈمی کواس کام میں مؤفق فرمائے۔ آمین!

۲۔PHD

سید العلماء کے حوالہ سے برادر رضوان ضمیر نے امریکہ سے پی ایچ ڈی کی ہے،چند دن قبل محقق محترم نے اس کادفاعیہ کیاہے۔

۳۔پایان نامہ کارشناسی ارشد

سید العلماء کی شخصیت اور انکی تفسیری آرا) کے عنوان سے حوزہ علمیہ قم میں برادر اقبال پایان نامہ تحریر فرمارہے ہیں۔

۴۔ مستقل کتاب

سید العلماء حیات اور کارنامے۔ مؤلف:سید سلامت رضوی۔ناشر سید العلماء اکادمی۔

۵۔ خصوصی شمارے

سید العلماء کی وفات پر بعض افرادنے خصوصی شمارے نکالے اور شعراءنے منظوم کلام پیش کیا۔

۶۔ تحقیق پایانی کارشناسی

معرفی شخصیت و آثار سید العلماء کے عنوان سے حوزہ علمیہ قم میں برادر شاکر علی پاکستانی تحقیق انجام فرمارہے۔

بقلم مبارک: قائد ملت جعفریہ علامہ مفتی جعفر حسین اعلی اللہ مقامہ

سید العلماءؒ کے ترجمہ قرآن کے امتیازات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید اسلامی تعلیمات کا وہ سرچشمہ ہے جس کے مندرجات کی نشرو اشاعت کو ہمیشہ مسلمانوں نے ایک اہم دینی فریضہ سمجھا۔ عرب قوم یا عربی دان جماعت کے لئے تو اس کے ترجمے کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا تھا۔ ان کے لئے صرف تفسیر و تشریح کی ضرورت تھی۔ مگر ایران اور ہندوستان کے ایسے ملکوں میں جہاں کے زیادہ تر افراد عربی زبان سے ناواقف تھے۔ اس کے تحت اللفظی معانی کے سمجھانے کے لئے ترجموں کی ضرورت محسوس ہوئی۔

چنانچہ گیارہویں صدی ہجری میں ایران میں جمال المحققین آقا جمال خوانساری نے جو فقیہ اور محقق بھی تھے فارسی میں بہترین ترجمہ قرآن فرمایا۔ ہندوستان میں اس کے بعد علماء اہل سنت میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس کا آغاز کیا تو سطحی نگاہ والے سواد اعظم کے مدعیان علم میں شعور ہو گیا کہ ترجمہ قرآن جائز نہیں ہے۔ آخر یہ شورو غوغا ختم ہوا اور بالغ نظر محققین علماء نے یہ طے کر دیا کہ عوام کو مضامین قرآن پر مطلع کرنے کے لئے ترجمہ امر مستحسن ہے۔ بے شک ترجمہ کو اصل قرآن کا درجہ نہیں حاصل ہو سکتا اور ترجمہ کے پڑھنے سے ثواب تلاوت قرآن کا استحقاق نہیں ہو گا۔ یہی نظریہ ہے جو بالکل مسلمات میں داخل ہے اور حق وصواب ہے۔

شیعوں میں سے سب پہلا ترجمہ قرآن جناب غفران مآب، مولانا سید ولدار علی طاب ثراہ کے فرزند ارجمند جناب مولانا سید علی صاحب متوفی ۱۲۵۹ھ نے کیا جو ان کی اردو تفسیر "توضیح المجید" کے ضمن میں ہے۔ اس کے بعد سنی وشیعہ بہت سے علماء اس کام کو انجام دیتے رہے مگر ظاہر ہے کہ ترجمہ عربی زبان پر پورے عبور کے ساتھ اردو محاورات میں کامل اقتدار کا طلبگار ہے اور خود اردو زبان کا معیار مختلف ادوار میں اب تک برابر بدلتا رہا اور اونچے سے اونچا ہوتا رہا۔ اس لئے ہر دوسرے دور میں پہلے کا ترجمہ ناکافی معلوم ہوا اور یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔

اب تک کے ترجموں میں بلاخوف انکار کہا جاسکتا ہے کہ سب سے بہتر ترجمہ مولانا حافظ سید فرمان علی صاحب اعلی اللہ مقامہ کا ہے جو مختصر تفسیر و حواشی کے ساتھ شائع ہوا ہے مگر زمانہ کے ارتقاء کے ساتھ مختلف پہلوؤں کے سامنے آنے کی وجہ سے پھر بھی ایک بلند معیار کی تشنگی محسوس ہوتی رہی۔ خصوصاً حواشی میں، اس لئے کہ مولانا فرمان علی صاحب مرحوم نے متعدد مقامات پر تفاسیر اہل سنت پر اعتماد کر کے حواشی تحریر کر دیئے ہیں۔ جو کسی نہ کسی حیثیت سے ہمارے مستند تفاسیر اور ثابت شدہ نظریات کے خلاف ہیں۔ اس کے لئے مزید ترجمہ اور حواشی کی ضرورت برقرار رہی۔ شکر ہے کہ اس ضرورت کی طرف جناب سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مدظلہ، کی توجہ مبذول ہوگئی۔ موصوف کے جو قرآنی خدمات اب تک منظر عام پر آئے ہیں۔ اونیز آپ کی تقریریں اور بیانات جو ہزاروں آدمیوں کے گوش زد ہوتے رہے ہیں۔ ان کی بناء پر علوم قرآن میں آپ کا تبحر ایک مسلم الثبوت حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اردو کے صاحب زبان ہونے کے ساتھ اپنے ادبی کمال کی بلندی کے لحاظ سے بھی ان کا امتیاز مسلم ہے۔ یہی دو چیزیں ہیں جو ترجمہ کی کامیابی کی ضامن ہیں۔

چنانچہ آپ کے ترجمہ کا پہلا پارہ جو اب منظر عام پر آرہا ہے ان تمام خصوصیات کا حامل ہے جن کی توقع آپ کے ترجمہ میں کی جاسکتی تھی۔ ذیل میں کچھ ممتاز تراجم میں سے چند آیات قرآن کا ترجمہ اور ان کے بالمقابل جناب سید العلماء کا ترجمہ بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے۔ جس سے پتہ چلے گا کہ اس ترجمہ کو موجودہ تراجم میں کیا امتیاز حاصل ہے۔

۱۔﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾(حمد/۱)

مولانا فرمان علی صاحب مرحوم:

خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بڑا مہربان رحم والا ہے۔

مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی:

شروع اللہ نہایت رحم کرنے والے بار بار رحم کرنے والے کے نام سے۔

مولانا علی نقی صاحب قبلہ:

سہارا اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا بڑا مہربان ہے۔

مختصر تشریح:

رحمن اور رحیم کی لفظوں میں فرق یہ ہے۔ کہ رحمن اس رحمت کو بتاتا ہے، جو دوست و دشمن اور مومن وکافر سب کو عام ہے اور ایسی رحمت اللہ سے مخصوص ہے اسی لئے غیر اللہ پر اس لفظ کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن رحیم اس رحمت کا مظہر ہے، جو مومنین سے مختص ہے۔ یہ فرق گذشتہ ترجموں سے ظاہر نہیں ہوتا۔ وہ جو دوست و دشمن کو عام ہوا سے، مہربانی، کہنا درست نہیں بلکہ ،فیض، کی لفظ سے اس کی تعبیر درست ہے۔ ،رحم کرنا، ہماری زبان میں مصیبت کے وقت سے مختص ہے۔ یہ تمام انواع رحمت کو شامل نہیں۔ (شروع) کلام میں مقدر ہے لہٰذا ترجمہ میں بھی مقدر قرار دینا درست ہے۔ اسے مظہر بنادینا ترجمہ کے حدود سے تجاوز ہے۔ پھر عبد الماجد صاحب کے ترجمہ کی ترکیب بھی اردو محاورہ کے مطابق نہیں ہے۔

۲۔ ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ (حمد ٦/)

مولانا فرمان علی صاحب:

توہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ۔

مولانا عبد الماجد:

چلا ہم کو سیدھا راستہ۔

مولانا علی نقی صاحب:

بتاتا رہ ہم کو سیدھا راستہ۔

مختصر تشریح

پہلے ترجمہ میں ،ہدایت، کے معنی ہی نہیں پیدا ہوتے۔ ثابت قدم رکھنا اس لفظ کے معنی نہیں ہیں۔ دوسرے میں ،چلا، کی لفظ جبر کا توہم پیدا کرتی ہے۔ آخری ترجمہ میں ہدایت کا مفہوم بھی آگیا اور رہ کی لفظ سے ثابت قدم رکھنے کے معنی بھی آگئے۔

۳۔ ﴿...وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ﴾ (بقرہ ۳/)

مولانا عبد الماجد صاحب:

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

مولانا فرمان علی صاحب:

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔

مولانا علی نقی صاحب:

جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے۔ اس میں سے خیرات کرتے ہیں۔

تشریح

مطلق ''خرچ کرنا'' کوئی مدح نہیں۔ فرمان علی صاحب نے اس کمی کو بریکٹ کے الفاظ سے پورا کیا ہے۔ مگر بریکٹ کا ترجمہ میں داخل ہونا درست نہیں۔ خیرات، کی لفظ اس کمی کو دور کر دیتی ہے۔

۴۔ ﴿...وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (بقرہ/۵)

مولانا فرمان علی صاحب:

اور یہی لوگ اپنی دلی مرادیں پائیں گے۔

مولانا الماجد صاحب:

یہی (پورے) بامراد ہیں۔

مولانا سید علی نقی صاحب:

یہ ہیں جو ہر حیثیت سے بہتری پانے والے ہیں۔

تشریح:

فلاح کے معنی ائمہ لغت کے قول کے مطابق انواع خیر کے شمول پر مشتمل ہیں۔ مراد، کی لفظ انہی چیزوں کو شامل ہے جن کا انسان کو تصور اور جن کی طلب ہے۔ فلاح کی لفظ اس سے زیادہ وسعت کی حامل ہے۔

۵۔ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾ (بقرہ/۱۶)

مولانا فرمان علی صاحب:

یہی وہ لوگ ہیں، جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید کی۔ پھر نہ ان کی تجارت ہی نے کچھ نفع دیا اور نہ ان لوگوں نے ہدایت ہی پائی۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے گمراہی خرید کرلی ہدایت کے بدلے۔ سو نہ ان کی تجارت ہی سود مند ہوئی اور نہ وہ راہ یاب ہوئے۔

مولانا سید علی نقی صاحب:

یہ ہیں وہ جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی تو نہ ان کے بیوپار نے نفع دیا اور نہ انھیں ہدایت ہی نصیب ہوئی۔

تشریح

پہلے دونوں ترجموں میں سلامت کی کمی ہے اور پہلے ترجمہ میں پھر کی لفظ بے موقع اور دوسرے میں سو ہے جو متروک ہے اور راہ یاب کی ترکیب غریب ہے۔

۶۔ ﴿فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ...﴾ (بقرہ/۲۴)

مولانا فرمان علی صاحب:

پس اگر تم یہ نہیں کرسکتے اور ہرگز نہیں کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

اور اگر یہ نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو۔

مولانا سید علی نقی صاحب:

اب اگر تم نے ایسا نہ کیا اور ہرگز نہیں کرو گے تو پھر بچنے کا سامان کرو اس آگ سے۔

تشریح

سکو، کی لفظ ان دونوں ترجموں میں اصل سے زائد ہے۔ اس کے بعد اتقاء کے معنی ڈرنے کے ہیں ہی نہیں۔ بچنے کا سامان کرنا اس کے لغوی معنی سے مطابق بھی ہے اور اصل مفہوم کو بھی زیادہ واضح کرتا ہے۔

۷۔ ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ...﴾ (بقرہ/۲۹)

مولانا فرمان علی صاحب:

وہی تو وہ (خدا) ہے جس نے تمھارے نفع کے لیے زمین کی کل چیزوں کو پیدا کیا۔
پھر آسمان (کے بنانے) کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان ہموار اور (مستحکم) بنادیئے۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

وہ وہی (خدا) ہے جس نے پیدا کیا تمھارے لیے جو کچھ بھی زمین میں ہے سب کا سب پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ کی اور انھیں سات آسمان درست کر کے بنادیئے۔

مولانا علی نقی صاحب:

وہ وہ ہے جس نے تمھارے لیے پیدا کیا جو کچھ زمین میں ہے۔ سب پھر آسمان کی طرف رخ کیا، تو انھیں سات آسمانوں کی صورت میں درست کیا۔

تشریح

پہلے ترجموں میں سلاست کی کمی نمایاں ہے۔

۸۔ ﴿...إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾ (بقرہ/۳۲)

مولانا فرمان علی صاحب:

تو بڑا جاننے والا مصلحتوں کا پہچاننے والا ہے۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

بے شک تو ہے بڑا علم و حکمت والا۔

مولانا علی نقی صاحب:

یقیناً تو بڑا جاننے والا، مناسب ہی کام انجام دینے والا ہے۔

تشریح

حکیم کی لفظ کا ترجمہ ان دونوں میں مفقود یا ناقص ہے۔

۹۔﴿...فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ﴾(بقرہ/۳۵)

مولانا عبد الماجد صاحب:

ورنہ تم گنہ گاروں میں سے ہو جاؤ گے۔

مولانا فرمان علی صاحب:

(ورنہ) پھر تم اپنا آپ نقصان کرو گے۔

مولانا علی نقی صاحب:

رونہ تم حد سے قدم آگے بڑھانے والوں میں سے ہو گے۔

تشریح

ظالمین کا ترجمہ گہنگار غلط بھی ہے اور مخالفت عصمت سے زیادہ قریب بھی۔ دوسرے ترجمہ میں عصمت کا تحفظ کیا گیا ہے مگر اپنا آپ الفاظ قرآن کے حدود سے خارج ہے آخری ترجمہ میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو لفظی مفہوم کے حدود سے خارج ہو اور وہ خود قرآن میں جو الفاظ ظالم کی تشریح ہے اس کے مطابق ہے کہ ﴿...وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾(بقرہ/۲۲۹)

۱۰۔﴿...وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ...﴾ (بقرہ/٤١)

مولانا فرمان علی صاحب:

اور تم سب سے پہلے اس کے انکار پر موجود نہ ہو جاؤ۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

اور مت بنو اس کے ساتھ اولین کفر کرنے والے۔

مولانا علی نقی صاحب:

اور اس کے اول نمبر کے منکر نہ بنو۔

تشریح

پہلے دونوں ترجموں سے اولیت باعتبار زمانہ مستفاد ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ مقصود نہیں ہے بلکہ اولیت باعتبار شدت انکار مراد ہے۔ نیز پہلے دونوں ترجموں میں سلامت کی کمی بھی ظاہر ہے۔

۱۱۔﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾(بقرہ/۴۵)

مولانا فرمان علی صاحب:

اور (مصیبت کے وقت) صبر اور نماز کا سہارا پکڑو اور البتہ نماز دو بھر تو ہے مگر ان خاکساروں پر (نہیں)

مولانا عبد الماجد صاحب:

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور وہ بے شک گراں ہے مگر خشوع رکھنے والوں پر (نہیں)

مولانا علی نقی صاحب:

اور سہارا لو صبر اور نماز کا اور یقیناً وہ گراں ہے (سب ہی پر)

تشریح

سوا عظمت الٰہی سے متاثر دل رکھنے والوں کے سہارا پکڑنے سے سہارا لینا زیادہ فصیح ہے۔ پہلے دونوں ترجمہ میں بریکٹ (نہیں) کی لفظ بلا ہے، عربی کے قاعدے سے جو شیء مقدر مانی جاتی ہے اسی کا بیان معنی میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ عربی کے لحاظ سے اس استثناء کے قبل مستثنیٰ منہ مقدر ہوتا ہے جسے سب ہی پر، کی لفظ ظاہر کرتی ہے نہیں، تو الا کی لفظ سے ضمناً ظاہر ہوتا ہے۔ جسے سوا کی لفظ ظاہر کر دیتی ہے۔ خاکساروں ،متواضعین کا ہم معنی ہے خاشعین کا نہیں۔ دریابادی صاحب کے ترجمہ میں خشوع رکھنے والوں، کہا گیا ہے۔ اس میں خاشعین کی لفظ سے جو واقف نہ ہو تو اس کے لیے ترجمہ ہی نہیں کیا گیا ہے۔ یہ تمام نقائص آخری ترجمہ میں دور کر دیئے گئے ہیں۔

۱۲۔﴿...وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾(بقرہ/۴۷)

مولانا فرمان علی صاحب:

ہم نے تم کو سارے جہاں کے لوگوں سے بڑھا دیا۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

تمہیں دنیا جہان والوں پر فضیلت دی۔

مولانا علی نقی صاحب:

میں نے تمھیں تمام خلایق سے زیادہ عطا کیا۔

تشریح:

یہ بنی اسرائیل سے خطاب ہے۔ پہلے دونوں ترجموں میں ﴿فَضَّلْتُكُمْ﴾ کو فضیلت سے مشتق قرار دیا ہے۔ حالانکہ بنی اسرائیل کا تمام اقوام سے افضل ہونا قرآن کی دوسری آیتوں کے خلاف ہے۔ حقیقت میں ﴿فَضَّلْتُكُمْ﴾ فضل بمعنی زیادتی عطا سے مشتق ہے۔ جس کا تیسرے ترجمہ میں تحفظ کیا گیا ہے۔

۱۳۔ ﴿وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ...﴾ (بقرہ/۴۹)

مولانا فرمان علی صاحب:

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے تمھیں (تمھارے بزرگوں) قوم فرعون (کے پنجے) سے چھڑایا جو تمھیں بڑے بڑے دکھ دے کے ستاتے تھے۔ تمھارے لڑکوں پر تو چھری پھیرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی خدمت کے لئے) زندہ رہنے دیتے تھے۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمھیں فرعون والوں سے نجات دی تھی۔ جو تمہارے اوپر بڑا عذاب توڑ رہے تھے۔ تمہارے لڑکوں کا قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔

مولانا علی نقی صاحب:

اور اس وقت جب ہم نے تمھیں فرعون والوں سے چھٹکارا دیا جو تمھیں بری طرح تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ تمہارے لڑکوں کا حلال کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھ لیتے تھے۔

تشریح:

پہلے ترجمہ میں بریکٹ کے الفاظ کی زیادتی ترجمہ کے حدود سے تجاوز کر گئی ہے۔ دوسرے ترجمہ میں زندہ رہنے دیتے تھے۔ کسی مصیبت کا پتہ نہیں دیتا۔ اس کمی کو پہلے ترجمہ میں بریکٹ کے الفاظ (اپنی خدمت کے لیے) سے پورا کیا گیا تھا۔ رہنے دیتے تھے" میں یہ بھی نقص ہے کہ "دیتے، کی لفظ وہاں صحیح ہے جو دوسرے پر کوئی کرم مقصود ہو۔ آخری ترجمہ میں رکھ لیتے تھے، کی لفظ اختصار کے ساتھ محاورہ کے اندر اس نقص کو دور کر دیتی ہے۔

۱۳۔﴿...فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ...﴾ (بقرہ/۵۵)

مولانا فرمان علی صاحب:

اس پر تمہیں بجلی نے لے ڈالا۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

اس پر تم کو آلیا کڑک نے۔

مولانا علی نقی صاحب:

اس پر تمہیں بجلی نے گرفت میں لے لیا۔ اس ترجمہ کی فصاحت نمایاں ہے۔

۱۴۔{...فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ...} (بقرہ/۶۲)

مولانا فرمان علی صاحب:

بے شک مسلمانوں اور یہودیوں اور نصرانیوں اور لامذہبوں میں سے جو کوئی خدا اور آخرت پر ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرتا رہے تو انھیں کے لیے ان کا اجر و ثواب ان کے خدا کے پاس ہے اور نہ (قیامت میں) ان پر کسی قسم کا خوف ہو گا۔ نہ وہ رنجیدہ دل ہوں گے۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

بے شک جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اور جو لوگ یہودی ہوئے اور انصاری اور صابی (غرض) جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے سو

ان (سب) کے لیے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے اور نہ کوئی اندیشہ ان کے لئے ہے اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔

مولانا علی نقی صاحب:

یقیناً جو مسلمان ہی ہوں اور جو پہلے یہودی ، عیسائی اور صابی تھے جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر واقعی ایمان رکھے اور نیک عمل کرے تو ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس ان کا اجر ہے اور ان کے لیے کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ رنج میں مبتلا ہوں گے۔

تشریح:

پہلے ترجموں سے خیال ہوتا ہے۔ کہ نجات مسلمانوں سے مخصوص نہیں ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ تیسرے ترجمہ میں اس کا تحفظ کیا گیا ہے۔

۱۵۔ ﴿وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ..﴾ (بقرہ/۸۹)

مولانا فرمان علی صاحب:

اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے کتاب (قرآن) آئی اور وہ اس (کتاب توریت) کی جو ان کے پاس ہے تصدیق بھی کرتی ہے اور اس سے پہلے (اس کی امید پر) کافروں پر فتحیاب ہونے کی دعائیں مانگتے تھے پس جب ان کے پاس وہ چیز جسے پہچانتے تھے آگئی تو لگے انکار کرنے۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

اور جب ان کے پاس ایک کتاب اللہ کے پاس سے پہنچ گئی تصدیق کرنے والی اس کے جو ان کے پاس (پہلے سے) موجود ہے اور اس سے قبل یہ (خود ہی) کافروں سے بیان کیا کرتے تھے پھر جب ان کے پاس وہ آگیا، جس کو خوب پہچانتے تھے تو اسی سے کفر کر بیٹھے۔

مولانا علی نقی صاحب:

اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف کی وہ کتاب آئی جو ان کے پاس والی (کتاب) کی تصدیق کرنے والی ہے تو باوجودیکہ اس کے پہلے یہ لوگ خود کافروں کے سامنے اس کتاب کی پیش گوئی کرکے اپنی فتح وظفر کا اعلان کرتے رہتے تھے۔ اب جسے وہ پہلے سے جانتے تھے۔ جب ان کے پاس آئی تو یہ خود اس کے منکر ہو گئے۔

تشریح

پہلے ترجمہ میں کتاب اور تصدیق کرنے والی معطوف اور معطوف علیہ کے طور پر لایا گیا ہے جو غلط ہے۔ دوسرے میں "ایک کتاب" کی لفظ سے ابہام پیدا کر دیا ہے۔ حالانکہ توصیف کے لیے "ایسی" کی لفظ کی ضرورت ہے جس سے ایک طرح کی تعیین ہو جاتی ہے۔ ﴿يَسْتَفْتِحُونَ﴾ کے معنی "بیان کیا کرتے تھے" فتح کے معنی پر مشتمل نہیں ہیں جسے لفظ ﴿يَسْتَفْتِحُونَ﴾ متضمن ہے۔ حالیہ ترجمہ میں یہ سب نقائص دور کر دیئے گئے ہیں۔

۱۶۔ ﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ...﴾ (بقرہ/۹۶)

مولانا فرمان علی صاحب:

تم ان (ہی) کو زندگی کا سب سے زیادہ حریص پاؤ گے اور مشرکوں سے ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ کاش اس کو ہزار برس کی عمر دی جاتی حالانکہ اگر اتنی طولانی عمر بھی دی جاوے تو وہ (خدا کے) عذاب سے چھٹکارا دینے والی نہیں۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

آپ انھیں زندگی پر حریص سب لوگوں سے بڑھ کر پائیں گے یہاں تک کہ مشرکوں سے بھی بڑھ کر ان میں سے ایک ایک یہ چاہتا ہے کہ ہزار ہزار برس کی عمر پاوے حالانکہ اگر اتنی عمر وہ پا بھی جائے تو یہ (امر) اسے عذاب سے تو نہیں بچا سکتا۔

مولانا علی نقی صاحب:

اور ایک خاص (باعیش ونشاط) زندگی کی لالچ ان میں سب سے یہاں تک کہ مشرکین سے بھی زیادہ پاؤگے ان میں کا ہر ایک چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار برس کی عمر ملتی حالانکہ اس عمر کا ملنا بھی اسے عذاب الہیٰ سے نہیں بچا سکتا۔

تشریح:

پہلے ترجمہ میں ﴿مِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا﴾ کو بعد کے فقرہ سے متعلق کر دیا ہے، جو غلط ہے "زندگی" کی لفظ دونوں پہلے ترجموں میں اس طرح لائی گئی ہے کہ تنوین معنی پیدا نہیں ہوتے۔

۱۷۔ ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا...﴾ (بقرہ/۱۰۶)

مولانا فرمان علی صاحب:

(اے رسول ﷺ) ہم جب کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا (تمھارے ذہن سے) مٹا دیتے ہیں۔ تو اس سے بہتر یا ویسی ہی (اور) نازل بھی کر دیتے ہیں۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

ہم جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں۔ تو کوئی اس سے بہتر ہی یا مثل اس کے لے آتے ہیں۔

مولانا علی نقی صاحب:

جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہیں یا بھول جانے دیتے ہیں، اس سے بہتر یا اس کے مثل دوسری ہم پیش کر دیتے ہیں۔

تشریح

پہلا ترجمہ بریکٹ کے الفاظ تمھارے ذہن سے کی وجہ سے عقائد حقہ کے مخالف ہو گیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ رسول ﷺ کے شایان شان یہ نہیں ہے کہ وہ آیات الٰہیہ کو بھول جائیں۔ دوسرے ترجمہ میں یہ پہلو نمایاں نہیں ہے مگر بھلا دینا جبر کا پتہ دیتا ہے۔ یعنی اقوام کو انبیاء کے تعلیمات بھلا دینے کا ذمہ دار اللہ کو قرار دیتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں ہے۔ تیسرے ترجمہ میں ان سب باتوں کا تحفظ ہے۔ یہاں بھولنا خود ان قوموں کا عمل قرار دیا گیا ہے۔ اللہ کی طرف سے اتنا ہی کہ وہ اس کے خلاف جبر اپنا صرف نہیں کرتا کہ

زبردستی انھیں بھولنے سے مانع ہو۔ منشا کا یہ ترجمہ اسی طرح درست ہے جس طرح یضل من یشاء کا یہ ترجمہ کہ اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ ہو جانے دیتا ہے جو عقیدہ حق کے مطابق ہے۔

۱۸۔﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾ (بقرہ/۱۱۵)

مولانا فرمان علی صاحب:

> ساری زمین خدا ہی کی ہے (کیا) پورب (کیا) پچھم پس جہاں کہیں (قبلہ کی طرف) رخ کرو وہیں خدا کا سامنا ہے۔ بے شک وہ بڑی گنجائش والا اور خوب واقف ہے۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

> اور اللہ ہی کا ہے مشرق (بھی) اور مغرب (بھی) سو تم جدھر کو بھی منہ پھیرو اللہ ہی کی ذات ہے۔ اللہ بڑا وسعت والا ہے بڑا علم والا ہے۔

مولانا علی نقی صاحب:

> اور اللہ کے مشرق اور مغرب دونوں ہی ہیں تو جدھر رخ کرو، اللہ کی مرضی مل سکتی ہے۔ یقیناً اللہ وسعت والا بڑا علم رکھنے والا ہے۔

تشریح:

پہلے ترجمہ میں بریکٹ میں (قبلہ کی طرف) کہہ کر سمت کو محدود بنا دیا گیا ہے جو اصل مضمون آیت کے خلاف ہے۔ اللہ کا سامنا اور اللہ کی ذات سے جو ان دونوں ترجمہ میں ہے "اللہ کی مرضی زیادہ مناسب ترجمہ ہے جس معنی سے خالصتہ لوجہ اللہ کا محاورہ ہے۔

۱۹۔﴿وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ﴾ (بقرہ/۱۱۹)

مولانا فرمان علی صاحب:

> اور دوزخیوں کے بارے میں تم سے کچھ نہ پوچھا جاوے گا۔ مولانا عبد الماجد صاحب: "اور آپ سے اہل دوزخ کی بابت کچھ بھی پوچھ نہ ہوگی۔

مولانا علی نقی صاحب:

اور دوزخ جانے والوں کی جواب دہی تم پر نہیں ہے اس ترجمہ سے مفہوم غالباً زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

۲۰۔﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ...﴾ (بقرہ/۱۲۸)

مولانا فرمان علی صاحب:

اے ہمارے پالنے والے تو ہمیں اپنا فرمانبردار بندہ بنا اور ہماری اولاد سے ایک گروہ (پیدا کر) جو تیرا فرمانبردار ہو۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

اے پروردگار ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنادے اور ہماری نسل سے ایک فرمانبردار امت پیدا کر

مولانا علی نقی صاحب:

پروردگارا اور یہ عرض ہے کہ ہم دونوں کو اپنی بارگاہ میں "مسلم" قرار دے اور ہماری نسل میں سے بھی ایک امت قرار دے جو تیری بارگاہ میں "مسلم" ہو۔

تشریح

قرآن کی دوسری آیتوں میں بتایا گیا ہے۔ کہ مسلم کی لفظ ابراہیمؑ نے اس وقت کے لیے بطور نام کے قرار دیا ہے لہٰذا اس کا ترجمہ وصفی طور پر کر دینا اس کی اسمی حیثیت کو ختم کر دیتا ہے۔ ہاں تفسیری نوٹ کے طور پر "مسلم" کے معنی ظاہر کر دیے جائیں تو بہتر ہے۔

۲۱۔﴿أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى قُلْ أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ (بقرہ/۱۴۰)

مولانا فرمان علی صاحب:

کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم واسمعیل واسحق واولاد یعقوب سے کے سب یہودی یا نصرانی تھے (اے رسول ﷺ ان سے) پوچھو تو کہ تم زیادہ واقف ہو یا خدا اور اس

سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جس کے پاس خدا کی طرف سے گواہی (موجود) ہو (کہ وہ یہودی تھے) اور پھر وہ چھپائے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں ہے۔

مولانا عبد الماجد صاحب:

کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد (یعقوب) یہودی یا نصرانی تھے؟ آپ کہیے تم واقف تر ہو یا اللہ؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اس شہادت کو چھپائے جو اس کے پاس اللہ کے ہاں سے پہنچ چکی ہے۔ ورنہ اللہ ہمارے کرتوتوں سے بے خبر تو ہے نہیں۔

مولانا علی نقی صاحب:

کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ، اسحٰق، یعقوبؑ اور اسباط یہودی یا عیسائی تھے؟ ان سے کہنا چاہیے کہ تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو گا کہ جو کسی گواہی کو جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے ہے پوشیدہ کرے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

تشریح

پہلے ترجمہ میں یعقوبؑ کا ذکر اڑا دیا گیا ہے اس کے علاوہ خدا کی طرف سے گواہی کے بعد بریکٹ میں یہ لکھ کر (کہ وہ یہودی تھے) مطلب ہی الٹا کر دیا۔ اللہ کی گواہی تو یہ ہے کہ وہ یہودی اور نصرانی کوئی بھی نہ تھے بلکہ حنیف مسلم تھے۔ دوسرے ترجمہ کے آخر میں تمہارے کرتوتوں کے بجائے "ہمارے" کر دیا گیا ہے۔ تیسرا ترجمہ ان سب غلطیوں سے بری ہے۔

جعفر حسین عفی اللہ عنہ

ادارہ علمیہ (پاکستان) لاہور۔

کچھ قضیہ شہید انسانیت کے متعلق

ہر قوم وملت کے دانشوروں اور علماء کے درمیان ہر زمانہ میں فکری اختلاف موجود رہا ہے اور رہے گا۔ یہ اختلاف فکری درحقیقت فطری اختلاف ہے۔ ان کا انکار فطرت کا انکار ہے۔ البتہ کچھ مفاد پرست عناصر ان سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ دیگر ادیان کو چھوڑ کر صرف دین اسلام میں ۷۳ نہیں بلکہ سیکڑوں کی تعداد میں فرقوں کا وجود اور ایک دوسرے سے نفرت وفتاوی تکفیر اس کی بہترین دلیل ہے۔

برصغیر میں برادران اہل سنت کے داخلی فرقوں کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ البتہ اہم ترین فرقوں کے بارے میں اطلاعات حاصل کرنے کے لیے متعدد کتب تحریر کی جاچکی ہیں۔ جن میں سے ایک کتاب "ادیان باطلہ اور صراط مستقیم" ہے۔ جس میں ہر فرقے کے خلاف لکھی جانے والی کتب کی فہرست بھی کسی حد تک موجود ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر فرقہ دوسرے کو باطل ہی سمجھتا ہے۔

اسی طرح شیعیان برصغیر کے حوالہ سے بھی کچھ تلخ حقائق موجود ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ اصولیت اور اخباریت کا ٹکراؤ تھا۔ یعنی جب آیت اللہ العظمیٰ سید ولدار علی غفران مآب کہ جو ابتدا میں اخباری تھے، لیکن جب نجف وکربلاء جاکر آیت اللہ العظمیٰ استاد کل آقای وحید بہبہانی و آیت اللہ العظمیٰ سید مہدی بحر العلوم وغیرہ سے درس حاصل کیا تو واپس آکر اخباریت کے رد میں کام شروع کیا تو علامہ میرزا محمد اخباری مقتول اور آقای ولدار علی غفران مآب کے شاگردوں نے ایک دوسرے کے خلاف خوب لکھا اور یہ سلسلہ سالوں تک جاری رہا۔

پھر خواجہ عابد حسین سہارنپوری مرحوم نے کتاب "یا علی مدد" اور رسالہ "انذار الناذرین" تحریر فرمایا تو دوسری طرف اصلاح الرسوم کے مصنف جناب مرتضی جونپوری مرحوم نے ایک زمانہ تک ان کے خلاف خوب لکھا اور یہ اختلاف بھی سال ہا سال باقی رہا۔ اور طرفین کے افراد نے دسیوں کتب تحریر کیں۔

اور جب حیدرآباد دکن سے بحث مساوات چلی تو سالوں تک ملت اس میں مصروف رہی اور شیعہ دانشور ایک دوسرے کے خلاف لکھتے رہے آقای غلام حسین صدر العلماء مرحوم قائل نظریہ مساوات اور علامہ لقاء علی حیدری مرحوم وعلامہ اعجاز حسین صدیقی مرحوم وغیرہ نے اس نظریہ کی ڈٹ کر مخالفت کی۔

کتاب شہید انسانیت

۱۳۶۱ھ۔ق۔ میں واقعہ کربلاء کو رونما ہوئے پورے ۱۳۰۰ سو سال گزر رہے تھے، سید العلماء ودیگر علماء نے ارادہ کیا کہ سیز دہ صد سالہ یادگار حسینی کی مناسبت سے ایک بین الاقوامی طرز تفکر کی ایسی کتاب تحریر کی جائے جس میں دنیا انسانیت کا ہر فرد اس کو پڑھ کر امام حسین کو انسانیت کا نجات دہندہ قبول کرنے پر مجبور ہو جائے، اس منصوبے کی پایہ تکمیل کے لیے کافی نشستوں کے بعد یہ طے ہوا کہ خود بانی تحریک یعنی سید العلماء سید علی نقی نقن صاحب ہی اولا ایک جامع کتاب تحریر کریں، پھر اسے تصویب رای کے کے لیے دیگر اعلام کے پاس بھیجی جائے، اور بزرگان کی حتمی نظر کے بعد اس کی عام طباعت کی جائے، اس حوالہ سے نقن صاحب مرحوم نے ۱۲ے صفحات پر مشتمل وزیری سائز میں ایک کتاب تحریر فرمائی جو ایک دیباچہ تین حصوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل تھی۔ جس کا اجمالی خاکہ یہ ہے

دیباچہ: واقعہ کربلاء کا اجمالی خاکہ

حصہ اول: شہید کربلاء کا تعارف (۵ ابواب پر مشتمل)

حصہ دوم: واقعات کربلاء کے اسباب و تفصیلات (۷ ابواب پر مشتمل)

حصہ سوم: واقعہ کربلاء کے نتائج (۱۰ ابواب پر مشتمل)

خاتمہ کتاب: عالم اسلام کو اصلاح عمل اور اتباع اسوہ حسینی کی دعوت۔

اس کتاب کی محدود اشاعت کر کے اس اعلان کے ساتھ اسے اہل قلم تک پہنچا دیا گیا۔

اعلان (مخصوص اڈیٹوریل بورڈ کے افراد اور منتخب اہل قلم کے لیے)

لیکن جو حالات شہید انسانیت کی طباعت کے بعد شیعوں میں رونما ہوئے۔ یہ تو ایک لمبی داستان ہے جسے ہم شہید انسانیت کی روداثبات میں لکھی جانیں والی تمام تحریرات کو یک جا پیش کرتے وقت تحریر کریں گے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ کتاب "شہید انسانیت" کی پہلی محدود اشاعت کے بعد ایسے قیامت خیز منظر دیکھنے میں آئے کہ برصغیر کی تاریخ میں شیعوں کے ایسے داخلی نزاعت آج تک چشم فلک نے نہ دیکھے ہوں گے۔

سر دست ان اختلافات کے خاتمہ کے لیے جو مختلف تدابیر بزرگان تشیع نے پیش کی تھیں۔ انہیں یہاں پیش کرنا چاہتے ہیں، اس سلسلہ میں ہم یہاں پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے خود سید العلماء

اور دیگر اعلام نے جو کچھ لکھا ہے وہی کافی وشافی ہے۔ سردست اس جگہ پر جناب جعفر شیروانی آف حید رآباد کن کی مرتب کردہ کتاب اظہار حق سے چند بیانات جو خود سید العلماء اور علامہ سید کلاب حسین لکھنوی نے کی قلم سے تحریر ہوئے پیش کیے جاتے ہیں۔

لہذا قارئین ان مطالب کا دقت سے مطالعہ فرمائیں۔

ا۔ بیان بصیرت افروز

جناب عمدۃ العلماء مولانا مولوی سید کلب حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر لکھنو[1]

شیعہ کانفرس میں کیا ہوا

ایک لانبی چوڑی داستان ہے جو میں زبان قلم سے انصاف پسند ناظرین کے سامنے پیش کررہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ بڑے بڑے صاحبان دولت، ارکان حکومت، شیعہ کانفرس کے کرتا دھرتا اور بعض علماء اور ان کے زر خرید اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد میری بیحد مخالفت کریں گے مجھ کو ہر قسم سے ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے، مجھ کو جھوٹا کہیں گے۔ اپنے اقوال سے پلٹیں گے۔ افعال سے مکریں گے۔ شیعہ کانفرس کے جلسے میں مجھ سے بعض اخبارات کے نمائندوں نے دریافت کیا تھا وہ کون سی سیاست ہے جس کے نہ جاننے کا تم نے اس جلسہ میں اقرار کیا تھا۔ تو میرا جواب ہے کہ وہ وہی سیاست ہے جو میں نہیں جانتا۔

میرے والد نے شیعہ کانفرس کی بنیاد رکھی۔ تمام علماء نے مدد کی پہلے صدارت علماء سے مخصوص تھی تو کانفرس دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی رہی بڑی شورش کے بعد صدارت میں تعمیم ہوئی پہلے تو یہ صورت ہوئی کہ صدارت کے واسطے انتخاب تو علماء ہی کا ہو مگر وہ جس کو چاہیں اپنی طرف سے نائب کردیں چند دن ان

---

[1] ۔ عمدۃ العلماء علامہ سید کلب حسین عرف کبن صاحب ولد قدوۃ العلماء سید آقا حسن شعبان ۱۳۱۱ھ بمطابق ۱۸۹۲ء لکھنو میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد نجف اشرف روانہ ہوئے۔ وہاں سے واپس آ کے تبلیغ دین اور اتحاد بین المسلمین کو اپنا شعار بنایا۔ لکھنو جیسے علمی و ادبی ماحول میں خطابت کے میدان میں اپنوں اور بیگانوں سے علم و ادب کا لوہا منوایا۔ بالآخر ۶ اکتوبر ۱۹۶۳ء بمطابق جمادی الاولی ۱۳۸۳ھ دار فانی سے دار بقاء کی طرف سفر کیا۔ آپ کے جنازہ میں۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ جنازہ کے ساتھ ماتمی دستے ماتم کرتے جارہے تھے۔ تدفین کے بعد بعض لوگ آپ کی قبر کی مٹی کو بطور تبرک محفوظ کیا۔ (رجوع کریں: مطلع انوار، ص ۴۳۳۔۴۳۶۔)

یہ آڑ باقی رہی آخر میں یہ پردہ بھی اُٹھ گیا اور دولت مند ڈیوڑھیاں ڈھونڈی گئیں۔ہاں! ایک مرتبہ جناب صفی مرحوم کو بھی صدارت مل گئی۔

چند دن تو ان حالات میں بھی علماء اعلام مرحومین کانفرس کے ساتھ رہے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ تمام وہ علماء جو بانیان کانفرس میں تھے الگ ہو گئے۔ ارباب کانفرس جانتے تھے کہ علماء کی علیحدگی کے بعد کانفرس بے روح ہو جائے گی۔ لہذا مجلس نظارت شرعی کے نام سے دیگر علماء کی ایک جماعت قائم کی، مگر ارکان مجلس نظارت کو بہت جلد محسوس ہو گیا کہ یہ صرف ڈھونگ ہے حقیقت کچھ نہیں۔ لہذا یہ سب حضرات بھی کانفرس سے دست بردار ہو گئے کانفرس کی حالت بد سے بدتر ہو گئی۔ ڈھول تو بہت پیٹے جائیں مگر اس میں شک نہیں کہ شیعہ کانفرس وہ مردہ تھا جس کی ہر سال برسی ہوتی تھی۔ مگر بقدر واجب جنازہ اٹھانے والے بھی کہیں دستیاب نہ ہوتے تھے۔

صرف جناب "خان بہادر سید کلب عباس" صاحب جنرل سکریٹری شیعہ کانفرس بایں امید ہے کہ شاید کوئی خدا رس فقیر کسی جڑی بوٹی کے ذریعہ سے اس مردہ کو زندہ کردے کانفرس کی لاش اپنے کاندھوں پر لادے لادے شہروں شہروں پھر رہے تھے۔ آخر آج سے دو ڈھائی سال قبل جانسٹھ کے جلسہ میں سر "سلطان احمد" صاحب بالقابہ کی صدارت نے کچھ جان ڈالی، جن کے متعلق اب کی سال کے جلسے میں تائید صدارت کرتے ہوئے بعض حضرات نے فرمادیا کہ آج تک جتنے صدر آئے سب نے محض تین دن صدارت کی اس کے بعد اپنے گھر کی صدارت فرماتے رہے۔

اس جلسے سے پہلے پھر علماء کو دعوت شرکت دی گئی میرے سوا تمام وہ علماء جو شیعہ کانفرس کے دعوت نامہ کو قابل جواب سمجھے ان سب حضرات نے اپنی شرکت کی شرط قیام مجلس نظارت قرار دی جانسٹھ کے جلسہ میں تو مجلس نظارت کی بنیاد نہ پڑی، مگر سال گذشتہ الہ آباد کے جلسہ میں مجلس نظارت کا رزولیوشن پاس ہوا، جس کے ذریعہ سے ایک مجلس نظارت کا انتخاب محض تین سال کے واسطے کیا جائے حلقہ انتخاب تمام ہندوستان پر شامل ہو۔

ووٹرس کی نامزدگی سکریٹری صاحب شیعہ کانفرس کے اختیار میں ہو۔ بمبئی میں کانفرس کو دعوت دی گئی اور سکریٹری صاحب کی طرف سے ووٹنگ کے واسطے کاغذ جاری ہوئے مگر خدا بھلا کرے ان حضرات کا جنھوں نے صرف سکریٹری صاحب شیعہ کانفرنس کو بدنام کرنے کے واسطے ایسی کوشش کی کہ بمبئی میں کانفرنس نہ ہو اور اس کے بعد فوراً لکھنؤ میں دعوت دے دی گئی کیوں اور کس لیے لوگ تو بہت کچھ کہتے ہیں

خدا جزائے خیر دے ہز ہائی نس آف رام پور کو جن کی سوجھ بوجھ اور عزم مستحکم کی بدولت یہ تمام اسکیم تارِ عنکبوت ہوگئی۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب بمبئی میں کانفرس ملتوی ہوئی تو مجلس نظارت کا انتخاب بھی ملتوی ہوا اور جب لکھنو میں کانفرس کا جلسہ قریب آ گیا تو ۱۹ اگست کو مجلس نظارت کے انتخاب کے واسطے جلسہ ہوا۔ میرا تو یہ مطالبہ تھا ہی نہیں مگر بعض حضرات نے رزولیوش منظور کردہ اجلاس الہ آباد پر غور کر کے اس کو بالکل ناقابل اطمینان قرار دیا اور مجھ سے فرمائش کی کہ تم ۱۹/ اگست کے جلسہ میں تحریک التواء پیش کرو کہ ہم جلسہ عام میں پہلے رزولیوشن کی ترمیم کرالیں تو پھر مجلس نظارت کا انتخاب کر دیا جائے۔

میرا کیا بنتا بگڑتا تھا۔ جلسہ ہوا میں نے تحریک کی اور حضرات نے تائید کی اور انتخاب ملتوی ہو گیا۔ چند دن کے بعد رزولیوشن کی ترمیم کا مسودہ مجھے دیا گیا جو میں نے اپنے اور جناب مولانا میرن صاحب قبلہ کے دستخط سے سکریٹری صاحب سبجکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا اور دیکھ لیا کہ نمبر ۳۶ میں منسلک ہے۔

درمیان کی باتیں تو بہت کچھ ہیں مگر اس سلسلہ کو ختم کر دوں تو مناسب ہے ۱۵ اگست رات کے وقت جو سبجکٹ کمیٹی ہوئی اس کے درمیان ہی سے میں اٹھ کر باہر چلا آیا تھا۔ صبح کو مجھے معلوم ہوا کہ صدر محترم نے بعض علماء کی منظوری سے مجلس نظارت کی ترمیم کے رزولیوش کا سال آئندہ کے واسطے ملتوی کر دیا اور میں تو یہ جانتا ہوں کہ اب یہ ترمیم آخر عمر کانفرس تک کبھی کسی اجلاس میں نہ آئے گی۔ کیونکہ جن علماء کا یہ مطالبہ تھا جب وہ مجلس نظارت شرعیہ بننے سے پہلے ہی جلسوں میں شرکت کیسی بلکہ کانفرس کے لکھنو میں دعوت دینے والے اور جان و روح سے کوشان اور منہمک ہو چکے تو اب ارکان کانفرس کو کیا پڑی ہے کہ وہ مجلس نظارت کی ڈکٹیٹری قائم کریں ہم تو کہیں گے کہ یہ صرف صدر محترم کی عظمت بلکہ اقبال تھا کہ شرط شرکت سے دست برداری اختیار کر لی گئی یہ سیاست مجھ کو نہیں آتی۔

بہر حال دعوت کانفرس منظور ہوئی اور استقبالیہ کمیٹی ادھر اُدھر جمع کر کے ۔ بنگئی استقبالیہ کمیٹی کے ارکان بھی چن لیے گئے، صورت انتخاب کیا تھی اس کی تصریح میرے قلم سے مناسب نہیں۔

"زر رازرمی کشد" اعلیٰ حضرت کے اثر کا موقعہ تھا کہ روپیہ سمٹ کے آنے لگا اس مفلسی کے عالم میں جب کہ سیکڑوں بچے ہوا ئیں فاقوں مر رہے تھے۔ ہزاروں روپیہ محض پروپیگنڈہ اعلان اشتہار سجاوٹ میں صرف کر دیا گیا۔ ہر جگہ کے جلسہ میں قاعدہ یہ تھا کہ جس شہر میں دعوت دی جاتی تھی محض وہیں سے

استقبالیہ کا چندہ جمع کیا جاتا تھا اور بیرون جات میں جو ٹکٹ بکتے تھے وہ رقم صدر دفتر کو جاتی تھی مگر اب کی سال بیرون جات سے استقبالیہ کا چندہ لے کر صدر دفتر کی رقم پر چھاپا مارا گیا۔ شاید اس امید پر کہ انشاء اللہ رام پور کے خزانہ سے ہر رقم پوری ہو جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ ارکان مجلس استقبالیہ نے بڑی زحمت و مشقت اور بڑی جانفشانی سے چندہ جمع کیا تمام انتظامات کئے استقبالیہ کے ممبروں کی تعداد بڑہائی یہاں تک کہ بعض علماء نے وہ وہ کام کئے جس کی ان سے امید نہ تھی مگر ایک میں نافہم تھا کہ جب مجلس انتظامیہ نے اپنی رکنیت میں منتخب کیا تو میں نے سکریٹری صاحب مجلس استقبالیہ کی خدمت میں استعفیٰ روانہ کر دیا کہ میں اپنے امراض و اسقام و مصائب میں مبتلا ہوں کوئی خدمت نہیں کر سکتا لہذا مجھ کو انتظامیہ و استقبالیہ دونوں کی ممبری سے معاف فرمایا جائے۔

میں ممنون ہوں کہ جناب "مولوی سید محمد سعید صاحب" اور "جناب راجہ صاحب محمودآباد" اور "جناب قیصر حسین صاحب ایڈوکیٹ" نے فقیر خانہ تشریف لا کے استعفیٰ واپس لینے کی خواہش کی۔ میں نے غور مزید میں یہ بھی عرض کیا کہ میں سیاسیات میں دخل دینا مناسب نہیں جانتا اور قوم کی تباہی کا وہی دن ہو گا جب یہ سیاسیات میں قدم رکھے گی۔

مجھ کو یاد نہیں کہ اس کے بعد یا اسی دن "مولوی سعید صاحب" نے یہ ارشاد فرمایا کہ صدر منتخب نے وعدہ فرمایا ہے کہ خطبہ صدارت کے علاوہ اور کوئی سیاسی تحریک جلسہ میں نہ آئے گی اور پریس کانفرس نے کچھ اسی سے ملتا جلتا مجلس استقبالیہ کے ارکان کا بیان بھی شائع کیا۔ اس بیان سے مطمئن ہو کر میں نے استقبالیہ کا کوئی کام لکھنؤ میں تو نہیں کیا مگر بیرونجات میں جہاں گیا وہاں کے مومنین کو دعوت شرکت دیتا رہا۔

"نواب سید قیصر حسین صاحب ایڈوکیٹ" نے مجھ سے ایک اپیل میں دستخط کرنے کی خواہش کی اور میں نے عرض کر کے عذر کیا کہ اور حضرات سے پہلے لکھوا لیا جائے۔ چند دن کے بعد جب اکثر علماء کے دستخط اس اپیل پر موجود تھے مجھ سے دوبارہ دستخط کی خواہش کی گئی اور میں نے دستخط کر دئے مگر صرف اس اطمینان پر کہ کوئی سیاسی تحریک نہ آئے گی۔

صلح کی کوشش میں کیا ہوا؟

سب سے پہلے میں یہ بھی کہتا چلوں کہ قوم نے بالاتفاق اعلیٰ حضرت ہزہائینس آف رام پور اقبالہ العالی کو آل انڈیا شیعہ کانفرس کا صدر منتخب کیا اعلی حضرت نے منظوری صدارت میں یہ شرط قرار دی کہ شیعوں کی تمام جماعتیں متفق ہو کر شیعہ کانفرس میں شرکت کریں اس اعلان سے مومنین کی ہمت افزائی ہوئی اور اعلی حضرت کو جلسوں اور اخبارات موریلوں اور ذاتی خطوط کے ذریعہ سے توجہ دلائی گئی کہ سب سے بڑی نزاع جس نے شہروں قصبوں دیہاتوں بلکہ ہر گھر میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔

"شہید انسانیت" کی نزاع ہے۔ مولانا علی نقی صاحب (جن کے متعلق بعض حضرات کا یہ عہد ہے کہ جس مقام پر وہ ہوں گے یہ حضرت شرکت نہ کریں گے۔) ان کو بھی کانفرس کی طرف سے دعوت نامہ بھیجا جائے۔

۱۹ اگست کو کانفرس کی مرکزی کمیٹی کا جلسہ ہوا اور اس میں بھی یہ سوال اٹھایا گیا۔ اعلی حضرت نے اپنی رولنگ صادر فرمائی کہ مجلس استقبالیہ کو اختیار ہے کہ وہ مولانا سید علی نقی صاحب کے نام دعوت نامہ جاری کرے یا نہ کرے لیکن اگر مولانا سید علی نقی صاحب ٹکٹ لے کر آل انڈیا شیعہ کانفرس کے جلسے میں آجائیں تو کسی بھی قانون سے ان کو روکا نہیں جاسکتا اور فرمایا کہ اس معاملے کو میرے سپرد کر دیا جائے میں طے کر دوں گا۔

مرکزی کمیٹی کا جلسہ برخاست ہونے کے بعد یہ بہ ایماء اعلی حضرت وام اجلالہ جنرل سکریٹری شیعہ کانفرس "خان بہادر سید کلب عباس صاحب" نے صلح کی کوشش شروع کی اور "مولوی... صاحب" وغیرہ کی طرف سے ایک مسودہ سکریٹری صاحب کو دیا گیا کہ اگر "مولوی علی نقی صاحب" اس مسودے پر دستخط کر دیں تو پھر کوئی نزاع باقی نہ رہے گی۔

مجھ کو نہ یہ خبر تھی کہ مرکزی کمیٹی میں کیا ہوا اور نہ یہ خبر تھی کہ صلح کی گفتگو شروع ہوئی ہے۔ ۱۹ اگست ۵ بجے سہ پہر کو جناب "سید علی ظہیر صاحب" وزیر اتر پردیش کی کوٹھی پر عصرانہ تھا۔ جس میں مجھ کو بھی دعوت دی گئی تھی جب میں اس عصرانہ میں گیا تو اعلی حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ تم فوراً واپس جاؤ

---

[1] نوٹ: اس نزاع میں طرفین کے تمام اسماء گرامی عمدۃ العلماء کبین صاحب کے "بیان" میں موجود ہے۔ جسے ہم نے حفظ تقدس کی خاطر حذف کر دیا ہے۔

کیونکہ میں نے "کلب عباس صاحب" کو ایک صلح کا فارمولا دیکر تمہارے یہاں بھیجا ہے کہ تم کو لے کر مولوی علی نقی کے یہاں جائیں اور صلح کی کوشش کریں۔

جناب "قیصر حسین صاحب" ایڈوکیٹ نے اس فارمولے کی نقل بھی مجھ کو دکھائی۔ جناب "مولوی... صاحب"، جناب، "مولوی... صاحب"، "جناب مولوی ... صاحب" وغیرہ بھی عصرانہ میں موجود تھے۔ میں نے وہ فارمولا دیکھ کر کہا کہ اس کو "مولوی علی نقی صاحب" منظور نہ کریں گے۔ مگر اعلیٰ حضرت کے حکم کے مطابق فوراً مکان آیا معلوم ہوا کہ جناب سکریٹری صاحب اور جناب "صدر الاسلام صاحب" اور "جناب وصی الحسن صاحب زیدی" اور "جناب کلب مصطفیٰ صاحب" بہت دیر ہوئی مجھکو تلاش کرتے ہوئے آئے تھے مگر جب میں نہ ملا تو "مولوی علی نقی صاحب" کے یہاں چلے گئے چونکہ بہت دیر ہو چکی تھی، اس وجہ سے میں نے علی نقی صاحب کے یہاں جانا مناسب نہیں سمجھا مگر میں رات تک منتظر رہا کہ شائد سکریٹری صاحب واپس تشریف لائیں تو مجھ کو کچھ حال معلوم ہو (جناب عم محترم خان بہادر سید کلب عباس صاحب ہمیشہ فقیر خانے ہی پر قیام فرماتے ہیں) مگر جب موصوف تشریف نہ لائے تو میں سو رہا صبح کو معلوم ہوا کہ سکریٹری صاحب ۵ بجے صبح کی گاڑی سے رائے بریلی گئے مگر میرے نام تحریر چھوڑ گئے ہیں جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

میں ۳ بجے سہ پہر سے ساڑھے گیارہ بجے شب تک صلح کی کوشش کرتا رہا۔ پہلے مسودے "مولوی علی نقی صاحب" نے منظور نہ کیا اور کچھ الفاظ کا تغیر و تبدل کیا مگر اس کو "مولوی... صاحب" وغیرہ نے منظور نہ کیا اور بعض الفاظ کم کر کے ایک مسودہ بنایا اس کو "مولوی نقی صاحب" نے منظور نہ کیا۔ اب میں جا رہا ہوں اور میں نے اعلیٰ حضرت سے آپ کے متعلق عرض کر دیا ہے کہ آپ اسی کام کے تکمیل میں کوشش کریں گے۔

لہذا دونوں مسودوں کو پیش رکھ کے کوئی فارمولا منظور کرانے کی کوشش کیجئے۔ "مولوی... صاحب" کی طرف سے دونوں فارمولے مذکورہ بالا تحریر کے ساتھ منسلک تھے۔ صبح کو خود "مولوی علی نقی صاحب" میرے پاس تشریف لائے اور تمام تذکروں کے بعد وہ مسودہ دیا جو موصوف نے اپنی طرف سے پیش کیا تھا۔

۱۲ بجے دن کو اعلیٰ حضرت کے طلب فرمانے پر سرکار کی خدمت میں گیا۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا تم اس صلح میں کوشش کرو میں نے عرض کیا کہ "جناب... صاحب" قبلہ کی شرکت ضروری ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت نے موٹر بھیج کر "مولوی... صاحب" اور "... صاحب" کو طلب فرمایا اور دونوں حضرات کے ساتھ

جناب "مولوی... صاحب"، "جناب مولوی... صاحب"، "جناب مولوی... صاحب"، "جناب مولوی... صاحب" تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت اور راجہ صاحب پیرپور کی موجودگی میں تبادلہ خیالات شروع ہوا۔ "خان بہادر نواب مہدی حسن" قبلہ سے خواہش کی گئی کہ وہ ایک مسودہ تحریر کریں جو فریقین کے لیے قابل منظوری ہو سکے۔

تقریباً ۳ گھنٹے کے بحث ومباحثہ اور کمی وزیادتی کے بعد "جناب خان بہادر صاحب" کے تحریر کردہ دو مسودے منظور ہوئے۔ ایک وہ جس پر مذکورہ بالا تمام حضرات دستخط کر کے یہ اعلان کریں کہ جو تحریر "مولوی علی نقی صاحب" نے دیدی اس کے بعد کوئی نزاع ہم لوگوں کو "مولوی علی نقی صاحب" سے باقی نہ رہی جس کے بعد سب حضرات کی رائے ہوئی کہ میں اور "خان بہادر نواب" "مولوی مہدی حسن صاحب" قبلہ ان تحریروں کو لے کر "مولوی علی نقی صاحب" کے پاس جائیں اور ان سے منظوری حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں خان بہادر صاحب نے ہر چند عذر کیا، لیکن اعلیٰ حضرت نے کوئی عذر مسموع نہیں فرمایا اور ارشاد کیا کہ پندرہ برس کے بعد آپ سے یہ دینی کام لے رہا ہوں اسے آپ کو منظور کرنا ہوگا جس کے بعد خان بہادر صاحب نے منظور کیا لیکن یہ شرط کر لی تھی کہ اگر ان تحریروں میں کوئی ایسی ترمیم از "جناب علی نقی صاحب" پیش کی گئی جسے قابل غور سمجھوں گا تو اسے آپ حضرات کی طرف سے منظور تو نہیں کروں گا لیکن آپ سب حضرات کی خدمت میں پیش ضرور کر دوں گا۔ میں اور جناب خان بہادر صاحب مسودہ لے کر "مولوی علی نقی صاحب" کے یہاں گئے۔

دیر تک گفتگو ہونے کے بعد "مولوی علی نقی صاحب" نے کل منظور کر کے محض ایک لفظ (بیان) کے اضافہ کی خان بہادر صاحب سے اجازت حاصل کی اور اس لفظ کے اضافہ کے ساتھ اپنے قلم سے پوری عبارت مسودے کی لکھ کر دستخط کر دے۔ "مولوی علی نقی صاحب" کی مذکورہ بالا تحریر لے کر میں اور "خان بہادر صاحب" "مولوی... صاحب" کے دولت کدہ پر گئے۔ "مولوی... صاحب" نے مع لفظ اضافہ شدہ تحریر کو منظور کر لیا مگر اور حضرات نے انکار کر دیا اور پھر مولوی... صاحب نے بھی انکار فرمادیا۔

ہم لوگ پھر "مولوی علی نقی صاحب" کے پاس آئے اور "مولوی علی نقی صاحب" نے "خان بہادر صاحب" کی ذاتی منظوری کی بناء پر لفظ (بیان کاٹ کر لفظ موافقت) کا اضافہ کیا اور جناب خان بہادر صاحب سے یہ فرمایا کہ میں نے آپ کی فرمائش کے مطابق اس مسودے پر دستخط کر دیئے۔ اب مجھے امید ہے کہ اگر اس مسودے کو بھی "مولوی... صاحب" وغیرہ نے منظور نہ کیا تو آپ میری تائید کریں گے اضافہ شدہ

لفظ نے میری نظر میں "مولوی... صاحب" وغیرہ کے مقصود کی مکمل ترجمانی کرنی تھی۔ لہذا جناب خان بہادر صاحب نے تو اس لفظ کو فوراً منظور کر لیا مگر میں نے "مولوی علی نقی صاحب" کو توجہ دلائی کہ یہ اضافہ شدہ لفظ وہ حضرات تو ممکن ہے منظور کر لیں اگر آپ خود اس لفظ پر غور کر لیں کہ آپ کے واسطے مناسب ہے یا نہیں۔

مولانا نے جواب دیا کہ جب میں مصالحت پر تیار ہی ہوں تو اس پر نظر ثانی کی ضرورت نہیں سمجھتا رات بہت زائد گزر چکی تھی لہذا میں اور "خان بہادر صاحب" مکان واپس آ گئے۔ صبح ۸ بجے میں خان بہادر صاحب کی خدمت میں گیا تو فرمایا کہ "محسن نواب صاحب" شب ہی کو تشریف لائے تھے اور مسودے کو مع اس اضافہ کے پسند فرمایا (لیکن مزید غور اور مشورے پر قطعی رائے کو محول کیا ہے۔) اب صبح کو میں اور حضرات سے بھی مل لوں گا۔

تقریباً ساڑھے گیارہ بجے خان بہادر صاحب فقیر خانہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اس لفظ کا اضافہ ان حضرات کو منظور نہیں اس کے بعد میں اور خان بہادر صاحب تقریباً ۳ بجے سہ پہر کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے "مولوی... صاحب"، "مولوی... صاحب" اور "نواب... صاحب" پہلے سے تشریف فرما تھے اور جناب راجہ صاحب پیرپور بھی تھوڑی دیر تشریف فرما رہے اعلیٰ حضرت کے روئے مبارک سے کچھ آثار برہمی نمایاں ہو رہے تھے، بعض دیگر حضرات سے گفتگو کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت نے بہت بے اعتنائی کے انداز میں مجھ سے ارشاد فرمایا کہ آخر علی نقی صاحب نے انکار کر دیا نا؟

میں نے عرض کی کہ "سرکار علی نقی صاحب" نے تو انکار نہیں فرمایا بلکہ یہ حضرات جو سرکار کی خدمت میں حاضر ہیں۔ (مولوی ... صاحب اور مولوی... صاحب) ان حضرات نے انکار فرمایا کل حالات خان بہادر سے دریافت کر لیجئے۔ اعلیٰ حضرت میری عرض پر بے حد متعجب ہوئے اور جناب خان بہادر صاحب نے مفصل حالات بیان کئے جس کے بعد اعلیٰ حضرت نے وہ مسودہ جس پر مولوی علی نقی صاحب نے دستخط کئے تھے ملاحظہ فرمایا اور اضافہ شدہ لفظ پر خاص توجہ مبذول کی مولوی... صاحب کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اس لفظ سے آپ حضرات کے مفہوم میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔

مولوی... صاحب نے کہا کہ اعلیٰ حضرت یہ طے ہوا تھا کہ اب اس تحریر میں کسی لفظ کا اضافہ نہ ہوگا سرکار نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے میں نے سیکڑوں مقدموں میں صلح کرائی ہے ہائی کورٹ چیف کورٹ... غرض جب بھی کسی مقام پر کوئی صلح ہوتی ہے تو ہر فریق کو بڑھانے گھٹانے کا اختیار ہوتا ہے، مگر

دیکھنا یہ ہے کہ مطلب بدلنے نہ پائے "مولوی... صاحب" نے فرمایا کہ جی نہیں اس لفظ سے بڑا فرق ہو گیا مگر اعلیٰ حضرت کے بار بار اصرار کے بعد بھی "مولوی... صاحب" اور "مولوی... صاحب" نے کوئی فرق پیش نہ فرمایا صرف یہ جواب دیا کہ سرکار اگر فرق نہ تھا تو مولوی علی نقی صاحب نے یہ لفظ بڑھائی کیوں؟

آخر میں "مولوی... صاحب" نے فرمایا کہ اگر "مولوی علی نقی صاحب" نے ایک لفظ کا اضافہ فرمایا تو ایک لفظ کا اضافہ میں بھی کر دوں۔ موافقت کی لفظ کے بعد وغیرہ بڑھا دیا جائے "مولوی... صاحب" کے ارشاد کی نسبت اعلیٰ حضرت نے "جناب خان بہادر صاحب" سے ارشاد فرمایا کہ آپ کی کیا رائے ہے انہوں نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تو مولوی علی نقی صاحب کو اس لفظ پر عذر نہ ہونا چاہئے اور میں نے اعلیٰ حضرت کو مطمئن کر دیا کہ مولوی علی نقی صاحب ضرور منظور کر لیں گے۔

جس پر اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مولوی علی نقی صاحب کی طرف سے اس لفظ کو میں منظور کرتا ہوں۔ اس کے بعد مولوی... صاحب نے ٹیلیفون کے ذریعہ سے مولوی... صاحب سے استمزاج کیا اور یہ جواب ملا کہ چونکہ مولوی... صاحب (ناسازی مزاج کی وجہ سے) یہاں نہیں آسکتے اور اس مسئلہ میں دیگر حضرات سے استصواب کی بھی ضرورت ہے۔

جنہوں نے شہید انسانیت کے خلاف دستخط کئے ہیں لہذا آج ۶ بجے شام کو ان حضرات کو مدعو کر کے بعد استصواب جواب دیا جائے گا جس کو سن کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بہتر ہے لیکن میں بھی اس جلسہ میں شریک ہوں گا۔ اور مجھ سے اور خان بہادر صاحب سے بھی باصرار فرمایا کہ آپ حضرات بھی شریک ہوں خان بہادر صاحب نے اعلیٰ حضرت کی شرکت کی اس بنا پر مخالفت کی کہ اس بات کا قوی احتمال ہے کہ بلا مطلب کے عام افراد بھی وہاں آجائیں۔ جو اعلیٰ حضرت کے پریشانی کا باعث ہوں جس کی تائید "مولوی محسن نواب صاحب" نے بھی کی جناب خان صاحب نے فرمایا کہ سرکار بہتر یہ ہے کہ یہ معاملہ اس وقت ملتوی کر دیا جائے کانفرنس کے بعد تصفیہ کرایا جائے۔

اعلیٰ حضرت نے صاف انکار فرما دیا کہ میں ہر روز یہاں نہیں آسکتا نہ مہلت ہے کہ ان جھگڑوں میں مزید وقت ضائع کروں۔ مختصر یہ کہ اعلیٰ حضرت دوبارہ بڑی دیر تک "مولوی... صاحب" اور "مولوی ... صاحب" سے گفتگو فرماتے رہے اثناء کلام میں "مولوی... صاحب" نے فرمایا کہ اب دلوں میں صفائی کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی صلح ہو سکتی ہے۔ بعض مرتبہ اعلیٰ حضرت کو بہت سی باتیں ناگوار بھی ہوئیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا کہ یہ کوئی مذہبی نزاع نہیں ہے صرف ذاتیات ہیں۔

آخر میں اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ اچھا بہتر ہے میں اس کمیٹی میں نہ آؤں گا۔ مگر مشورہ اس حد تک محدود رہے گا کہ جو لفظ مولوی... صاحب نے اضافہ کی ہے اس کے بعد صلح منظور ہے یا نہیں مولوی... صاحب نے وعدہ کیا کہ آج شب ہی کو خان بہادر صاحب کو اور حقیر کو مشورہ کے نتیجہ سے مطلع کر دیں گے۔ مذکورہ بالا کمیٹی ہوئی یا نہیں اس کا مجھ کو علم نہیں۔ آٹھ بجے رات کو میں نے ایک بزرگ کو بھیج کر جواب کا مطالبہ کیا۔ تو جواب ملا کہ صبح کو "مولوی... صاحب" فقیر خانہ پر تشریف لا کے جواب سنائیں گے مگر اس وقت تک کوئی جواب نہیں ملا البتہ اکثر معتبر حضرات سے بطور خبر یہ معلوم ہوا کہ جلسہ میں شب کو بہت کم حضرات تشریف لائے اس لیے یہ طے ہوا کہ جب تک دیگر حضرات شریک نہ ہوں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب پہلا مسودہ دیا گیا تو کسی سے مشورے کی کوئی شرط نہ تھی جب دوسرا مسودہ دیا گیا تو کوئی شرط نہ تھی اور جب تیسرا مسودہ دیا گیا تو اسکے ساتھ وہ مسودہ بھی لکھ لیا گیا تو مولوی علی نقی صاحب دستخط کے بعد مولوی... صاحب وغیرہ کی طرف سے لکھا جائے گا۔ اس وقت بھی مشورے کی کوئی شرط نہ تھی۔ البتہ جب اعلی حضرت نے فیصلہ کر دیا کہ لفظ موافقت بڑھنے سے مطلب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ فیصلہ فرما دیا کہ صرف ایک لفظ یعنی وغیرہ کا اضافہ اور ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا۔ فرمادیا کہ جو کچھ تصفیہ کرنا ہو قبل کانفرنس کر لیا جائے بعد کو میں وقت نہیں دے سکتا۔ تو اب یہ عذر پیش ہوا کہ سب کے مشورے کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا شہید انسانیت کو دیکھ کر جو جذبات خلاف مولف برانگیختہ ہوئے تھے کیا وہ ذاتی تھے یا مشورہ کے بعد ہوئے تھے۔ جواب ان مخالفتوں کو ختم کرنے کے واسطے مشورہ کی ضرورت ہے۔ ایمان کا معاملہ انفرادی ہوا کرتا ہے جمہوریت اور مشورہ کا تو اس میں کبھی کوئی دخل ہی نہیں رکھا گیا۔ بہر حال میں نے دوسرے دن اعلیٰ حضرت سے بالکل تخلیہ کا وقت حاصل کیا۔ اور اپنی کچھ خواہشیں اس معاملہ کے واسطے پیش کیں اور اعلیٰ حضرت نے انہیں میں سے دو منظور کیں۔ مگر وہ کیا تھیں اس کی تفصیل عرض کرنا مناسب نہیں...

مختصر یہ کہ میں نے اپنی بے وقوفی سے سرکار کو مطمئن کر دیا کہ مولوی علی نقی صاحب کسی جلسے میں نہ آئیں گے اور یہ کہ سرکار جلسوں کے بعد ایک بیان اس موضوع پر شائع کریں گے۔ جو بیان قومی آواز میں شائع ہوا ہے یہ وہی ہے جس کا مجھ سے وعدہ تھا یا کچھ اور ہے اس کے متعلق بھی کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میرے مذکورہ بالا تمام بیانات کو پڑھ کر از خود سمجھ سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا بیان کیا ہونا چاہیے تھا۔

اعلیٰ حضرت کے اس بیان میں علماء کو دعوت دی گئی ہے کہ رام پور آکر اس معاملے کو طے کرلیں مگر میری باادب عرض ہے کہ مجھ کو اس معاملہ میں دخل دینے سے معاف فرمایا جائے میں اب اس قابل نہیں ہوں کہ کسی معاملہ میں دخل دے سکوں۔

شیعہ کانفرنس کے کھلے جلسوں میں اور کیا ہوا۔ سب جکٹ کمیٹیوں میں کیا کیا ہوا سب کے متعلق خاموشی ہی بہتر ہے۔(اس بیان میں جہاں تک میری شرکت کا اور میرے متعلق ذکر ہے وہ صحیح ہے۔)

خان بہادر مولوی، محمد مہدی حسن رضوی

صلح کا پہلا مسودہ جو مولوی محمد سعید صاحب وغیرہ کی طرف دیا گیا

کتاب شہید انسانیت چونکہ بین الاقوامی حیثیت سے لکھی گئی تھی اس لیے اس میں موافقین اور مخالفین دونوں کی روایات آگئی ہیں جس کی وجہ سے بعض چیزیں مسلمات وعقائد شیعہ کے موافق نہیں ہیں۔ اس لیے نہ تو یہ سند میں شیعوں کے خلاف پیش کی جاسکتی ہیں نہ وہ میرے ذاتی عقائد ہیں۔

صلح کا دوسرا مسودہ

جو خان بہادر صاحب نے دیا اور سب حضرات نے اور مولوی علی نقی صاحب نے منظور کر کے صرف ایک لفظ بیان کا اضافہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شہید انسانیت اور بعض دیگر مضامین چونکہ بین الاقوامی حیثیت سے لکھے گئے ہیں اس لیے ان میں غیر شیعہ افراد کے بیانات وروایات وعقائد بھی درج کر دیے گئے ہیں اور عقائد ومسلمات شیعہ کی جو خود میرے بھی ذاتی عقائد ومسلمات ہیں (بیان/موافقت) کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے اور جب کہ وہ شخصی طور پر ایک شیعہ عالم ہونے کی حیثیت سے نہیں لکھے گئے ہیں۔ تو ان کو بطور سند کبھی فرقہ شیعہ کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

والسلام

نقل دستخط

علی نقی النقوی عفی عنہ

۱۶/ ذی القعدہ ۱۳۷۰ء[1]

[1] اظہار حق، جعفر شیروانی، ص ۷ تا ۱۸۔

۲۔سید العلماءؒ کے بیانات کتاب ”شہید انسانیت“ کے متعلق

یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ کی تجویز شدہ کتاب کی تکمیل اہل قلم و ارباب نظر کو توجہ دہانی (سرفراز لکھنو، مورخہ ۵/اکتوبر ۱۹۴۴ء) خدا کا شکر ہے کہ سیز دہ صد سالہ یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ کے سلسلہ ہمیں جتنی تجویزیں بنیادی حیثیت سے طے پائی تھیں وہ سب اپنی اپنی حد میں پایہ تکمیل پہنچیں۔ایک تجویز تھی تمام ملک میں مسلسل بین الاقوامی حسینی جلسوں کا ہونا۔افراد قوم اور اہل ملک کے انہماک اور توجہ سے یہ تجویز جس حیرت انگیز اور نتیجہ خیز طریقہ پر عمل میں آئی وہ دیکھنے والوں کی نگاہوں میں اور اخباروں کے صفحوں پر کوئی چھپی ہوئی بات نہیں۔

دوسری تجویز دار الآثار حسینی کی تشکیل تھی۔اس دار الآثار کا افتتاح بھی ہو گیا اور ایک معتد بہ ذخیرہ کتاب اور تصاویر کا فراہم ہوا اور برابر فراہم ہو رہا ہے۔ایک تجویز جو اپنی نوعیت اور افادیت میں سب سے اہم تھی وہ ایک مکمل اور جامع کتاب کی اشاعت تھی جس میں واقعہ کربلا کے اسباب،حالات اور نتائج پر اس طرح تبصرہ کیا جائے کہ ہر مذہب و ملت کا انسان اس سے فائدہ اٹھا سکے اس کے لیے بہت سے اہل قلم کو دعوت دی گئی تھی اور طے پایا تھا کہ ان تمام حضرات کے نتائج قلمی کو سامنے رکھ کر اس کتاب کی تکمیل کی جائے۔

تین برس کی مسلسل محنت اور جانفشانی کے بعد شکر ہے کہ یہ کتاب مکمل ہو گئی ہے اس میں تراسی (۸۳) اہل قلم کے قلمی نتائج اور دماغی کاوشیں شریک ہیں اور (۷۱۲) صفحات کی ضخامت پر کتاب ختم ہوئی۔کاغذ ملنے کی بے انتہا دشواریوں اور گراں باریوں کے ساتھ آیندہ مکمل اور وسیع اشاعت کے لیے سرمایہ کو محفوظ رکھنے کے واسطے اس ضخیم کتاب کی چھ روپیہ قیمت رکھ دی گئی ہے اور چونکہ یہ کتاب ابھی مختتم اور قطعی حیثیت سے شائع نہیں کی گئی ہے اس لیے زیادہ تعداد میں نہیں طبع کی گئی ہے اور جو حضرت جلد طلب نہ فرمائیں گے بہت ممکن ہے کہ انہیں پھر آئندہ ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے۔اصل مقصد اس پہلے ایڈیشن کی طباعت کا استصواب اور دریافت آراء ہے۔

اس لیے تمام اہل قلم اور ارباب نظر سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ فرما کر آزادی کے ساتھ جو کچھ ان کے خیالات انتقادات یا اعتراضات ہوں انہیں تحریر فرما کر ناظم ادارہ مرکزی اور ناظم شعبہ تصنیف کے نام ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ کے اختتام تک روانہ فرمائیں اس لیے کہ آیندہ محرم ۱۳۶۴ھ سے وصول شدہ آراء و انتقادات کی روشنی میں انشاء اللہ کتاب پر نظر ثانی اور دوسری بار طباعت کے لیے از سر نو ترتیب کا

کام شروع ہو جائے گا۔ لہٰذا اپنی زرین رائے سے اس کے قبل مطلع فرما کر صدی کے اس اہم کارنامہ تاریخی کی تکمیل میں حصہ لیں۔

کتاب "شہید انسانیت" کے کسی ایک لفظ کے بھی باقی رکھے جانے پر مجھے اصرار نہیں۔

(سرفراز لکھنو مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۴۵ء) مدیر محترم اخبار سرفراز دہم مجد کم تسلیم۔ سرفراز کی ایک قریبی اشاعت میں آپ کا افتتاحیہ جو شہید انسانیت کے متعلق اظہار رائے پر مشتمل ہے سے گذرا ہمیں اس کے پہلے خود اصل کتاب کے صفحہ ۲ پر اور پھر کتاب کی طباعت مکمل ہونے کے بعد اخبار سرفراز میں اپنے سب سے پہلے اعلان میں اس کو واضح کر چکا ہو کہ یادگار حسینؑ کی تجویز شدہ کتاب کا یہ ابتدائی خاکہ ہے جو بغرض استصواب و اظہار آراء طبع ہوا ہے اور یہ کہ تمام انتقادات اعتراضات اور مشوروں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایڈیٹوریل بورڈ کی جانب سے اس کتاب کی آخری تشکیل و ترتیب کا فیصلہ ہو گا۔

نیز اس کے بعد ادارہ کی جانب سے کارکن ادارہ جناب قیس رضوی کے بیان میں بھی اس کی تشریح کی جا چکی ہے مگر آپ کے اس افتتاحیہ کے بعض الفاظ سے یہ انداز ہوتا ہے کہ شاید یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ میں اپنے اس سابقہ اعلان پر قائم نہیں ہوں اس لیے میں اس تحریر کے ذریعہ سے آپ کو اطمینان دلانا چاہتا ہوں کہ کتاب پر نظر ثانی کے متعلق سابقہ اعلانات اپنی جگہ پر برقرار ہیں جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ کتاب کوئی میری ذاتی تصنیف یا تالیف نہیں ہے۔

اس لیے اس کے کسی ایک لفظ کے متعلق بھی باقی رکھے جانے پر اصرار کی مجھے کوئی وجہ نہیں ہے یہ تو "پنچایتی ادارہ کی کتاب ہے۔" اس لیے کسی اعتراض کے متعلق میری انفرادی رائے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اگر کوئی اعتراض مجھے تسلیم نہ بھی ہو لیکن ایڈیٹوریل بورڈ کے ارکان اسے قابل لحاظ سمجھ کر کوئی تبدیلی کرنا چاہیں تو اس میں بھی عذر نہیں ہو سکتا۔

اب تک ایڈیٹوریل کا کام شروع ہو جاتا لیکن چونکہ ایک کتاب کا اعلان ہو چکا ہے جس میں مزید اعتراضات شائع ہوں گے اس لیے اس کتاب کی اشاعت کا انتظار اصولاً ضروری ہو گیا۔ تمام اعتراضات کے سامنے آنے کے بعد یقیناً پھر اس کام میں کوئی تعوق نہ ہوگی امید ہے کہ آپ کو میری اس تحریر کے بعد کوئی تشویش باقی نہ رہے گی۔

والسلام
علی نقی النقوی عفی عنہ
یکم ربیع الاول ۶۴ھ

ایک غلط فہمی کا دفعیہ

(شہید انسانیت کے خلاف ۱۹ علماء کے فتاوے دیکھنے کے بعد منشور شائع ہوا)"شہید انسانیت" کے متعلق ایک مطبوعہ اشتہار شائع ہوا ہے جس میں چند اہل علم کی طرف سے اس کا اعلان ضروری سمجھا گیا ہے کہ وہ اس کتاب کو "شیعوں کی کتاب" تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یہ اعلان بالکل بلا ضرورت ہے۔ اس لیے کہ یہ کتاب بہ حیثیت "شیعوں کی کتاب" کے پیش ہی نہیں کی گئی ہے۔

وہ ایک ایسے ادارہ کی جانب سے شائع ہوئی ہے جس کے ارکان اور عہدہ داران اور ایڈیٹوریل بورڈ ہر شعبہ میں غیر شیعہ بلکہ غیر مسلم افراد بھی داخل ہیں ابھی تو وہ اصل تجویز شدہ کتاب کا ابتدائی خاکہ ہے جو بغرض استصواب واظہار آراء طبع ہوا ہے۔ لیکن اگر ایڈیٹوریل بورڈ کے اجتماعی فیصلہ کے بعد وہ قطعی طور پر بھی پیش ہو تب بھی یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ وہ کسی فرقہ کی مذہبی کتاب ہے اور نہ اسے فرقہ وارانہ اختلافی مسائل میں کسی فرقہ کے خلاف حجت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

رہ گیا یہ امر کہ اس کی کوئی عبارت مسلمات فرقہ شیعہ کے منافی ہے اور اس سے اساس مذہب شیعہ کو نقصان ومضرت پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس کا صحیح فیصلہ آسانی سے ہوجاتا اگر وہ بزرگ شخصیتیں اس وقت موجود ہوتیں جو نہ صرف اپنی عمر بلکہ علم وبصیرت اور تدین کے لحاظ سے بھی اس بحث میں حکم بننے کی صلاحیت رکھتی تھیں، مگر افسوس کہ وہ دنیا سے اٹھ چکی ہیں اس لیے ہر ایک صاحب علم اور واعظ اور ذاکر کو موقع ہے کہ وہ "فقیہ" اور "عالم" کے لقب کو اختیار کرکے حسب منشاء فتاوے صادر کرے۔ ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾.

معلوم ہونا چاہئے کہ یہ کتاب کوئی میری ذاتی اور شخصی تصنیف نہیں ہے جس میں میں خود ترمیم و تبدیل کروں یا کسی تبدیلی کا وعدہ کرلوں بلکہ اب اعتراضات پر غور کرنے اور ان کے مطابق کسی فیصلہ کرنے کا اختیار صرف ادارہ یادگار حسینی کے ایڈیٹوریل بورڈ کو ہے جس کا کام ان مزید اعتراضات کے انتظار میں رکا ہوا ہے جن کی اشاعت کا ایک کتاب کی صورت میں اعلان ہوا ہے۔ یہ خیال کہ میں نے کسی اعتراض

یا اعتراضات کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی بنا پر کتاب کی ترمیم کا وعدہ کیا تھا اور اس سلسلہ میں کسی بیان کا مسودہ لکھا تھا بالکل غلط ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

علی نقی النقوی

یکم ربیع الاول ۱۳۶۴ء

میں نہ ذاتی طور پر اور نہ بحیثیت ناظم ادارہ یادگار حسینی تشنگی امام کا منکر ہوں

(سرفراز لکھنو مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۴۵ء) جناب ایڈیٹر صاحب اخبار سرفراز دام مجدکم تسلیم۔ آپ کے اخبار کی تازہ اشاعت میں آپ کا نوٹ دیکھ کر اس امر کے اظہار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ میں ذاتی طور پر یا بحیثیت ناظم ادارہ یادگار حسینی کسی طور پر بھی معاذ اللہ تشنگی حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا منکر ہوں نہ شہید انسانیت میں کسی جگہ تشنگی امام حسین علیہ السلام کا انکار کیا گیا ہے۔ بلکہ تمام کتاب میں کم از کم ۲۲ جگہ امام علیہ السلام، اصحاب امام علیہم السلام یا اطفام امام علیہم السلام کی پیاس کا تذکرہ ہے۔ یہ ایک بالکل غلط پروپیگنڈا ہے جو میرے خلاف کیا جارہا ہے جس سے مقصود صرف عوام کو میرے خلاف برانگیختہ کرنا ہے اور کچھ نہیں یہ بھی غلط ہے کہ کوئی رسالہ اس سلسلہ میں میری تصنیف سے شائع ہوا ہے نہ ایسے کسی رسالہ یا مضمون کو جس میں تشنگی کا انکار ہو میں پسند کرتا ہوں۔

والسلام

علی نقی النقوی عفی عنہ

۱۸ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ

تشنگی امام علیہ السلام کے متعلق سید العلماء مولانا علی نقی صاحب سے صرف ایک سوال

(از جناب نواب حاجی احسان علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ) صدر پنجاب شیعہ کانفرس وکنویز محاذ حسینی لکھنو) (سرفراز مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء) جناب نے اپنے بیان شائع شدہ سرفراز مورخہ ۱۰ ربیع الاول ۶۴ء میں ارشاد فرمایا: "میں تشنگی امام حسین علیہ السلام کا منکر نہیں ہوں۔" حالانکہ آپ نے خود کتاب "شہید انسانیت" میں صفحہ ۴۱۸ اور صفحہ ۴۴۹ میں ساتویں یا آٹھویں شب کے متعلق حضرت ابو الفضل علیہ السلام اور جناب نافع بن ہلال کے متعلق یہ تحریر کیا ہے کہ یہ حضرات بیس سوار اور تیس پیادے ہمراہ لے کر پانی لینے گئے اور دشمن کی فوج کو شکست ہوئی اور پانی خیام حسینی میں پہنچا دیا گیا۔

اسی طرح صفحہ ۳۳۳ پر اور صفحہ ۳۷۶ پر جناب بریر اور جناب عبد الرحمن کے مطائبہ کی روایت کا ایک جزو یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امام علیہ السلام صبح عاشور غسل فرمایا۔ اب یہ ارشاد ہو کہ آپ امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کی تین دن کی بھوک اور پیاس کے قائل ہیں۔

یا صرف چند گھنٹہ کی پیاس جس کا غسل کے بعد بھی امکان ہے یہ بھی ارشاد کہ آپ محض تشنگی کے قائل ہیں یا بھوک کے بھی آپ قائل ہیں یہ بھی فرمایئے کہ آپ کے نزدیک یہ جائز ہے کے بچے بھوک پیاس سے تڑپتے رہیں اور امام غسل کر لیں۔ قوم کو جناب کے بیان کا سخت انتظار ہے۔

تشنگی کے متعلق مزید تشریح

(سرفراز مورخہ یکم مارچ ۱۹۴۵ء) یہ جواب سوال عالی جناب نواب حاجی احسان علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ تحریر ہے کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی تین دن کی بھوک اور پیاس کا قائل ہوں جیسا کہ شہید انسانیت میں بھی متعدد مقامات پر اس کی تصریح موجود ہے۔ جس روایت کا جناب نے حوالہ دیا ہے وہ چونکہ اس کے پہلے برابر علماء و مورخین درج کرتے آئے تھے اس لیے بہ موقع استصواب درج کتاب کی گئی۔

بے شک میں امام علیہ السلام کے صبر و ثبات کو عاجزانہ و مجبورانہ نہیں بلکہ کامل اقتدار نہ اختیار کے ساتھ سمجھتا ہوں اور امام علیہ السلام کے افعال کو اس سے بلند سمجھتا ہوں کہ معاذ اللہ ان کے جواز و عدم جواز کے متعلق کوئی فتویٰ صادر کیا جائے۔ انکار تشنگی کے متعلق کسی رسالہ کی تصنیف و اشاعت سے انکار کے متعلق جو بیان پہلے دے چکا ہوں اس پر قائم ہوں۔ باور کرنے نہ کرنے کا ہر شخص کو اختیار ہے۔

والسلام
علی نقی النقوی عفی عنہ
۱۱ ربیع الاول ۶۴ھ۔

مزید وضاحت کی استدعاء[1]

جناب سید العلماء مدظلہ السلام علیکم۔

اخبار سرفراز کے ذریعہ تشنگی عاشور کے متعلق میں نے حضور کی خدمت میں جو سوال پیش کیا تھا اس کے چار اجزاء تھے:

---

[1] سرفراز مورخہ ۵ مارچ ۱۹۴۵ء۔

۱۔ امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب بھی جناب کے نزدیک تین دن کے بھوکے پیاسے تھے یا نہیں؟ جناب نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ "امام حسین علیہ السلام تین دن کے بھوکے پیاسے تھے۔" براہ کرم میرے سوال کے دوسرے جزو کا جواب بھی مرحمت ہو کہ اصحاب و اطفال بھی تین دن کے بھوکے پیاسے تھے یا نہیں؟

۲۔ یہ روایت صحیح ہے یا نہیں کہ ساتویں آٹھویں شب کو خیام حسین علیہ السلام میں پانی پہنچ گیا تھا؟ اس کو جواب مرحمت نہیں ہوا۔

۳۔ صبح عاشور عبد الرحمن بن عبد ربہ اور بریر کے مزاح المومنین کی روایت تو بعض جگہ مل جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ غسل امام کا کہیں تذکرہ نہیں لہذا یہ تصریح ارشاد ہو کہ وہ کون سی کتابیں ہیں جن میں اس روایت کا ایک جزو غسل امام بھی ہے۔

۴۔ کیا یہ جائز ہے کہ سب بچے بھوک سے تڑپ رہے ہوں اور پانی غسل میں صرف کر دیا جائے۔ اس کا جواب جناب نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ امام علیہ السلام کے بارے میں فتویٰ صادر نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے اس موقع پر عرض کرنا ہے کہ میرا مقصد معاذ اللہ ہرگز یہ نہیں کہ امام علیہ السلام کے بارے میں حضور فتویٰ صادر فرمائیں بلکہ یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا یہ امر کسی عالم دین نے خصوصیات امام علیہ السلام میں لکھا ہے کہ بچوں کے پیاس سے جاں بلب ہونے کی حالت میں امام پانی کو غسل مستحب میں خرچ کر سکتے ہیں۔ اگر شریعت محمدی ﷺ کے احکام میں امام علیہ السلام کے لیے ایسا استثناء ایا ہو تو براہ کرم کتاب کا حوالہ مرحمت ہو۔

مجھے امید ہے کہ میرے سوال کے جو پہلو تشنہ جواب رہ گئے ہیں حضور والا ان کا جواب عنایت کر کے رہنمائی فرمائیں گے۔ فقط (بندہ علی)

(نواب) احسان علی خان (آف مالیر کوٹلہ صدر صوبہ پنجاب شیعہ کانفرس)

عالیجناب نواب احسان علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کے سوالات کا جواب

(سرفراز مورخہ ۷ مارچ ۱۹۴۵ء) دام مجدکم السامی۔ سلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حسب فرمائش سامی جواب مطابق ترتیب سوالات درج ذیل ہے:

۱۔اصحاب امام علیہ السلام کی وفاداری کا تقاضہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی تشنگی میں وہ شریک رہے ہوں اور اطفال امام علیہ السلام کا بھی تین دن شدائد تشنگی اٹھانا مسلم ہے۔

۲۔سند کے اعتبار سے یہ مثل دیگر روایات واقعہ کربلا کے ہے جن کے اعتبار کا دار و مدار صرف ان علماء کی جلالت قدر پر ہے جنہوں نے ان روایات کو درج کیا ہے۔

۳۔عبد الرحمن ابن عبد ربہ اور بریر کے مزاح المومنین کی روایت کے ملنے کا جن مقامات پر جناب نے تذکرہ فرمایا ہے۔ ان ہی میں آداب طہارت بجالانے کا تذکرہ ہے اور غسل کا تذکرہ اس سے علیحدہ متعدد کتب میں ہے۔ جیسے خصائص حسینیہ۔ بناء الاسلام اور مواعظ حسنہ وغیرہ لیکن اس کے ساتھ تشنگی امام علیہ السلام برابر مسلم رہی ہے۔

۴۔جی ہاں۔ جناب فقیہ اجل شیخ جعفر تستری اعلی اللہ مقامہ (المتوفی ۱۳۰۳ھ) نے اس کو خصوصیات امام علیہ السلام میں ذکر فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب الخصائص مطبوعہ بمبئی کتاب العبادات البدنیہ، باب طہارت)

والسلام

علی نقی النقوی عفی عنہ (۹ع ۱۳۶۴ھ)

کتاب میں تبدیلیاں میں خود پیش کروں گا

سرفراز کی حالیہ اشاعت میں آپ نے شہید انسانیت کی مخالفت کے سلسلہ میں جو نام تحریر فرمائے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ تمام افراد اس فہرست میں آسکتے ہیں جو نظر ثانی کے موقع پر کتاب میں تبدیلیاں ہونے کے طرفدار ہوں۔ اس صورت میں میرا نام بھی اس فہرست میں درج کیا جاسکتا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے جیسا کہ بار بار اعلان ہو چکا ہے کتاب کا یہ خاکہ بغرض مشورہ و استصواب ہی شائع ہوا تھا۔ اس کا بھی اعلان کیا جاچکا ہے کہ تمام اعتراضات ایڈیٹوریل بورڈ میں پیش کردیے جائیں گے اور بورڈ کو ہر طرح کی ترمیم کا کامل اختیار ہوگا مگر بعض لوگ شائد اس سے یہ مطلب نکال رہے ہیں کہ میں صرف دوسروں کے اعتراضات رسمی طور پر پیش کرکے اپنی طرف سے کتاب کے ہر جز کو باقی رکھنے پر اصرار کروں گا اور اس بارے میں ضد و کد سے کام لوں گا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اعتراضات، انتقادات اور مشورے سے طلب

کرنے کا مقصد یہی تھا کہ میں خود ان تمام انتقادات اور مشوروں کی روشنی میں اس امر پر غور کروں کہ کتاب کے کون اجزاء باقی رکھے جائیں کون حذف کردیے جائیں اور کن میں مناسب ترمیم کردی جائے۔

اس غرض سے اعتراضات طلب کیے گئے تھے اور اب بھی میری یہی خواہش ہے کہ مزید اعتراضات جو کچھ ہوں وہ ادارہ کو بھیج دیے جائیں۔ میں ہرگز ایڈیٹوریل بورڈ میں اس امر کی حمایت صحیح نہیں سمجھتا کہ پوری کتاب بصورت موجودہ قائم رہے اور یقیناً ایسی تبدیلیاں ہیں جنہیں میں خود ضروری سمجھتا ہوں اور انہیں ایڈیٹوریل بورڈ میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔

کتاب "شہید انسانیت" سے قوم کو اختلاف ہونے کی وجہ سے جناب سید العلماءؒ نے اس کتاب کو واپس لے لیا۔ موصوف کا ایک اہم بیان

(سرفراز مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۴۵ء) عالی جناب مہاراجکمار محمد امیر حیدر خان صاحب صدر یادگار حسینی نے ۲۴ مارچ ۱۹۴۵ء کو محمود آباد ہاوس قیصر باغ سے حسب ذیل تحریر ایڈیٹر سرفراز کے پاس روانہ فرمائی ہے۔

مکرمی تسلیم۔ جناب مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ ناظم شعبہ تصنیف یادگار حسینی نے حسب ذیل تحریر کے ذریعہ سے کتاب "شہید انسانیت" کا مسودہ واپس لے لیا ہے۔ لہذا براہ مہربانی تحریر مذکور کو اخبار میں فوراً شائع فرمادیجیے۔

مخلص (دستخط مہاراجکمار)

محمد امیر حیدر خان صدر یادگار حسینی [1]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسلیم۔ ادارہ یادگار حسینی کے بنیادی تجاویز میں سے ایک تجویز کی تکمیل میں میں نے ایک کتاب کا مسودہ شہید انسانیت کے نام سے مرتب کیا جو بغرض استصواب و دریافت آراء طبع کیا گیا۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد سے جو صورت حال پیدا ہوگئی ہے اس کی وجہ سے اس کتاب کی اشاعت رائے عامہ کے مطابق نہیں معلوم ہوتی اس لیے بہ نظر رفع اختلافات اس کتاب کو واپس لیتا ہوں۔

---

[1] مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۴۵ء۔

دستخط (سید العلماء علی نقی صاحب قبلہ مجتہد ناظم شعبہ تصنیف یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ)

جناب سید العلماء سے سوالات اور ان کے جوابات[1]

مسئلہ آپ کے متعلق مثل دیگر امور کے مرتب کتاب شہید انسانیت سے در حقیقت اسی وقت تبادلہ خیالات کیا جاچکا تھا جبکہ یہ مسودہ کتاب تھوڑا تھوڑا کر کے نکل رہا تھا اور یہی وجہ ہے کہ جس طبقہ نے افہام و تفہیم اپنا شیوہ قرار دیا وہ ہمیشہ مطمئن رہا۔ آج بھی در حقیقت یہ سوالات و جوابات ایسے ہی حضرات کے لیے شائع کئے جارہے ہیں جو نوعیت معاملہ کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ (سائل)

سوال نمبر ا:۔ کتاب شہید انسانیت جو من جناب ادارہ تحریری یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ جناب نے مرتب فرمائی تھی اور جس کا مسودہ بغرض استصواب رائے کتابی شکل میں شائع ہوا اور بعد میں بعض حالات کے ما تحت آپ نے اس کو واپس لے لیا ہے کیا آپ کے نزدیک ایسا نسخہ ہے کہ جس میں کسی ترمیم و تنسیخ اور تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں؟ نیز کیا آپ اب اس کو بجنسہ اپنی ذاتی تالیف یا تصنیف قرار دینے پر تیار ہیں؟

الجواب:۔ کتاب مذکور بحیثیت ذاتی کتاب کے نہیں لکھی گئی تھی۔ ذاتی کتاب کی حیثیت سے شائع کرنے کے موقع پر یقیناً بہت سی تبدیلیاں اس کتاب میں ضروری ہیں۔ نیز بہ حالت موجودہ بھی بعض تبدیلیاں مناسب ہیں۔

سوال نمبر ۲:۔ کتاب شہید انسانیت مذکور میں آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ صبح عاشور ان حضرات نے غسل مندوبی فرمایا۔ یہ واقعہ جناب نے اپنی طرف سے لکھ دیا ہے یا کتب سابقہ میں بھی اس کا ذکر موجود ہے اور اگر پچھلی کتابوں میں تذکرہ ہے تو ان میں سے چند کتب کے نام تحریر فرمائیے اور یہ بھی فرمائیے کہ حضرت کے غسل صبح عاشور کی روایت معتبر بھی ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ غسل فرمانے کا تذکرہ شب عاشور یا صبح عاشور متعدد کتب میں ہے جیسے خصائص حسینیہؒ، بناء الاسلام، مواعظ حسنہ، وغیرہ لیکن خصوصیت سے صبح عاشور کو غسل کا ذکر عربی میں تاریخ ابن کثیر اردو میں شہید اعظم اور انگریزی میں بھی بعض تواریخ میں موجود ہے پھر بھی یہ ضروری نہیں ہے کہ اس روایت کو معتبر سمجھا جائے جبکہ اکثر کتب غسل کی رایت سے خالی ہیں۔

---

[1] اخبار حقیقت مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۴۵ء۔

سوال نمبر ۳:۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قبضہ میں پانی ہو اور آپ اس سے غسل فرمالیں اور نہ خود نوش فرمائیں نہ اصحاب و عزّا کو پلائیں؟

الجواب:۔ اگر بہ حیثیت فعل امام ایسا ثابت ہو جائے تو کسی اعتراض کا حق نہیں ہے مگر اصل روایت مستند طریقہ پر ثابت نہیں ہے۔

سوال نمبر ۴:۔ اگر سوال نمبر ۲ کے ماتحت آپ صبح عاشور غسل امام حسین علیہ السلام کی روایت کو معتبر نہیں سمجھتے ہیں تو پھر ارشاد ہو کہ استصواب رائے کے موقع پر اس روایت کے درج کرنے سے آپ کا کیا مقصود تھا؟

الجواب:۔ چونکہ متعدد کتب میں یہ روایت موجود ہے اور بعض علماء نے یہ نظریہ ظاہر فرمایا ہے کہ وہ منافی تشنگی نہیں ہے بلکہ امام علیہ السلام کی نظر میں عبادت کی اہمیت اس سے ثابت ہوتی ہے اس لیے بہ مواقع استصواب اسے درج کیا گیا تاکہ تبادلہ خیالات کے بعد اگر طے پا جائے کہ وہ روایت خارج کردی جائے تو یہ اس روایت کے متعلق ایک طرح سے یکسوئی ہو جانے کا ذریعہ ہو۔

سوال نمبر ۵:۔ کتب سابقہ میں کہیں بھی اگر شب عاشور یا صبح عاشور حضرت امام حسین علیہ السلام یا اصحاب امام علیہ السلام کے غسل کی روایتیں موجود ہیں تو کیا ان کتابوں میں ان حضرات کی سہ روزہ تشنگی سے انکار کیا گیا ہے یا سہ روزہ تشنگی کو تسلیم کرتے ہوئے بھی غسل کی روایت درج کی گئی ہے؟

الجواب:۔ سہ روزہ تشنگی سے انکار کسی کتاب میں نہیں ہے۔ بلکہ سہ روزہ تشنگی کو تسلیم کرتے ہوئے اس روایت کو درج کیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۶:۔ کیا آپ شہدائے کربلا اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی سہ روزہ تشنگی کے منکر ہیں؟

الجواب:۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔

سوال نمبر ۷:۔ کیا یہ صحیح ہے کہ مختلف رسائل اور پمفلٹ اور ہینڈ بل آپ کی جماعت میں اس قسم کے شائع کئے گئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام اور ان کے اعزا اور احباب تین روز کے پیاسے نہ تھے اور اگر ان رسائل پمفلٹ اور ہینڈ بلوں سے یہ ثابت نہ ہوتا ہو تو پھر ان کا مفہوم کیا ہے؟

الجواب:۔ جہاں تک مجھے علم ہے ایسا کوئی رسالہ یا پمفلٹ شائع نہیں ہوا ہے جس کا مقصد سہ روزہ تشنگی کا انکار ہو بلکہ جہاں تک میں نے دیکھا ہے ان کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ روایت غسل خودساختہ نہیں ہے بلکہ اس کے پہلے بھی اس قسم کی روایات کتب میں موجود ہیں۔

سوال نمبر ۸:۔ کیا یہ ضروری ہے کہ شہیدان کربلا اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی سہ روز تشنگی کا یقین رکھتے ہوئے یہ بھی مانا جائے کہ شب عاشور یا صبح عاشور امام اور اصحاب امام علیہ السلام نے غسل فرمایا؟

الجواب:۔ ایسا ماننا ضروری نہیں ہے۔

سوال نمبر ۹:۔ کیا آپ کربلا میں خیام حسینی اور لشکر حسینی میں سہ روزہ قحط آب کے منکر ہیں؟

الجواب:۔ ایسا نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۰:۔ طہارت بدن وغیرہ کے لیے میدان کربلا میں کیا صورت اختیار کی گئی تھی۔ جناب کی تحقیق اس میں کیا ہے؟

الجواب:۔ روایات اس بارے میں خاموش ہیں صرف ظن واحتمال کی بناء پر اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

سوال نمبر ۱۱:۔ صبح عاشور اگر غسل کی روایت کو تھوڑی دیر کے لیے صحیح بھی مان لیا جائے تو کیا اس موقعہ کے بعد پھر دن بھر میں کسی وقت کے لیے کسی ایک کتاب میں یہ لکھا ہے کہ حسین علیہ السلام یا ان کے اعزا وانصار واہل بیت علیہم السلام کے پاس ایک قطرہ آب موجود تھا؟

الجواب:۔ کسی روایت سے ایک قطرہ آب کا بھی وجود ثابت نہیں ہوتا۔

سوال نمبر ۱۲:۔ اگر شہید انسانیت کا آیندہ کوئی ایڈیشن آپ اپنی تالیف یا تصنیف کے طور پر بھی نکالیں گے تو کیا آپ اس روایت غسل صبح عاشور کو کتاب میں باقی رکھیں گے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس روایت کے درج کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

دستخط علی نقی النقوی عفی عنہ

مرسلہ اظہار حیدر سیتاپوری

حضرت سید العلماء دام ظلہ کے واضح اور صریح جوابات[1]

بحضور اقدس والا سرکار شریعت مدار حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دام ظلہم العالی۔

سوال نمبر ۱:۔ کیا سرکار والا نے وجود آب شب عاشور یا صبح عاشورا کو کہیں موثق ومعتبر ہے لکھا؟

جواب نمبر ۱:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نہیں میں نے کہیں موثق ومعتبر نہیں لکھا ہے۔ اسے بعض علماء نے اپنے کتب میں درج فرمایا ہے بس اس کے سوا کوئی وثوق واعتبار اس کا نہیں ہے۔

سوال نمبر ۲:۔ کیا سرکار والا امام حسین علیہ السلام اور اصحاب کی سہ روزہ تشنگی کے قائل نہیں ہیں یا حضور والا کو اس میں کوئی شک ہے؟

جواب نمبر ۲:۔ بلاشک وشبہہ سہ روزہ تشنگی کا قائل ہوں۔

سوال نمبر ۳:۔ کیا سرکار والا اس پر مصر ہیں کہ خواہ مخواہ وجود آب کی روایت مان ہی لی جائے؟

جواب نمبر ۳:۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔

سوال نمبر ۴:۔ کیا جناب والا کا یہ خیال تھا یا ہے کہ مسودہ شہید انسانیت بالکل صحیح اور ناقابل ترمیم ہے؟

جواب نمبر ۴:۔ نہیں میں نے ایسا کبھی خیال نہیں کیا ہے۔

سوال نمبر ۵:۔ کیا سرکار والا اس کے مقر نہیں ہیں کہ مسودہ شہید انسانیت میں بعض امور قابل اصلاح وترمیم تھے اور ہیں؟

جواب نمبر ۵:۔ بے شک اس میں بعض امور قابل ترمیم ہیں۔

سوال نمبر ۶:۔ کیا حضور والا زیر بحث مسودہ شہید انسانیت کو دوبارہ بعینہٖ چھپوانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا اس کا کبھی ارادہ ظاہر کیا ہے؟

جواب نمبر ۶:۔ نہیں ایسا میرا ارادہ نہیں ہے۔ نہ اس کا کبھی ارادہ ظاہر کیا ہے۔

---

[1] اختر فیض آباد، ۴ جولائی ۱۹۴۵ء۔

سوال نمبر ۷:۔ کیا سرکار والا کے علم میں مسودہ شہید انسانیت دوبارہ طبع ہوا ہے یا صرف ایک بار؟

جواب نمبر ۷:۔ یقیناً وہ صرف ایک بار طبع ہوا ہے۔

سوال نمبر ۸:۔ کیا حضور والا کی نظر میں کوئی شخص جو توہین امام حسین علیہ السلام کرے شیعہ کہا جاسکتا ہے؟

جواب نمبر ۸:۔ ہرگز نہیں بلکہ قصداً توہین کرنے والا مسلم بھی نہیں ہے؟

سوال نمبر ۹:۔ کیا سرکار والا خلافت خلفاء ثلاثہ کو برحق سمجھتے ہیں؟

جواب نمبر ۹:۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۰:۔ کیا سرکار والا کے نزدیک قاتلین عثمان خاطی اور جہنمی اور اس طرح کے باغی تھے جیسے نبی یا امام سے بغاوت کرنے والا؟

جواب نمبر ۱۰:۔ نہیں ہرگز نہیں۔

دستخط علی نقی النقوی عفی عنہ

۸ رجب ۱۳۶۴ھ

مکتوب گرامی حضرت سید العلماء مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب محترم ایڈیٹر صاحب اختر تسلیم۔ اختر کے تازہ پرچہ میں آپ کی غیر جانبدارانہ رائے نظر سے گزری۔ میں اس کے پہلے برابر یہ اعلان کرتا رہا ہوں کہ مجھے مسودہ شہید انسانیت کے کسی ایک لفظ کے باقی رکھے جانے پر اصرار نہیں ہے۔ نیز یہ بھی اعلان کر چکا ہوں کہ میری نظر میں خود کچھ تبدیلیاں کتاب میں ضروری ہیں۔ اس کے بعد یہ آپ کا مشورہ کہ کتاب کو ان اجزاء کے نکالے جانے کے بعد شائع کیا جائے جن پر کسی جماعت کو اعتراض ہو رہا ہے میرے لیے یقیناً قابل قبول ہے۔ میں آپ کو اس بے لوث معتدل طریقہ کار پر جو آپ نے اپنے اس تبصرہ میں اختیار کیا ہے مبارکباد دیتا ہوں۔

والسلام

دستخط علی نقی النقوی عفی عنہ

۱۰ رجب ۱۳۶۴ھ

شہید انسانیت کے متعلق جناب مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ کا بیان[1]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدیر محترم تسلیم۔شہید انسانیت کے بارے میں کچھ عرصہ سے قوم شیعہ کے ایک طبقہ میں جو اضطراب رونما ہو گیا ہے۔اس کو دیکھتے ہوئے میں نے ابتداء ہی میں چند بیانات اخبار ''سرفراز'' لکھنو میں شائع کئے۔ جن کا مقصد اصلاح حال اور قوم میں سکون پیدا کرنا تھا۔مگر میرے ان بیانات سے بعض حضرات کو اختصار کی شکایت ہے اور ایک زیادہ واضح بیان کی ضرورت بتائی جا رہی ہے۔اس لیے حسب ذیل بیان بغرض اشاعت روانہ کیا جاتا ہے:

''شہید انسانیت''کتاب کسی خاص شخص کی طرف سے نہیں پیش کی جا رہی تھی بلکہ وہ ایک ایسے ادارے کی طرف سے پیش کرنے کے لیے مرتب کی گئی تھی جس کے ارکان اور مجلس مصنفین ہر شعبہ میں غیر شیعہ اور غیر مسلم افراد بھی موجود ہیں۔

ذاتی طور پر اور عہدہ کی حیثیت سے اب مجھ پر دو ذمہ داریاں تھیں۔ایک اپنے ضمیر اور عقیدہ کی بناء پر یہ کہ عقائد شیعہ اور مفاد ملت حقہ کا تحفظ لازمی ہے۔دوسری اس حیثیت کے لحاظ سے کہ مجھے ایک ایسے ادارے کی طرف سے کتاب مرتب کرنا ہے جس میں غیر شیعہ افراد بھی موجود ہیں اور کتاب ایسی ہونا چاہئے جسے وہ بھی اپنی جانب منسوب کر سکیں۔

میں نے حتی الامکان ان دونوں پہلوؤں کی حفاظت کی یعنی ایک طرف دوسرے پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ شیعہ معتقدات جن کا تذکرہ اہل سنت گوارا نہیں کر سکتے کہ اگر اس کتاب میں اس طرح نہیں لکھے گئے جس طرح خود میں نے اپنی دوسری کتابوں میں لکھے ہیں یا اب جو ذاتی کتاب لکھی جائے اس میں لکھے جا سکتے ہیں۔تو دوسری طرف واقعات کے تسلسل میں اجمال کے پردوں میں،ابہام کے طریقوں سے ملت حقہ کے صحیح عقائد کی حفاظت بھی کر دی جائے۔اس طرح کہ ملت شیعہ کے خلاف کتاب سے کوئی فائدہ بھی نہ اٹھایا جا سکے اور غیر شیعہ افراد اسے اپنی طرف منسوب بھی کر سکیں۔

---

[1] رضاکار، لاہور، مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۴۵ء۔

مجھے احساس تھا کہ یہ کام مشکل ضرور ہے اور میں چاہتا تھا کہ اس بارے میں ہر طبقہ اور خیال کے لوگوں کی رائے اور ان کے جذبات کا اندازہ کیا جائے۔ اسی لیے میں نے چاہا کہ اس کا پہلا ایڈیشن بہ طور استصواب شائع ہو جائے اور قبل مختتم اور قطعی حیثیت میں شائع ہونے کے وہ لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچ جائے۔ اس اعلان کے ساتھ کہ جس کو کوئی اعتراض ہو، جس کی کوئی رائے ہو۔ جس کو کوئی مشورہ دینا ہو وہ ادارے کو مطلع کر دے تاکہ انہی اعتراضات، انتقادات اور مشوروں کی روشنی میں اس کتاب کی دوسری مرتبہ تالیف و تدوین ہو اور وسیع اشاعت کی جائے۔ میں سمجھتا تھا کہ نیک نیتی کے ساتھ اس بارے میں جو اعتراضات ہوں گے جو مشورے دے جائیں گے جو نکتہ چینیاں کی جائیں گی۔

وہ ہمارے مقصد کی تکمیل کا ذریعہ ہوں گی۔ اسی لیے میں نے اعتراضات سے کوئی ناگواری محسوس نہیں کی نہ ان کو جواب دینے کی کوشش کی۔ اس لیے کہ وہ اعتراض ت تو میری خواہش کے مطابق اور میرے مقصد کے لیے معین و مددگار تھے۔ مگر ایک طبقہ نے بجائے علمی حیثیت سے اعتراض و انتقاد کے ہنگامہ آرائی اور شورش مناسب سمجھی۔

چونکہ میرا مقصد ہرگز خدانخواستہ اپنی جماعت کے کسی مفاد کو نقصان پہنچانا یا جذبات کو مجروح کرنا نہیں تھا بلکہ نیک نیتی کے ساتھ ایک کوشش تھی۔ اس بات کی کہ مختلف اقوام کو حسینیت کے نقطہ پر جمع کیا جائے۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے کارنامہ جاوید کی عظمت کو سب کی طرف سے متفقہ طور پر ظاہر کیا جائے اور اس لیے مجھے خود اپنی قوم کے مفاد اور جذبات کی قدر تھی اور ان کے ساتھ ہمدردی تھی اور یہ بھی امکان محسوس ہوتا تھا کہ کسی مقام پر تعبیر مطلب میں فرد گذاشت ہوگئی ہو۔ جس کی وجہ سے کسی کو میری مراد کے خلاف توہم پیدا ہوتا ہو۔

اسی لیے میں نے ایک لحہ بھی ضد اور کد سے کام نہیں لیا۔ بلکہ یہ اعلان کر دیا کہ مجھے ایک لفظ کے بھی باقی رکھے جانے پر اصرار نہیں ہے۔ بلکہ ایڈیٹوریل بورڈ میں تمام اعتراضات پر غور کیا جائے گا اور مناسب تبدیلیاں کی جائیں گی۔ اس کے بعد جب یہ خیال کیا گیا کہ میں صرف دوسروں کے اعتراضات کو رسمی طور پر پیش کروں گا۔ لیکن خود اس کے خلاف بحث کروں گا اور ہر جزو کے باقی رکھنے پر اصرار کروں گا تو اس غلط فہمی کے دور کرنے کے لیے میں نے یہ اعلان کیا کہ یہ خیال درست نہیں ہے۔

بلکہ تمام اعتراضات پر غور کر کے میں خود تبدیلیاں تجویز کروں گا اور ایڈیٹوریل بورڈ میں پیش کروں گا۔ میرے خیال مین نیک نیتی کے ساتھ تحفظ مفاد شیعیت کا مقصد حاصل ہونے کے لیے یہ صورت مناسب تھی کہ ایڈیٹوریل بورڈ میں ان تمام چیزوں کو پیش کر دیا جاتا اور وہاں سے ہر اعتراض پر غور کر کے مناسب تبدیلیاں ہو جاتیں مگر اس کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ رفع نزاعات کے لیے تمام و کمال اس کتاب کا ادارہ سے واپس لینا مناسب ہو گا۔ اس وقت یہی معلوم ہوتا تھا کہ اس واپسی کے بعد تمام نزاع ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ میں نے کتاب واپس لے لی اور اس اعلان واپسی کی بناء پر ادارہ کی مجلس عاملہ کی طرف سے بھی اس کو کالعدم کر دیا گیا۔ اس کے بعد چند دن ایسا محسوس ہوا کہ ہنگامہ فرو ہو گیا۔

مگر پھر ایسا معلوم ہوا کہ ہنوز روز اول ہے۔ اعتراضات جو اس سلسلہ میں کئے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ تعبیر مطلب میں کسی کوتاہی کا نتیجہ ہیں جیسے ڈاکٹر وحید مرزا صاحب کی انگریزی عبارت کے ترجمہ مشرکین کے خیالات بیان کرتے ہوئے انہیں یہ محسوس ہوا کہ یہ نرا پاگل نہ تھا اور بعض مقامات پر بغاوت یا باغی کی لفظ کا اطلاق۔

حالانکہ مراد وہاں وہ نہیں ہے جو معترضین الفاظ سے پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر زیادہ تر ایسے ہیں جو غلط بیانی پر مشتمل ہیں یا ان میں تحریف سے کام لیا گیا ہے۔ یا نوعیت تحریر پر غور نہیں کیا گیا ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ اس کتاب میں قاتلان حسین علیہ السلام کو شیعہ کہا گیا ہے بالکل غلط الزام ہے۔ بلکہ اس میں شیعیان کوفہ سے قتل امام حسین علیہ السلام کے الزام کو رفع کیا گیا ہے۔ یہ کہنا کہ اس کتاب میں خلفائے ثلاثہ کی مدح ہے یا ان کی خلافت کی حقیقت کو ظاہر کیا گیا ہے بالکل غلط ہے۔ بلکہ اس میں ایسی چیزین موجود ہیں جن سے شیعی نقطہ نظر سے ان کی خلافت کا ابطال ثابت ہو جاتا ہے۔

یہ اور بات ہے کہ وہ ایسے طریقہ سے ہیں جن کو سنی جماعت بھی مسترد نہ کر سکے اور ناگواری محسوس نہ کرے۔ ان کی خلافت کی کامیابی دنیاوی طریقہ پر مذکور ہے جو شیعہ نقطہ نظر سے معیار حقانیت نہیں ہے اور مسلم الثبوت خلیفہ ان کے خود ساختہ اصول کی بناء پر ہے جس اصول ہی کو شیعہ نہیں تسلیم کرتے۔ اور اسی اعتبار سے ان کے مخالف گروہ کی کوششوں پر بغاوت کا اطلاق کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عام طور پر غیر مسلم سلطنتوں تک کی مخالفت کرنے والوں کو باغی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ سلطنتیں کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتیں نہ ان کے مخالف شرعی حیثیت سے باغی کی تعریف میں داخل ہیں۔

جب کہ کتاب کے اندر وہ چیزیں موجود ہیں جن سے شیعی نقطہ نظر سے اس حکومت کا حکومت جور ہونا ثابت ہوتا ہے اور اس لیے ہرگز یہ کتاب شیعوں کے خلاف حربہ نہیں بن سکتی سب سے زیادہ وہ چیز جس پر

عوام میں ہیجان پیدا کیا جاتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کا ایک خیمہ میں غسل اور آداب طہارت ادا کرنے تشریف لے جانا ہے۔ اس بارے میں بالکل غلط طور پر یہ چیز پھیلائی گئی ہے کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی تشنگی کا معاذ اللہ منکر ہوں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ تشنگی امام علیہ السلام ایک مسلم اور متواتر حقیقت ہے ساتویں سے پانی بند ہونا بھی یقینی ہے تین دن تک امام علیہ السلام، اصحاب امام علیہ السلام اور اطفال امام علیہ السلام کا شدائد تشنگی اٹھانا بھی مسلم ہے۔ خود شہید انسانیت میں ۲۲ جگہ امام علیہ السلام کی پیاس اور سہ روزہ تشنگی کا ذکر ہے۔

لیکن اس کے ساتھ کتابوں میں مختلف اوقات میں بعض اصحاب یا اعزا مثلاً حضرت عباس علیہ السلام یا حضرت علی اکبر علیہ السلام کا اٹھویں یا نویں کو پانی لانے کا ذکر ملتا ہے اور اسی کے ساتھ بعض کتابوں میں شب عاشور یا صبح عاشور غسل کا تذکرہ بھی ہے۔ کبھی علماء نے اس کے پہلے ان روایات پر نقد و تبصرہ نہیں کیا۔ اور نہ ان کے خلاف اس سے پہلے آواز بلند کی گئی۔ اس بناء پر میں نے بھی دو جگہ اس کا تذکرہ شہید انسانیت میں کر دیا۔ جس کے ساتھ میرے زاویہ خیال میں ہرگز یہ تصور نہ تھا کہ اس کو امام علیہ السلام کی تشنگی کی نفی کے مرادف سمجھا جائے گا۔

نہ اس پر اس حیثیت سے کوئی ناقدانہ نگاہ ڈالی گئی۔ حقیقت امر یہ ہے کہ جس طرح سے احکام فقیہ کے استنباط میں احادیث کی جانچ کی جاتی ہے کہ روایت کی جانچ پرتال ہو اور صحیح یا حسن روایت قبول کی جائے اس طرح واقعات تاریخی کے تفصیلی حالات میں جانچ کی ہی نہیں جاسکتی۔

اس لیے کہ اس طرح سے روایات کی سند موجود نہیں ہے یا موجود ہے تو اس امر پر منطبق نہیں ہے اور جب تک کہ اس طرح کی روایات نہ موجود ہوں بحیثیت واقعہ کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ واقعاً ایسا ہوا۔ یہی صورت اس روایت کے بارے میں ہے کہ نہ وہ متواتر ہے نہ صحیح السند ہے۔ اس لیے ہرگز یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ واقعاً ایسا ہوا۔ ہاں تشنگی امام اور ساتویں سے قحط آب مسلم اور قطعی ہے اور اس کے خلاف جو روایت ہو وہ یقیناً رد کرنے کے قابل ہے۔

والسلام

علی نقی النقوی [1]

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

ترتیب و پیشکش: طاہر عباس اعوان

---

[1] اظہار حق، جعفر شیروانی، ص ۳۸تا۵۶۔

عکس کتب

آیت اللہ سید العلماء علی نقی (رہ)

آیت اللہ سید العلماء علی نقی نقن (رہ) کی گرانبہا کتب میں سے درج ذیل کتب مرکز کی دسترس میں ہیں اور ان کے عکس شائقین کی پیش خدمت ہیں جبکہ باقی کتب مرکز کو مطلوب ہیں:

(الف)

۱۔ آثار قدرت؛
۲۔ اصول دین اور قرآن؛
۳۔ اسلام کا پیغام پس افتادہ اقوام کے نام؛
۴۔ امامت ائمہ اثنا عشر اور قرآن؛
۵۔ اسلامی کلچر کیا ہے؟؛
۶۔ اسلام اور انسانیت؛
۷۔ اسلامی عقائد؛
۸۔ اسلامی نظریہ حکومت؛
۹۔ اصول و ارکان دین
۱۰۔ اسوہ حسینیؑ
۱۱۔ اسیری اہل حرم
۱۲۔ اثبات پردہ
۱۳۔ ابو الائمہ کے تعلیمات
۱۴۔ اگر کربلا نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟
۱۵۔ اسلامی تمدن
۱۶۔ امام رضاؑ
۱۷۔ امام منتظرؑ
۱۸۔ امامت
۱۹۔ اقالۃ العاثر فی اقامۃ الشعائر (عربی)
۲۰۔ ایمان بالغیب
۲۱۔ اسلام کا نظریہ حکومت
۲۲۔ اسلامی قانون وراثت

(ب)

۲۳۔ بنی امیہ کی عداوت اسلام کی مختصر تاریخ
۲۴۔ بین الاقوامی شہید اعظم حسین ابن علیؑ

(پ)

۲۵۔ پانچویں امامؑ

(ت)

۲۶۔ تقیہ
۲۷۔ تدوین حدیث
۲۸۔ تاریخ شیعہ کا مختصر خاکہ
۲۹۔ ترجمہ قرآن پاک بزبان اردو (سولہ حصے)
۳۰۔ تذکرہ حفاظ شیعہ (دو جلدیں)
۳۱۔ تاریخ اسلام میں واقعہ کربلا کی اہمیت
۳۲۔ ترجمہ سید علی نقی بقلم
۳۳۔ تاریخ اسلام (چار جلدوں میں)
۳۴۔ تعزیہ داری کی مخالفت کا اصل راز

۳۵۔ تحریف قرآن کی حقیقت

۳۶۔ تجارت اور اسلام

۳۷۔ تفسیر قرآن فصل الخطاب (سات جلدوں میں)

(ج)

۳۸۔ جبر واختیار

۳۹۔ جناب جنت مآب

۴۰۔ جناب غفران مآب

(ح)

۴۱۔ الحجج والبینات (عربی)

۴۲۔ حیات قومی

۴۳۔ حجج وبینات

۴۴۔ حسن مجتبیٰؑ

۴۵۔ حسن عسکریؑ

۴۶۔ حج

۴۷۔ حدیث حوض

۴۸۔ حقیقت اسلام

۴۹۔ حیات جاوداں

۵۰۔ حسینؑ اور قرآن

۵۱۔ حسینؑ اور اسلام

۵۲۔ حضرت علیؑ کی شخصیت علم واعتقاد کی منزل میں

۵۳۔ حسین ؑحسینؑ ایک تعارف

(خ)

۵۴۔ خمس

۵۵۔ خدا کا ثبوت

۵۶۔ خلافت اور امامت (چھ حصے)

۵۷۔ خطبات کربلا

۵۸۔ خطبات سید العلماءؒ

(د)

۵۹۔ دسویں امامؑ

۶۰۔ دیں پناہ است حسینؑ

۶۱۔ دعاسمات

(ذ)

۶۲۔ ذات وصفات

۶۳۔ ذوالجناح

(ر)

۶۴۔ رسول خدا

۶۵۔ ردوہابیت

۶۶۔ رہبر کامل

۶۷۔ رہنمایان اسلام

۶۸۔ روزہ

۶۹۔ رسالہ شریفہ فی تراجم مشاہیر علماء الھند

(ز)

۷۰۔ زکوۃ

۷۱۔ زندہ جاوید کا ماتم

۷۲۔ زندہ سوالات

(س)

۷۳۔ السبطان فی موقفھما (عربی)

۷۴۔ سید سجادؑ

۷۵۔ سیدہ عالم سلام اللہ علیہا

۷۶۔ سر ابراہیمؑ و اسماعیلؑ

۷۷۔ سرور شہیداں

۷۸۔ سفر نامہ حج

۷۹۔ سامان عزا

(ش)

۸۰۔ شہادت کبری (تبصرہ)

۸۱۔ شادی خانہ آبادی

۸۲۔ شہید انسانیت

۸۳۔ شیعیت کا تعارف

۸۴۔ شہید کربلا

۸۵۔ شجاعت کے مثالی کارنامے

۸۶۔ شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ

۸۷۔ شہادت زار کربلا

۸۸۔ شہدائے کربلا (تین حصے)

۸۹۔ شہادت حسینؑ کے اسباب

۹۰۔ شہید کربلا کی خاندانی خصوصیات

(ص)

۹۱۔ صحیفہ سجادیہ کی عظمت

۹۲۔ صادق آل محمدؐ

(ض)

۹۳۔ ضرورت مذھب

(ع)

۹۴۔ عزائے حسینؑ کی اہمیت

۹۵۔ عورت اور اسلام

۹۶۔ عشرہ محرم اور مسلمانان اسلام

(ف)

۹۷۔ فلسفہ گریہ

۹۸۔ فضائل امیر المومنین کی خصوصیات

(ق)

۹۹۔ قتیل العبرۃ

۱۰۰۔ قرآن کے بین الاقوامی ارشادات

۱۰۱۔ قانون وراثت

(ک)

۱۰۲۔ قاتلان حسینؑ کا مذہب

۱۰۳۔ قبہ و قبور

(ک)

۱۰۴۔ کربلا کا تاریخی واقعہ مختصر یا طولانی

۱۰۵۔ کشف النقاب عن عقائد عبد الوہاب (عربی)

(ل)

۱۰۶۔ لا تفسدوا فی الارض

(م)

۱۰۷۔ مذہب شیعہ اور تبلیغ

۱۰۸۔ مسلمانوں کی حقیقی اکثریت (واقعہ کربلا کا ایک خاص پہلو)

۱۰۹۔ مشاہیر علماء ہند

۱۱۰۔ منتخب العربی من الادب العصری (عربی)

۱۱۱۔ مباہلہ

۱۱۲۔ مقدمہ تفسیر قرآن

۱۱۳۔ محاربہ کربلا

۱۱۴۔ معاد

۱۱۵۔ مسائل ودلائل

۱۱۶۔ مجموعہ تقاریر (پانچ حصے)

۱۱۷۔ متعہ اور اسلام

۱۱۸۔ مادیت کا علمی جائزہ

۱۱۹۔ مذہب اور عقل

۱۲۰۔ مذہب شیعہ ایک نظر میں

۱۲۱۔ مذہب باب وبہاء (دو جلدیں)

۱۲۲۔ معراج انسانیت

۱۲۳۔ مقصود کعبہ

۱۲۴۔ مطلوب کعبہ

۱۲۵۔ مجاہدہ کربلا

۱۲۶۔ مقصد حسینؑ

۱۲۷۔ مراکز مہم شیعہ (خطی)

(ن)

۱۲۸۔ نہج البلاغہ کا استناد

۱۲۹۔ نوروز وغدیر

۱۳۰۔ نماز

۱۳۱۔ نظام زندگی

۱۳۲۔ نویں امامؑ

۱۳۳۔ نفس مطمئنہ

(و)

۱۳۴۔ وجود حجت

(ہ)

۱۳۵۔ ہمارے رسوم وقیود

۱۳۶۔ ہلاکت وشہادت

(ی)

۱۳۷۔ یاد اور یادگار

۱۳۸۔ یزید اور جنگ قسطنطنیہ

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن، لکھنؤ

بنی امیہ کی عداوت اسلام سے مختصر تاریخ

از

سرکار سید العلماء الحاج

مولانا السید علی نقی النقوی دام ظلہ

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ [illegible]

واقعۂ حسینؑ کی اہمیت

شخصیت، اسلام، مذہب اور تاریخ کے نقطۂ نظر سے

از

سرکار سید العلماء دام ظلہ

مطبوعہ

سرفراز قومی پریس، لکھنؤ

قیمت [illegible] [illegible]

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن، لکھنؤ

مجاہدۂ کربلا

از

سرکار سید العلماء الحاج مولانا السید علی نقی النقوی مجتہد العصر دام ظلہ

مطبوعہ

سرفراز قومی پریس، لکھنؤ

قیمت: چھ روپے

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ [illegible]

معراجِ انسانیت

سیرت رسولؐ و آلِ رسولؐ کی روشنی میں

از قلم

سرکار سید العلماء الحاج مولانا السید علی نقی النقوی مدظلہ

مجتہد العصر

طابع

سرفراز قومی پریس لکھنؤ

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

مقدمہ
تفسیر قرآن
مصنفہ
سید العلماء الحاج مولانا سید علی نقی النقوی
امامیہ مشن لکھنؤ کا باونواں تبلیغی رسالہ
لاتفسدوا فی الارض
از افادات
جناب سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ
مجتہد العصر دام ظلہ العالی
مطبوعہ
نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ
نہج البلاغہ کا استناد
مصنفہ
متعہ اور اسلام
مصنفہ
مجتہد العصر

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ

رہنمایانِ اسلام

سرکار سید العلماء الحاج مولانا
السید علی نقی النقوی دام ظلہ،

مطبوعہ
سرفراز قومی پریس، لکھنؤ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ

قرآن کے بین الاقوامی ارشادات

از قلم

عمدۃ العلماء مولانا سید علی نقی النقوی مجتہد العصر

ومن نظمه رزقنا الله من تقوى الاقارب

هذا كتاب مبين ما فيه جهل ومين

[illegible]

رسالة

﴿اقالة العاثر﴾

في

﴿اقامة الشعائر﴾

تأليف العلامة الفقيه البارع السيد علي نقي النقوي اللكهنوي
دام فضله

طبعت على نفقة بعض اهل الخير من التجار زادهم الله شرفا

حقوق الطبع محفوظة للمؤلف

(طبع بالمطبعة ﴿ الحيدرية ﴾ في النجف الأشرف)
(سنة ١٣٤٨ هجرية)

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ

تہذیب کے خاندانی خصوصیات
اور
فنکارانہ روایات

از

سرکار سید العلماء الحاج مولانا السید علی نقی النقوی دام ظلہ

مطبوعہ
سرفراز قومی پریس لکھنؤ

۱)عبارت مناقب ابن شہر آشوب ہے:

چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ ۱۳۰ احوال سید الساجدین میں کہتے ہیں:

ان الحسین علیہ السلام لماحضرہ الذی حضرہ دعا ابنة فاطمة الکبری فدفع الیھا کتاباً ملفوفاً و وصیة ظاھرة الخبر.

حسین نے جس وقت وہ واقعہ پیش آیا جو پیش آیا یعنی شہادت تو آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ کبریٰ کو سامنے طلب فرمایا اور ان کو ایک لکھا ہوا کاغذ لفافہ بند جو وصیت نامہ تھا سپرد کیا۔

۲)عبارت بحار الانوار۔ ۳)عبارت ناسخ التواریخ ان میں بھی "دعا ابنة فاطمة الکبری "لکھا ہے ان عبارتوں میں لفظ فاطمہ موصوف اور کبریٰ اس کی صفت ہے ،حاصل مراد یہ ہے کہ حضرت سید الشہداءؑ نے اپنی شہادت کے قریب، اپنی صاحبزادی فاطمہ کبریٰ کو طلب کیا اور صحیفہء ملفوفہ اور وصیت کو ان کے سپرد فرمایا اور جب سید الساجدین کو صحت حاصل ہوئی تو فاطمہ کبریٰ نے اس امانت کو حضرت کے حوالہ کر دیا۔ اس سے جناب سید الشہداءؑ کی اولاد میں فاطمہ کبریٰ کا موجود ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن در حقیقت لفظ کبریٰ جو ان عبارتوں میں مذکور ہے صفت فاطمہ کی نہیں بلکہ لفظ ابنة کی صفت ہے معنی یہ ہیں کہ حضرت نے اپنی بڑی صاحبزادی فاطمہ کو طلب کیا اور یہ امر بالکل درست اور صحیح ہے اس لئے کہ فاطمہ کا سکینہ سے بڑا ہونا قابل انکار نہیں۔

حقیقت حال یہ ہے کہ ان عبارتوں میں لفظ کبریٰ بعد لفظ فاطمہ اشتباہاً بسبب غلطی کاتب واقع ہو گیا ہے والاّ دراصل اس کے بعد لفظ ابنة اور قبل لفظ فاطمہ ہونا چاہئے کیونکہ ان عبارات میں یہ حدیث مذکور ہے اس کو اکابر علماء محدثین نے اسی طرح روایت کیا ہے کہ اس میں لفظ کبریٰ بعد لفظ ابنة واقع ہے چنانچہ شیخ اجل

ابو جعفر محمد بن حسن القمی (جو امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں شمار کئے جاتے ہیں) اپنی کتاب "بصائر الدرجات" میں لکھتے ہیں:

حدثنا محمد بن احمد عن محمد بن الحسینؑ عن ابن سنان عن ابي الجارود عن ابي جعفر قال ان الحسینؑ لما حضره دعا ابنة الكبرى فاطمة فدفع اليها كتاباً ملفوفاً ووصية ظاهرة ووصية باطنة وكان علي ابن الحسینؑ مبطوناً لايرون الا انه لما به فدفعت فاطمة الكتاب الي علي ابن الحسینؑ.

ثقۃ الاسلام ابو جعفر محمد ابن یعقوب کلینی کتاب کافی میں دوسرے راویوں کی اسناد سے اسی حدیث کو نقل کرتے ہوئے:

دعا ابنة الكبرى فاطمة بنت الحسینؑ فدفع اليها كتاباً ملفوفاً

تحریر فرماتے ہیں۔

علی ابن الحسین المسعودی نے کتاب اثبات الوصیۃ میں اس حدیث کو اسی طرح روایت کیا ہے، علیٰ ہذا القیاس علامہ مجلسی بحار الانوار میں اور آقائے دربندی اکسیر العبادات میں اسی طرح ناقل ہوئے ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ باعتبار عمر فاطمہ بڑی تھیں یا سکینہ تو گو اس امر کا تصفیہ عبارات کتب مندرجہ صدر ہی سے ہو جاتا ہے تاہم مورخین نے صاف الفاظ میں اس کی صراحت کر دی ہے چنانچہ تاریخ رسل وملوک ابو جعفر محمد ابن جریر طبری کی جلد آٹھ صفحہ ۳۸۱ میں مرقوم ہے:

فقالت فاطمة بنت الحسینؑ وكانت اكبر من سكينه

یہی عبارت تاریخ کامل ابن اثیر جزری مطبوعہ مصر جلد چار صفحہ ۳۵ میں اور فصول المہمہ ابن صباغ مالکی مطبوعہ ایران صفحہ ۲۰۵ اور نور الابصار سید مومن شبلنجی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۶ میں موجود ہے۔

لہٰذا یہ سمجھنا کہ ان کو فاطمہ کبریٰ کہتے تھے صحیح نہیں ہو سکتا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی جدۂ ماجدہ جناب فاطمہ کبریٰ کے ہم نام ہونے کی وجہ سے بنام فاطمہ صغریٰ مشہور تھیں ،چنانچہ علاّمہ طبرسی نے احتجاج میں سید ابن طاؤس نے لہوف میں فخر الدین طریحی نے منتخب میں علاّمہ مجلسی نے بحار میں اور علاّمہ عبداللہ نے مقتل عوالم میں علی بن عیسی نے کشف الغمہ میں نورالدین سمہودی نے جواہر العقد میں علاّمہ مزی نے تہذیب الکمال میں ولی الدین خطیب نے رجال مشکوۃ میں "فاطمۃ الصغریٰ بنت الحسین" ہی تحریر کیا ہے ،جب حضرت کی اولاد دختری میں صرف ایک ہی فاطمہ ہیں تو وہی فاطمہ کبریٰ اور وہی فاطمہ صغریٰ کیسے ہو سکتی ہیں بلکہ ان کا حسب صراحت علماء مذکور الصدر فاطمہ صغریٰ ہونا ہر طرح ثابت ہوتا ہے، بحار الانوار جلد عاشر صفحہ ۳۵ کشف الغمہ صفحہ ۱۷۳ صحیح ترمذی مطبوعہ دہلی صفحہ ۶۰، مشکوۃ المصابیح مطبوعہ دہلی کہ ان سب میں جناب سیدۃ النساء سے حدیث نبوی کو فاطمہ بنت الحسینؑ کی زبانی بیان کرتے ہوئے:

«عن فاطمة بنت الحسين عن فاطمة الكبرى» تحریر کیا ہے ،اسی طرح کتب الدلائل محمد بن جریر طبری امامی کی عبارت میں لفظ «عن شبيه بن لغامه عن فاطمة الصغرىٰ عن فاطمة» اور جواہر العقد میں نورالدین سمہودی کی عبارت میں «و رواية فاطمة الصغرا من الكبرىٰ وان كانت رسلته ابو الحجاج نسياتي ماتقوى به» اور تہذیب الکمال مزی کی عبارت میں جملہ «روى منها انس بن مالك الى ان قال وفاطمة الصغرىٰ بنت الحسين عليه السلام بن على بن ابى طالب مرسلاً» اور اسماء الرجال مشکوۃ کی عبارت میں عنوان «فاطمة الصغرى هى فاطمة الصغرى بنت الحسين عليه السلام» کا مطلب اس پر دلالت کرنا بالکل صاف اور واضح ہے۔[1]

---

[1] مجاہد اعظم ص ۳۰۶تا۳۰۹۔

کسی حد تک مسئلہ روشن ہو چکا ہے، بحث اختصار کے دامن سے بہت آگے جا چکی ہے لہذا اسی جگہ پر ہم اپنی تحقیق کو روکتے ہیں خصوصیت کے ساتھ فاطمہ صغری کا مدینہ میں رہ جانے ے رد میں علماء اعلام کے اقوال اور انکی تصریحات اور باقی جوابات کی تائیدات اصل کتاب کی طباعت کے ساتھ پیش کریں گے ان شاءاللہ۔ سر دست شائقین تحقیق آیۃ اللہ سید ناصر حسین ناصر الملت کے فرمان اور کتاب مجاہد اعظم ص ۲۴۴ واکلیل المصائب تنکابانی، سعادت الدارین نجفی وغیرہ کی طرف رجوع کرنے کے علاوہ شہید محراب آیۃ اللہ سید محمد علی قاضی طباطبائی تبریزی کی کتاب تحقیق اول اربعین کی اس عبارت کو غور سے پڑھیں۔

اما فاطمه صغری در مدینه مانده باشد در کتب امامیه به نظر نرسیده یعنی اصل ناقل وجود او و ماندنش در مدینه از کتب سنی‌ها شهرت یافته و به بعضی کتب امامیه از آنها نقل شده و در اغلب کتب معتبره سنی‌ها هم نقل نشده است.[1]

الاحقر الفانی

طاہر عباس اعوان ولد غلام عباس اعوان

قم۔ ایران

۲ محرالحرام ۱۴۳۲ بروز اتوار ھ۔ق

---

[1] تحقیق اول اربعین ص ۶۸۵

تالیف: آیت اللہ سید حاجی آل محمد صاحبؒ

ناشر: مطبع ریاضی امروہہ

تاریخ: ۱۳۲۳ھ۔ق

کچھ از قلم: طاہر عباس اعوان

مؤلف کے بارے میں

جناب حاجی آل محمد بن حاجی اصغر حسین صاحب امروہوی (۹شوال ۱۲۲۴۔۱۳۲۵ھ۔ق)

۹شوال ۱۲۲۴ھ کو آپ امروہہ میں پیدا ہوئے، کتب صرف ونحو ومنطق وطب وفقہ امروہہ میں اور پھر مجتہدین لکھنو سے لکھنو میں پڑھیں، تکمیل علوم دین کے لیے عراق کا سفر کیا اور علمائے عراق سے کتب معقولات و منقولات پڑھنے کے بعد وہ مقام پایا کہ اپنے امثال واقران میں ممتاز ہوگئے ۱۲۹۸ھ میں مع اپنے والد ماجد کے زیارات عتبات عراق سے مشرف ہوئے اور ۱۳۰۰ھ میں حج وزیارات مدینہ سے مشرف ہوئے اور ۱۳۲۴ھ میں دوسرا سفر عراق کا اپنے فرزند سید آل یسین وزوجہ کے ساتھ کیا، علم عروض میں مہارت کے علاوہ آپ شاعر بھی تھے۔

علمی صلاحیتیں

آپ نے قصائد عربیہ، فارسیہ، اردو، ومسدس، سلام، ومراثی یادگار چھوڑے ہیں، عبقات الانوار پر آپ نے ایسی تقریظ لکھی کہ نصف فقرات عربی اور نصف فارسی تھے۔

جناب فردوس مآب میر حامد حسین نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ این تقریظ لائق تقریظ است۔ ادیب ایسے ہیں کہ ایک خط آپ نے جناب آیۃ اللہ شیخ مازندرانی کو تحریر فرمایا ہے کہ جو غیر منقوطہ ہے اور ایک خطبہ میں الف نہیں آیا اس خط کے جواب میں آقای مازندرانی نے تحریر فرمایا کہ« ماهذه من بشران هذا من ملك كريم من سلامة طه و حم»، پھر لکھا ہے کہ «افكرني في صنيع فصاحته و بديع بلاغته»

بقول آقای نوگانوی، امروہہ میں آپ میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ کے ممبر بھی رہے اور نواب لفٹنٹ گورنر جنرل کے دربار میں شریک ہوئے حکام وقت اور نواب لفٹنٹ گورنر کی چیٹھیاں آپ کے پاس موجود ہیں جو ڈیپوٹیشن سادات امروہہ کا جناب سرکار نواب صاحب رام پور مرحوم مغفور کی خدمت میں گیا تھا تو آپ بھی اس میں شریک تھے اور آپ کی تصانیف سے یہ کتابیں ہیں:

وفات

آپ نے ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں رحلت فرمائی اور خالق حقیقی سے جا ملے۔

آثار

۱. سبحۃ الجواہر (در حال علماء)؛
۲. وطعن النصول در قصہ قتل عثمان؛
۳. ودافع الشکوک والاوہام در بحث امامۃ؛
۴. ومثنوی نان خشک فارسی وعربی؛
۵. وحلیۃ الاولیاء در بحث متعۃ النساء؛
۶. والالقام الاحجار فی افواہ الاشرار ردِ اعتراض تعزیت امام مظلوم؛
۷. رسالہ بیان حاسم رد نفی عروسی جناب قاسمؑ؛
۸. وزاویہ حاویہ در مطاعن معاویہ اس کا نام کنج حاویہ بھی ہے؛
۹. گلزار ارجنت موسوم بتصویر کربلا مشتمل بر حالات تاریخی کربلا و سرور الہموم فی جواز البکاء علی الحسینؑ المظلوم؛
۱۰. وورِ شاہوار (در احوال رسول مختار)؛
۱۱. ومثنوی سبعہ سیارہ در معجزات جناب امیر؛
۱۲. وقرضاب تفسیر بعض آیات قرآن؛
۱۳. ونتائج فکریہ در ابطال خلافت بکریہ؛
۱۴. ودستور الخیول در علاج اسپان؛
۱۵. وغضب البتول علی الاصحاب النبی العدول؛
۱۶. درۃ البیضاء فی اثبات حق فاطمۃ الزہراء اردو؛
۱۷. غازہ شاہد در نفی عروسی جناب قاسم؛
۱۸. اللہ الصمدُ عربی در اصول دین مطبوعہ۔

اس پر علمائے عراق وہند کی تقریظات ہیں جو سب غیر مطبوعہ ہیں ان تقریظات کے متعلق صاحب تذکرۂ بے بہا لکھتے ہیں، اور اکثر جناب مصنف نے نحیف کو دکھلائی ہیں۔[1]

۱۔ تذکرۂ بے بہا، ص۸۷، چاپ جدید؛ تذکرہ علماء امروہہ، ص ۳۱؛ مطلع انوار ص ۴۰۰۔

متن کتاب

حمد اس خدا کی مقدس ذات کو زیبا ہے، جس نے ہر شئے کو پیدا کیا ہے اور نعت اس پیغمبر ﷺ آخر الزمان کے لایق ہے جو سب پیغمبروں پر رتبہ میں فایق ہے، اسم پاک اون کا محمد ﷺ ہے اور دوسرا احمد ہے اور منقبت حیدر کرار وصی احمد مختار سے ایمان کی جلا ہے۔ انکے مداح کو بہشت میں گھر ملا ہے۔ اما بعد ہیچمدان حقیر ترین زائران ضعیف ترین حاجیان سید آل محمد ابن زبدۃ الحاج عمدۃ الزوار سید اصغر حسین سلمہ اللہ المنان یہ عرض کرتا ہے، کہ ان روزوں میں بسبب علم کی ترقی کے میرے دل نے یہ چاہا کہ ایک تاریخ ارض مقدس کربلا کی لکھوں۔ جب اس کو لکھنا شروع کیا۔

تو اس میں تاریخی واقعات کے لحاظ سے حضرت قاسم پسر امام حسن کی دامادی کا حال بضمن عدم صحت واقعہ مختصراً لکھا۔ درصورت اسکی تحقیق نہ ہونے کہ اس فعل کا معصوم پر افترا اور بہتان ہے جو بہت بڑا گناہ ہے اور اس وضعی واقعہ کا رواج اور شیوع اس حد کو پہنچ گیا ہے کہ عام طور سے مرثیوں کو کتابوں میں لکھا جاتا ہے اور شہر بشہر مہندیاں اٹھائی جاتی ہیں۔ اور ممبروں پر بیان کیا جاتا ہے۔ بعض محبان واثق اور دوستان صادق کی یہ استدعا ہے کہ کسی قدر بسط سے حال جدا اس رسالہ تاریخی سے لکھ کر چھاپ کرایا جاے۔ بنابرین، ان اوراق میں جدا لکھ دیا اور رسالہ کا تاریخی نام (غازہ شاہد) رکھا۔ وباللہ التوفیق وبہ نستعین وانا اشرع المقصود بعون اللہ الودود۔

واقعہ نینوا اور سانحہ کربلا میں باتفاق علماء مورخین اصدقا، جناب قاسم اور حسن مثنیٰ پسران حضرت امام حسن سبز قبا شریک مصائب امام حسین سید الشہداء ضرور تھے۔ نکاح حضرت قاسم جناب فاطمہ کبریٰ امام حسین علیہ السلام کی دختر سے ثابت نہیں ہوتا۔ صاحب روضۃ الشہداء نے یہ دامادی کی روایت بلا سند جس کو شتر بے مہار کہتے ہیں، نہیں معلوم کس اعتماد پر لکھ دی، جو رفتہ رفتہ ذاکروں اور واقعہ نگاروں میں مشہور ہو گئی

، کہ جناب امام حسین نے اس بی اطمینانی کی حالت میں حضرت قاسم سے اپنی بیٹی کا عقد حسب وصیت جناب امام حسن علیہ السلام روز عاشورہ وقت شہادت حضرت قاسم کر دیا اور دس گیارہ سال کی وصیت کو اطمینان کے وقت چھوڑ کر اس آفت کے وقت پر موقوف رکھا اور کبھی مدینہ منورہ میں اس پر عمل نہ کیا۔ اس حیرت انگیز واقعہ کو روضۃ الشہداء سے ہم آیندہ نقل کریں گے اور دکھلائیں گے کہ اس روایت سے ہی اس واقعہ کی تکذیب ہوتی ہے۔ میں نے جو اس واقعہ کا حال تلاش کیا، تو یہ امر ظاہر ہوا کہ ہمارے علماء کرام کی قدیمی کتابوں خصوصا کتب احادیث میں کہیں اسکا پتہ نہیں چلتا۔

ارشاد شیخ مفید اور مثیر الاحزان ابن نما اور لہوف ابن طاؤس اور کشف الغمہ علی عیسی اربلی اور بحار الانوار علامہ مجلسی میں جو دیکھا تو ان کتابوں میں کچھ بھی اسکا اثر نہیں، ہر چند امالی شیخ صدوق نسب اور خاص فضائل کی کتاب نہیں مگر اس میں واقعہ کربلا سلسلہ وار لکھا ہے۔ اور ناقلین اسی واقعہ میں لکھتے ہیں مگر اس میں بھی نہیں پایا۔ جناب ملا باقر مجلسی جلاء العیون میں انکے عقد کے بارے میں فرماتے ہیں "وقصہ دامادی او در کتب معتبرۃ بنظر این حقیر نرسیدہ است" اور منافع کثیر بیاض مشرف علیخان جس میں فتوی علماء کرام کے ہیں اس میں جواب سلطان العلماء طاب ثراہ کا بجواب ایک سوال کے اس طرح لکھا ہے۔

سوال:

مراسم حنا بندی و آتشبازی و تفنگ‌ها سردادن درست است یا نه؟

جواب:

جناب اخوند رحمه‌الله نوشته‌اند که: «روایت دامادی حضرت قاسم علیه‌السلام در کتب معتمده بنظر نرسیده. (والله یعلم)

پھر دوسری جگہ اسی میں ہی سوال حال صحت عقد فاطمہ کبری دختر جناب امام حسین علیہ السلام با حضرت قاسم بن الحسن علیہ السلام در واقعہ کربلا یا قبل ازین چیست جواب این امور مفصلا وارد نگشتہ، یہ

جواب بھی جناب سلطان العلماء طاب ثراہ کا ہے۔ اور جناب مولانا محمد حسن قزوینی "ریاض الشہادت" میں فرماتے ہیں:

«علماء شیعه در کتب مقتل و مورخین در تواریخ مختلف نقل کرده‌اند،و حکایت دامادی او را نیز فاضل مجلسی مذکور نساخته،و فرمود که حدیث آن بنظر نرسیده اما شیخ فخر الدین طریحی که از جمله علماء امامیه است و مرد بزرگی است در فخری نقل و مستند بروایت نموده. و ملا حسین کاشفی نیز در روضه الشهداء از کتب مقتل‌ها و تواریخ ایراد نمود.»

محمد بن سلیمان تنکابنی قصص العلماء میں تحریر فرماتے ہیں کہ فخر الدین طریح نجفی مصیبت کے اخبار مراسیل اکثر نقل کرتے ہیں۔

پس انکا نقل کرنا بسبب مرسل روایت نقل کرنے کے سند نہیں ہو سکتا۔ اور ملا مہدی نراقی نے جو محرق القلوب میں اس روایت کو دامادی نقل کیا ہے، اسکا حال یہ ہے کہ وہ مطلق ایراد ہے، کسی روایت معتبر سے بشروط مستند نہیں کیا علاوہ برین قصص العلماء میں ہی کہ محرق القلوب میں ایسی خبریں ہیں کہ انکا اعتبار نہیں اور اخبار ضعاف بلکہ مظنون الکذب ہیں۔ اور فاضل تنکابنی یہ بھی لکھتے ہیں کہ اسرار الشہادۃ آقا دربندی کی بعض مقامات میں بے اعتباری کی رو سے ہم مرتبہ محرق القلوب کے ہے۔

چنانچہ فاضل نراقی کے ذکر میں جو محرق القلوب کا ذکر کیا ہے، اس میں لکھا ہے:

«لیکن بسیاری از اخبار آن کتاب را اعتمادی نیست و از اخبار ضعاف بلکه مظنون الکذب و یا مقطوع الکذب است و این فقیر را حواشی برهامش آن کتابست.»

اور پھر بعد چار سطر کے لکھا ہے:

و کتاب آخوند ملا در بندی در بعضی از مقالات تالی محرق القلوب است.

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۳۴

سامانِ عزا

از قلم حقیقت رقم

سرکار سید العلماء مولانا سید علی نقی النقوی

مجتہد العصر مدظلہ العالی لکھنؤ

قیمت ۔ ۔ ۔

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور نمبر ۳۰

صحیفۂ سجادیہ کی عظمت

*

از افادات

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی مجتہد العصر لکھنؤ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور نمبر ۳۶

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرکارِ دو عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ

کی حیاتِ طیبہ کا مختصر تعارف

از قلم معجز رقم

سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی

مجتہد العصر لکھنؤ

قیمت ۲ آنے

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۳۵

ذوالجناح

(دوسرا ایڈیشن)

[illegible]

(ناشر)

از قلم معجز رقم

علامۃ الوریٰ سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ مجتہد العصر

قیمت ۔ ۔ ۔

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

سیّدۂ عالمؑ

مخدومۂ کونین سرکار عصمت حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی حیات طیبہ کا مختصر تعارف

از قلم معجز رقم :-

سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی

مجتہد عصر لکھنؤ

قیمت

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

رہبر کامل

سرکار ولایت حضرت علی علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی کا پُرمغز تعارف

از قلم معجز رقم

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ

مجتہد العصر

قیمت

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

نماز

از قلم حقیقت رقم

سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی

مجتہد العصر

قیمت

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن نمبر ۱۴۳

پیغمبرؐ کی شہنشاہی

از قلم

حضرت سید العلماء مدظلہ

محصول ار

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

علیہ السلام

امام رضا

شہنشاہ خراسان سلطان العرب والعجم امام ضامن ابوالحسن علی ابن موسیٰ الرضا علیہ التحیۃ والثناء علیہ السلام کے سوانح حیات کا مختصر خاکہ

از قلم حقیقت رقم

سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی

مجتہد العصر

قیمت [illegible]

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۴۲

پانچویں امام

سرکار علوم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے مختصر سوانح حیات

از قلم حقیقت رقم

سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی

مجتہد العصر لکھنؤ

قیمت [illegible]

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

دسویں امام

مصنفہ

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی

مجتہد العصر لکھنؤ

قیمت [illegible]

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

علیہ السلام

نویں امام

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے مختصر تذکرہ علم فضل اور مختصر سوانح حیات

از قلم حقیقت رقم

سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی

مجتہد العصر لکھنؤ

قیمت [illegible]

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۹
اسلامی نظریہ حکومت
از
افادات حضرت سید العلماء علامہ علی نقی النقوی مجتہد العصر
مسائل و دلائل
مصنفہ
حضرت سید العلماء مولانا السید علی نقی النقوی
مجتہد العصر دام ظلہ
سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۲۶
ضرورت مذہب
از قلم حقیقت رقم
سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی
مجتہد العصر لکھنؤ
سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور
نمبر ۱۲
مادیت کا علمی جائزہ
از قلم حقیقت رقم
سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی مجتہد العصر
مدظلہ العالی

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور نمبر

محاربۂ کربلا

از قلم تحقیق رقم

سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی مجتہد العصر لکھنؤ

قیمت

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ

شجاعت کے مثالی کارنامے

(دوسرا ایڈیشن)

از افادات

سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی

مجتہد العصر مدظلہٗ

قیمت

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

عورت اور اسلام

(دوسرا ایڈیشن)

از افادات

سرکار سید العلماء علامہ الحاج سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ

مجتہد العصر مدظلہٗ

قیمت ۱۹ پیسہ

امامیہ مشن کا ترجمان تبلیغی رسالہ

فخر قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۲۲
حج
از قلم
سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ
مجتہد العصر
قیمت ۲ آنے
حسین اور اسلام
حضرت سید العلماء ابو الحسن سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ
سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۳۹
حسنؑ مجتبیٰؑ
علیہ السلام
از قلم معجز رقم
سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی
مجتہد العصر لکھنؤ
سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور
بین الاقوامی شہید اعظم
حسینؑ ابن علیؑ
(دوسرا ایڈیشن)
سرکار سید العلماء علامہ الحاج سید علی نقی النقوی
مجتہد العصر مدظلہ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

حسن عسکریؑ

از قلم حقیقت رقم

سید العلماء علامہ علی نقی النقوی
مجتہد العصر لکھنؤ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

سید سجادؑ

سلسلۂ امامت الٰہیہ کے چوتھے تاجدار گراں بہا
حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام
کی حیات طیبہ کا مختصر تعارف

از قلم معجز رقم

از سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی
مجتہد العصر لکھنؤ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ

حسینؑ اور قرآن

از قلم

سرکار سید العلماء مدظلہ

سرفراز قومی پریس لکھنؤ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان

آثارِ قدرت

از قلم

سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی مجتہد العصر لکھنؤ دام ظلہ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور
شیعیت کا تعارف
(دوسرا ایڈیشن)
از قلم حقیقت رقم
سرکار سید العلماء علامہ الحاج سید علی نقی النقوی
مجتہد العصر مدظلہ
سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور
عشرۂ محرم اور مسلمانانِ پاکستان
(دوسرا ایڈیشن)
تحریر
سرکار سید العلماء مولانا الحاج سید علی نقی النقوی صاحب قبلہ
مجتہد العصر دام ظلہ العالی
سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۵۱
شہادت زارِ کربلا
(دوسرا ایڈیشن)
از افادات
سرکار سید العلماء علامہ الحاج سید علی نقی النقوی
مجتہد العصر مدظلہ
سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۴۵
کوفہ جاتے ہوئے
حضرت امام حسینؑ نے مشیروں کا کہنا کیوں نہیں مانا؟
اگر واقعۂ کربلا نہ ہوتا
تو کیا ہوتا؟
از افادات
سرکار سید العلماء علامہ سید علی نقی النقوی مجتہد العصر دام ظلہ العالی
قیمت ۲ آنے

تحقیق زوال

از افادات

حضرت فخر المحققین سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

شہادت حسین کے اسباب

(دوسرا ایڈیشن)

از قلم حقیقت رقم

سرکار سید العلماء الحاج علامہ سید علی نقی النقوی

مجتہد العصر مدظلہ

قیمت

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

عزائے حسین پر تاریخی تبصرہ

از افادات

سرکار سید العلماء علامہ علی نقی النقوی مجتہد العصر

مدظلہ العالی

قیمت ۱۲

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور

اسلامی نظریہ حکومت

از

افادات حضرت سید العلماء علامہ علی نقی النقوی مجتہد العصر

آیت اللہ سید العلماء علی نقی (رہ)

بعنوان

شیخ الاجازہ

- اجازہ اول: آیت اللہ سید شہاب الدین المرعشی النجفیؒ
- اجازہ دوم: آیت اللہ سید محمد رضا الحسینی الجلالی دامت برکاتہ

(الخراسانی الحائری) و (الجلالی الکشمیری) وعلی

ای فقد قرت عینی بان جعل الله نجلی السید المفید

نجله الله برحمة خلفا صالحا من علمه وعمله اقاه[ما] الله

وجعله خیر خلف لذلك السلف ، حیث استجازنی

فارغا من اللازم رد الفرع الی اصله او اداء الامانة

الی اهلها فاجزته ان یروی عنی ما صحت لی روایته

عن جده المغفور له واضیف الیه روایة ما ساغ لی

روایته بجمیع طرق المذکورة فی کتاب "الاجازات"

الذی قد اطلع علیه کما ذکره عند العلامة المتتبع السید

محمد حسین الحسینی الجلالی دام ظله ووجوده الآن

یبقی منحصرا فی تلك النسخة فان النسخة الاصل

التی کانت عندی قد احترقت بالحریق الذی وقع

فی داری یوم العشرین من صفر الماضی فی الفتنة

بین الشیعة و المتسمین باسم السنة فقضت علی

مکتبتی التی کانت تحتوی علی بقیة آثار السلف

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله على ترادف نعمائه واستفاضة آلائه وفضائه الهداية الى طرق شكره
وثنائه والدلالة على سبل رضا نعمه وبلائه ونصلي على رسوله الكرام انبيائه
وافضل اصفيائه وعلى الائمة من ذريته وابنائه الحائزين قصب السبق في اتباع
اثره واقتفائه اما بعد فحيث كان التوسع في طرق الرواية عن الاساطين
الاعلام من اهل الدراية والتوصل بالاسناد الى معادن الوحي من الائمة الامجاد
مما جرت عليه سيرة السلف واقتفى آثارهم فيه الخلف واعتنى به المنقبون
من اولي الابصار واهتم به المنقبون من حفظة الاخبار والآثار كتب الي
من بلدة قم المقدسة العلامة العلم المفضال نادرة الفضل والكمال عمدة
العلماء العظام زينة الفقهاء الاعلام المتسنم من غارب المجد والعلياء ذروته
والآخذ من الشرف بوثقى عروته جمال الاسرة ومفخر العترة المتتبع المحدث
الخبير والمحقق المطلع النحرير مولانا الميرزا شهاب الدين ابو المعالي
الشهير بآية الله النجفي ابن فقيه الفحول فخر آل الرسول حجة الاسلام السيد
شمس الدين محمود بن السيد علي سيد الحكماء ابن السيد محمد المنجم ابن
السيد ابراهيم الحسيني الحسني المرعشي اللاهوري النجفي ادام الله ايام افاداته
واسكنهم فسيح الفردوس ورضاه جنانه كتاباً ابان فيه الاجازة له
في الرواية بطرق النخبة الاعاظم والاساطين من اجداده كتاب
النخبة بأسمائهم الى اعلام المحدثين حتى تنتهي الى معادن الوحي ومعادن

اجازة العلامة الفقيه آية الله السيد علي نقي النقوي الهندي دامت إفاضاته

الذين هم اصفياء رب العالمين عليهم صلوات الله اجمعين ولقد كنت ممن يعلم

مقدار نفسه ويعرف يومه من امسه ولم اكن لانزل نفسي منزلة المجيز

وارقيها مرتبة المجيز مع انّ فقد صحت متفرقات وصف العلامة المستجيز

باحسن ما يكون من التعظيم واخلع الجبلة بقلب صميم فصواو له بان يجيز من

ان يستجيز ولكن امتثالا لامره الشريف ملتزما هذه الخطة الخطيرة والغاية

الكبيرة فاقول ان طرق روايتي عن اجدادي الاعلام بالاجازة الغامضية

الصحيحة حبيبنا استاذ العلامة الاعلام آية الله الاشرفية الامام صاحب مناهج التدقيق

والتصانيف الكثيرة الشهيرة العلامة السيد حسين وابيه المؤسس المصلح

العظيم السيد دلدار علي قدس الله سرهما فان جدنا العلامة حجة الاسلام

السيد محمد ابراهيم ووالده عماد العلماء السيد محمد تقي وعمه سلطان العلماء

السيد محمد عليهم الرحمة والرضوان لكثرة ما يهمهم من الاحتياط والتثبت

في نقل الاخبار والآثار لم يجيزوا احدا من تلامذتهم في الرواية فلا يمكن

بوصلنا اليهم حسبما اعلم طريق اصلا والتي اتشرف الي بها من الطرق عدة

الاول روايتي بالاجازة عن والدي العلامة واستاذي الهمام

الفقيه المجتهد الموفق السيد ابو الحسن دام ظله عن العلم الكبير والحبر

الشهير المرحوم المبرور قدوة العلماء الحاج السيد آقا حسن النقوي

اللكهنوي وكان من المعدودين في الطراز الاول من علماء الهند في العصر

القريب توفي في سنة ۱۳۴۸ه عن جماعة واساتذه علم الفضلاء الفقهاء عماد العلماء

السيد مصطفى بن عمدة العلماء السيد محمد هادي بن السيد مهدي بن جنت مآب
العلامة السيد دلدار علي النقوي قدس اسرارهم المتوفى سنة ١٣٢٥ ه عن
المحقق الهمام والفقيه الاعلم علامة الفقهاء والمجتهدين السيد احمد علي المحمد آبادي
المتوفى في حدود سنة ١٢٩٥ عن اساتذته وسناده العلامة المجتهد الكبير مؤسس
الشريعة بارجاء الهند الفسيحة مولانا السيد دلدار علي بن السيد محمد معين النقوي
النصير آبادي اللكهنوي صاحب عماد الاسلام وغيره المتوفى سنة ١٢٣٥ ه عن مشايخه
ذكرهم الثاني ما اجازني به المحدث الخبير والمطلع النحرير مصنف كتاب الذريعة
الى تصانيف الشيعة في ستة مجلدات الشيخ محمد محسن المدعو بآقا بزرگ
الطهراني نزيل سامراء المشرفة دامت افاضاته عن منار الاسلام امام الحديث و
التفسير والكلام مولانا السيد ناصر حسين قدس سره بن العلامة صاحب العبقات السيد حامد حسين
اللكهنوي عن ابيه عن العلامة الشهير المكثر في التصنيف والتأليف المفتي السيد محمد عباس
الشوشتري اللكهنوي من آل الامام السيد نعمة الله الجزائري قدس سره المتوفى سنة ١٣٠٦
عن اساتذته العلامة جد جدنا سيد العلماء رحمه الله عن ابيه السيد دلدار علي
الثالث ما اجازني به العلامة الخبير والاديب المتتبع النحرير الشيخ فدا حسين
القرشي الصديقي دام ظله عن العلامة السيد ناصر حسين المتقدم ذكره باسناده
الرابع ما ارويه عن العلامة الاديب المفضال السيد كلب مهدي اعلى الله مقامه
المتوفى سنة ١٣٤٩ ه عن ابيه المرحوم المبرور السيد كلب باقر النقوي الجائسي

عن أستاذه الإمام الكبير آية الله العلامة السيد علي محمد بن سلطان العلماء السيد
محمد دام ظله المتوفى سنة ١٣١٢ وعن المرحوم المفتي السيد محمد عباس عن سيد العلماء.

الخامس ما رويه عن العلامة المحقق الفقيه الكبير السيد هبة الدين
الشهرستاني دام بقاؤه عن المرحوم العلامة السيد كلب باقر بالطريق
المتقدم. هذا ما تيسر لي إلى الآن من طرق الإجازة إلى حجة الإسلام العلامة صاحب
عماد الإسلام وأنا بعد بصدد تكثير الطرق وتوسيع نطاق الرواية عنه حسبما
تساعدني الظروف والأحوال فهو يروي عن أساتذة الأربعة وهم صاحب
الرياض والمهدي بن المرتضى السيد الطباطبائي والشهرستاني والشهيد
المشهد المقدس قدس الله أسرارهم جميعا عن الوحيد البهبهاني عن والده الأكمل
عن العلامة المجلسي بالأسانيد المعلومة. وقد أجزت العلامة المستجيز
سلمه الله أن يروي عني ما صح لي روايته عن هؤلاء المشائخ والأساتذة
الأعلام بالطرق المذكورة وسائر طرقي التي طويت عن ذكرها كشحا لما حققته
في كتابي ذكر طرقي إلى الأجلاء الأعلام خاصة فإني أروي جميع كتب الأحاديث و
الأخبار وجوامع العلوم الإسلامية عمن ذكره من الأجلة بالإجازة فإنها
عامة شاملة. ولقد أجزت روايتها للسيد الجليل [illegible] عني من مشائخي المذكورين
وأسأله الدعاء في مظان الإجابة وآخر دعوانا أن الحمد لله والصلاة على أوليائه
وقد كتبت الإجازة له ببعض هذه الطرق في النجف المقدسة في آخر [illegible]
سنة ١٣٤٢ ثم بدلتها بهذه الإجازة استيفاء للطرق والأسانيد يوم العشرين من جمادى الأولى
سنة ١٣٥٠ في ناحية قم المشرفة وأنا الأقل [illegible]

عکس

اجازات علماء الاعلام تشیع

بہ

آیت اللہ علامہ سید علی نقیؒ

اجازۃ
الروایت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي اجازلنا التحديث بجوائز نعمه وبره وجعل الحمد مجازا الى حقيقة شكره والصلوة على رسوله الداعي الى امره والصادع بنهيه وامره وعترته الهداة المهديين السالكين على اثره موارد علمه وجداول بحره وبعد فان من نعم الله تعالى التي لا اكاد احصيها والائه التي لا ابلغ الى وصف اوائلها فضلا عن اقاصيها ان وفقني بلطفه السابغ ورفده الرافغ للحضور لدى اعلام الدين واساطين الشرع المبين والاستفادة من علوم آل طه ويس بفضل تعاليم الاساتذة الكاملين وللاستجازة من المشائخ المرضيين وافاضل العلماء والمحدثين بطرقهم المعنعنة المتصلة بمهابط الوحي والتنزيل ومعادن الحكم والتاويل من النبي وآله الاطهار سلام الله عليهم آناء الليل واطراف النهار فكتبوا بفضلهم الاجازات متضمنة للطرق والروايات وان لم اكن لها بجدير ولا كنت من الخطر على نقير ولا قطمير ولكن الله سبحانه مظهر للجميل وساتر للقبيح واذا اراد الله بعبد خيرا انطق الالسن بذكراه وعطف القلوب لهواه وليس ذلك على الله بعزيز وقد اردت ان اجمع تلك الشذور الذهبية والعقود العسجدية اعني الاجازات المبعثرة في اوراق منتشرة كي لا تذهب ادراج الرياح وتبقى اثرا على مر الغدو والرواح وربما ثبت فيها تلك الاجازات بخطوط اصحابها الا ما كان مكتوبا على قطع اكبر من كتابي فاني استنسخته بخطي وما كان من الاجازات شفاهيا اذكره مشيرا الى طرقها بلا واسطة واما تفصيل الطرق والاسانيد فهو موكول الى كتابنا الكبير في الاجازة ورتبت هذه الاجازات على ترتيب صدورها.

آیت اللہ سید حسن بن ہادی صدرؒ (۱۲۷۲۔۱۳۵۴ھ۔ق)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي اجازنا التحديث بنعمته، ودلنا على صحاح براهين علمه وقدرته، وحملنا آثار عدله وحكمته ورحمته، وهدانا الى التمسك بقول الرواة عن رب السموات، محمد وآله الحجة على اهل الارض والسموات ثم الرحمة والرضوان على حملة آثارهم، ورواة حديثهم اما بعد

فقد كتب الي السيد الشريف ذو الفضل المنيف السيد علي نقي ابن العلامة السيد ابو الحسن النقوي اللكهنوي سلمه الله تعالى ان اكتب له اجازة رواية الاحاديث والاخبار الواردة عن الائمة المعصومين صلوات الله عليهم اجمعين وهو اهل بجدارتها فاستخرت الله واجزته ان يروي عني عن مشايخي في الاجازة وهم عدة ذكرتهم بطرقهم الى المعصومين في بغية الوعاة في طبقات مشايخ الاجازات منهم الشيخ الجليل المولى علي بن خليل الرازي الغروي مولداً ومنشأ ومدفناً عن عدة من مشايخه الاعلام اولهم المولى الفقيه شيخ عبد العلي الرشتي النجفي شارح الشرائع عن السيد بحر العلوم الطباطبائي عن مشايخه العظام اولهم المحقق الآقا محمد باقر البهبهاني عن والده محمد اكمل عن العلامة المجلسي بطرقه المذكورة في اربعينه

ومنهم السيد المتبحر الميرزا محمد هاشم الخونساري الاصفهاني صاحب اصول آل الرسول عن جماعة من الاعلام اولهم السيد الاجل العلامة السيد صدر الدين العاملي عم والدي عن ابيه السيد صالح عن ابيه

السيد محمد عن الشيخ الحر صاحب الوسائل بطرقه المذكورة في آخر الوسائل
ومنهم العلامة النوري صاحب مستدرك الوسائل بطرقه المذكورة
في خاتمة مستدرك الوسائل التي فيها روايته عن شيخنا الاعظم
الانصاري عن المولى احمد النراقي صاحب المستند عن السيد بحر
العلوم الطباطبائي عن الشيخ المحدث الشيخ يوسف البحراني صاحب
الحدائق بطرقه المذكورة في لؤلؤة البحرين (هيلولة) وبالطرق
المذكورة عن العلامة المجلسي عن جدنا السيد نور الدين عن اخويه
السيد محمد صاحب المدارك والشيخ حسن صاحب المعالم
عن الشيخ حسين بن عبد الصمد والد الشيخ البهائي عن الشهيد
الثاني الشيخ زين الدين بطرقه التي ذكرها في اجازته للشيخ حسين
بن عبد الصمد المذكور فليرو سلمه الله تعالى عن مشايخي بالطرق
التي اشرت اليها وهي جامعة لكل طرق علمائنا الامامية عند التأمل
في الاجازات الكبار لمشايخنا واليها المنتهية الى المحمدين الثلاث
الاوائل ارباب الكتب الاربع وغيرها والى طرقهم الى المعصومين عليهم السلام
فهي اجازة عامة لكل ما بايدينا من كتب الحديث والتفسير وسائر العلوم
فليرو ما شاء لمن شاء بحق روايتي بشرط الاحتياط وان لا ينساني
من الدعاء في دعواته زاد الله في توفيقاته حرره الاحقر حسن المشتهر
بالسيد حسن صدر الدين بن الهادي بن محمد علي بن صالح بن محمد بن ابراهيم بن زين
العابدين بن نور الدين بن علي بن الحسين الشهير [illegible] ابي الحسن الموسوي العاملي

١١ في شهر شوال
[illegible]

تحريره وتحبيره العالم الماهر آقا محمد باقر البهبهاني عن والده الأجل محمد أكمل ومنها عن العالم الجليل آقا السيد محمد كاظم الطباطبائي
طاب ثراه عن شيخه وأستاذه الشيخ مهدي بن الشيخ علي عن عمه المؤتمن الشيخ حسن عن أخيه الشيخ موسى عن والده
كاشف الغطاء عن بحر العلوم عن المولى البهبهاني ومنها عن آقا شيخ عباس آل كاشف الغطاء عمن صح له الرواية عنهم
ومنها عن سيد المتألهين وصدر المجتهدين آقا السيد إسمعيل بن السيد صدر الدين الموسوي عن مشايخه البارعين
طاب ثراهم ومنها ما صح لي روايته سماعاً وقراءة عن شيخي وأستاذي وعن أبي أستاذي العالم الرباني مولانا المحقق
السيد محمد عباس الموسوي التستري عطر الله رمسه وله حق الرواية إجازة عن شيخه وأستاذه سيد العلماء مولانا السيد
حسين عن شيخه وأستاذه وأبيه مولانا السيد دلدار علي عن مشايخه الأعلام أعلى الله مقامهم في دار السلام [illegible]
يتصل سلاسلها بالأسانيد المعتبرة إلى أئمة الهدى عن رسول الله (ص) عن جبرئيل عن الرب الجليل ومن وصيتي له سلمه الله
التردي بلباس التقوى والتمسك بالعروة الوثقى وملازمة الاحتياط فإنه سبيل الصراط ونصرة الدين بالقلم واللسان فإنها
فريضة الأعيان والمرجو منه أن لا ينساني في مظان الإجابات صالح الدعوات من دعاء المغفرة [illegible]
الخطيئات حرره الراجي مغفرة ربه ذي المنن السيد نجم الحسن
على عشر عشرة ذي القعدة الحرام سنة ١٣٤٩

الإجازة الثالثة

من الأستاذ الكبير والعلامة الشهير ذي الباع الواسع والذكر الشائع صاحب المصنفات المشهورة والآثار الباقية المأثورة المولى
السيد محسن بن السيد عبد الكريم بن السيد علي الأمين الحسيني العاملي نزيل دمشق الشام مولداً بالنجف الأشرف

آیت اللہ سید محسن بن عبد الکریم حسینی امین عاملیؒ (۱۲۸۴-۱۳۷۱ھ-ق)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وآله الطاهرين
مصابيح الهدى وحجج الله على اهل الدنيا وسلم تسليما

وبعد فقد استجازني الأخ في الله العالم العلامة والبارع
الفهامة ذو الذهن الوقاد والطبع النقاد وارث علوم
اجداده الطاهرين والمدئب نفسه في مطالعة اخبارهم
واحياء آثارهم والمحاماة عن حوزتهم والذب عن شريعتهم
سيدنا السيد علي النقي ابن حجة الاسلام الفقيه السيد
ابي الحسن ابن حجة الاسلام السيد ابراهيم ابن العلامة العلم
السيد محمد التقي صاحب التفسير ابن العالم العلم وبحر العلم
الخضم السيد حسين ابن العلامة المجتهد الكبير السيد
دلدار علي النقوي اللكنهوري صاحب عماد الاسلام
والتآليف الشهيرة من تلامذة آية الله بحر العلوم
الطباطبائي النجفي قدس الله اسرارهم فأجزت
له أدام الله فضله وافضاله واكثر في الفرقة الناجية
امثاله ان يروي عني جميع مؤلفاتي ومصنفاتي
وما صحت لي روايته بالاجازة عن شيخنا واستاذنا
الفقيه المحقق المدقق الورع الزاهد الشيخ محمد طه
نجف النجفي قدس الله سره عن شيخه الأفضل الورع الجليل
ابي الحسن مولانا الحاج ملا علي بن ميرزا خليل الطهراني

النجفي طاب ثراه عن العلامة الباهر الهمام قدوة علماء الاسلام
ابي محمد الشيخ محمد حسن بن الشيخ باقر صاحب جواهر الكلام والشيخ
الجليل الزكي الشيخ جواد بن الشيخ تقي ملا كتاب والسيد
المؤيد ذي السداد السيد محمد بن العلامة السيد جواد صاحب
مفتاح الكرامة والشيخ رضا بن الشيخ زين العابدين جميعا
عن السيد العماد العلامة السيد جواد صاحب مفتاح الكرامة
عن شيخه السيد الباهر صاحب الكرامات والبالغ في جمع
المكارم ابعد الغايات الامام العلامة السيد مهدي
المعروف ببحر العلوم الطباطبائي قدس اسرارهم
عن مشائخه العظام باسانيدهم المعروفة في كتب الرجال
وما صحت لي روايته بالاجازة عن السيد الجليل
الفقيه العلامة السيد محمد ابن السيد هاشم الرضوي
الموسوي المعروف بالهندي طاب رمسه عن مشائخه
منهم الثقة الجليل العالم النبيل الملا علي ابن الميرزا خليل
الرازي عن شيخه الامام المحقق المدقق الشيخ مرتضى الانصاري
عن مشائخه ومنهم ملا احمد النراقي عن ابيه ملا مهدي
عن مشائخ متعددين . وعنه عن صاحب الجواهر
والشيخ جواد ملا كتاب والشيخ رضا زين العابدين
والسيد محمد ابن السيد جواد صاحب مفتاح الكرامة عن
السيد جواد المذكور عن السيد مهدي بحر العلوم

[illegible]

عن مشائخه بطرق مختلفة معروفة في كتب الرجال
ومن مشائخ سيدنا السيد محمد الرضوي الهندي بلا واسطة
شيخ المتأخرين واستاذهم آية الله الشيخ مرتضى الانصاري
قدس سره الشريف بطرقه المختلفة واعلاها عن التقي
الملا احمد النراقي عن السيد بحر العلوم الطباطبائي عن مشائخه
وما صحت لي روايته بالاجازة عن السيد الجليل الفقيه
السيد محمد ابن السيد محمد تقي الطباطبائي عن السيد السند النور
اللامع والضياء الساطع السيد علي الطباطبائي صاحب
البرهان القاطع عن شيخه صاحب الجواهر عن شيخه السيد جواد
صاحب مفتاح الكرامة عن شيخه [illegible] السيد مهدي
الطباطبائي بحر العلوم بسنده المتصل الى اهل بيت
النبوة صلوات الله وسلامه عليهم
واوصيه ~~[illegible]~~ ادام الله حفظه وتوفيقه وتأييده وتسديده
بتقوى الله تعالى والورع وارجو منه ان لا ينساني من صالح
الدعاء ~~[illegible]~~
حرر بمدينة دمشق المحروسة في السابع عشر من شهر محرم الحرام
سنة ١٣٤٧ سبع واربعين بعد ثلثمائة والف
وكتبه بيمينه الداثرة اقل العباد عملا واكثرهم زللا العبد
الخاطئ محسن ابن المرحوم السيد عبد الكريم الأمين الحسيني
العاملي الشامي غفر الله له ولوالديه
والحمد لله وصلى الله على رسوله محمد وآله وسلم

آیت اللہ محمد حسین بن میرزا عبدالرحیم نائینیؒ (۱۲۷۷-۱۳۵۵ھ-ق)

الاجازة الرابعة

من امام المحققین ورئیس المدققین حجة الاسلام والمسلمین وآیة
الله فی العالمین استادی الاعظم وشیخی المعظم المیرزا محمد حسین
النائینی النجفی دام ظله کتبها الی مع قصر بخطه الشریف فی النجف الاشرف
یوم غرة صفر سنة ۱۳۴۷ھ واجازنی مرة ثانیة فی ۲۲ شهر رمضان سنة ۱۳۴۹ھ
فی طی اجازة اخری لیس هذا موضع ذکرها فقول فیها واجزت لذات
بهدی عینی جمیع ما صحت لی روایته من مصنفات اصحابنا الامامیة باسرها
وما رووه عن غیرنا بطرقی المنتهیة الی ارباب الجوامع العظام والکتب
الاصول ومنهم الی اهل بیت النبوة ومهبط الوحی ومعدن العصمة
صلوات الله علیهم اجمعین وارجو ان لا ینسانی من صالح دعائه انشاء الله
تعالی والسلام علیه ورحمة الله وبرکاته . الاحقر محمد حسین الغروی النائینی

آیت اللہ الشیخ محمد محسن معروف بہ آقای بزرگ طہرانیؒ (۱۲۹۳۔۱۳۸۹ھ۔ق)

الاجازة الخامسة

من العلامة الفاضل المتتبع الجليل الشيخ محمد محسن المعروف
بآقا بزرك الطهراني نزيل سامراء المشرفة صاحب الذريعة
الى تصانيف الشيعة في ستة اجزاء ونقباء البشر وسعداء
النفوس وغيرهما من الكتب القيمة وكانت اجازته لي شفاها
في النجف الاشرف يوم الجمعة العشرين من ربيع الثاني سنة ١٣٤٧
ثم استجزته هذه الاجازة كتابة عند مسيري الى سامراء في رجب
من السنة المذكورة واتممها ببعض طرقه الاخر فاجازة اخرى
منه لبعض اصحابنا اذكرها ملحقة بهذه الاجازة

بسم الله الرحمن الرحیم

سبحان من رفع السماء بلا استناد وسطح الارض بالجبال الاوتاد
وارسل السفراء لاخيار العباد وحذرهم عما يجازون به في يوم المعاد
فصلوات الله عليهم بما تحملوا من المشاق في المساعي في الابلاغ والانذار والارشاد
وصلى الله على سيدهم وخاتمهم المبعوث الى الكافة افضل البرايا في الغفار والبلاد
وعلى وارث علمه وحفظة شرعه واوصيائه الائمة المعصومين الهداة الامجاد
ما دار منطاق الاجازات على احاديث المجازات في يوم التناد وبعد
فلما من الله علينا بالدين المبين وحبانا بتصديق خاتم النبيين واوصيائه الائمة
المرضيين وعرفنا لزوم الاخذ منهم والتمسك بهم والولوج من بابهم فكلما نحتاج اليه
من مهام الفتيا والدين كما قال امير المؤمنين عليه السلام في وصيته لكميل بن زياد يا كميل
ما من حركة الا وانت محتاج فيها الى معرفة يا كميل لا تأخذ الا عنا تكن منا يا كميل
ما من علم الا وانا افتحه وما من سر الا والقائم عليه السلام يختمه ولكن لما اخرنا الدهر نحن
من المتشرعين بعدهم وعاقنا الزمان فلا نتمكن من الاخذ منهم شفاها وخفي فلم يبق لنا الا
من الرواة الثقات عنهم ولو بالوسائط واسهل طرق تحمل الحديث عن الرواة هو
الرواية بالاجازة في غيبة الروايات كما جرت عليها سنن السلف طبقة بعد طبقة
حتى صارت من سننهم الاكيدة لولا بلوغه الوجوب اجازة رواية الاحاديث باللفظ
والمكتوب وقد جمعت في عصرنا هذه قليلة من اجازات الاصحاب فضلا عنها انطاق
الكتاب فحصلت في عدة مجلدات كبار تكشف باستقصاء الكل او الجل الذي لا يكفيه
السنين ولا ينتهي الى الاعمار وكان ممن اقتفى هذا الاثر الظاهر الرائج واقتدى بعلم
الاقتداء بالسلف الصالح هو علم الاعلام وحامي حوزة الاسلام العالم الفاضل
العامل الباذل المتفوق على سائر الاقران والاتراب في عصره ريحان الشباب وقد
كشف عن حقيقة المقال الغير كشف النقاب عن وجه بدائع عبد الوهاب والمعرف

١٢٢٧

وهو يروي عن جماعة من تلامذة الشيخ الاكبر الشيخ جعفر كاشف الغطاء المتوفى
كلهم يروون عنه وهم الشيخ الافقه الاورع علي ابن الشيخ الاكبر والشيخ محمد تقي بن عبد الرحيم
الطهراني محشي المعالم المتوفى ١٢٤٨ واخيه الشيخ محمد حسين صاحب الفصول عنه
والعلامة صاحب الجواهر ومن مشايخ العلامة الجامع لفنون العلوم من المنقول
والمفهوم الاستاذ المتبحر الماهر فيها على العموم شيخنا الميرزا فتح الله ابن الحاج
محمد جواد النمازي الشيرازي الاصفهاني النجفي الشهير بالشيخ شريعة الاصفهاني المتوفى ١٣٣٩
وهو كما كتبه بخطه في اجازته لصاحب الجلالة يروي عن العلامة السيد حسين الكوه كمري
والميرزا محمد هاشم الاصفهاني والعلامة الشيخ محمد حسن بن هاشم الكاظمي المذكورين انفا
ويروي ايضا عن العلامة صاحب روضات الجنات الميرزا محمد باقر بن الميرزا زين العابدين
الموسوي الاصفهاني المتوفى ١٣١٣ وهو كما كتبه بخطه في اجازته لشيخنا الشريعة
في ١٢٩٥ يروي عن السيد حجة الاسلام الحاج سيد محمد باقر بن محمد نقي الموسوي المتوفى ١٢٦٠
تلميذ السيد الطباطبائي صاحب الرياض ويروي ايضا عن صاحب الضوابط تلميذ شريف
العلماء ويروي ايضا عن الشيخ محمد بن الشيخ محمد [illegible] شارح الشرائع وعن الشيخ محمد بن
الشيخ علي بن الشيخ الاكبر كاشف الغطاء المتوفى ١٢٦٨ كلاهما عن الشيخ حسن بن الشيخ
الاكبر كاشف الغطاء عن والده الكاشف ويروي صاحب الروضات ايضا عن والده
الاجل الميرزا زين العابدين بن ابي القاسم جعفر الحسيني الخوانساري المتوفى ١٢٧٥
مالك الاجازة اما الوالد فيروي عن والده ابي القاسم جعفر (يعني) بن [illegible] صاحب [illegible] العلوم
والسيد محمد مهدي بحر العلوم [illegible] المتوفى ١٢١٢ والمير سيد علي الامين الحائري
صاحب الرياض المتوفى ١٢٣١ ووالده السيد حسين الخوانساري [illegible]
ومن مشايخ شيخنا العلامة المتتبع الاتقى الشيخ محمد طه بن الشيخ مهدي بن الشيخ محمد رضا بن
الشيخ محمد بن الحاج نجف التبريزي النجفي المتوفى ليلة الاحد ثاني عشر من شوال ١٣٢٣
صاحب اتقان المقال في الرجال وغيره من الكتب الفقهية والاصولية وهو يروي
عن العلامة الزاهد حجة الاسلام الكبير الحاج مولى علي بن الحاج ميرزا خليل الطهراني النجفي
المتوفى ١٢٩٧ وهو يروي عن صاحب الجواهر وعن الشيخ جواد بن الشيخ تقي ملا كتاب

المذكور انفا

تتمه مهمه

ذكر دام علاه في مكتوب له الى اخينا البارع المفضال السيد
محمد صادق آل بحر العلوم دام فضله من مشايخه غير من ذكر في
هذه الاجازة نفراً آخرين اذ منهم الشيخ موسى بن الحاج محمد جعفر
الكرمانشاهي عن استاذه العلامة الحاج ميرزا محمد حسين الشهرستاني
وثانيهم الحاج السيد احمد الشهير بالكربلائي ابن السيد ابراهيم الموسوي
الطهراني الاصل الحائري المولد النجفي المدفن المتوفى ٢٧ شوال سنة ١٣٣٢
عن دعبس الاخوند المولى حسينقلي الهمداني وثالثهم الحاج ميرزا
حسين الطهراني والشيخ الفقيه الشيخ علي بن الحسين الخيقاني النجفي
كلهم عن الحاج المولى محمد علي بن الميرزا خليل الرازي وثالثهم الشيخ
محمد صالح بن العلامة الشيخ احمد بن الشيخ صالح بن طعان بن ناصر بن علي
الستري البحراني القطيفي عن خاله واستاذه الشيخ علي بن الشيخ حسن
علي بن سليمان بن الشيخ احمد آل حاجي البلادي عن شيخه واستاذه الشيخ
احمد بن صالح والد الشيخ محمد صالح المذكور عن الشيخ الانصاري والشيخ
راضي والحاج مولى علي الخليلي والشيخ محمد حسين الكاظمي (قال) بعد ذلك
اجزت له دام معاليه ان يروي عني جميع ما صحت لي روايته بحق اجازتي عن
هؤلاء المشايخ طاب ثراهم بطرقهم المشار اليها عن سائر مشايخهم الذين
ذكرتهم في اجازة السيد السند والحبر الاوحد مولانا الولي الوفي والسند
التقي النقي السيد علي النقي النقوي اللكهنوي دامت بركاته وجعلت هذه
الورقة تكملة لتلك الاجازة التي كتبتها باجابة الاستدعاء وتركت منها ذكر
جملة من الطرق لضيق المجال فليروِ عني عن هؤلاء المشايخ لمن شاء واحب
مراعياً لما اشترطه علي من التقوى والاحتياط عصمنا الله واياه عن الخطاء و
الزلل في القول والعمل . حرره بيمناه الجانية الواثقة اسيراً لدنيا الفانية
المسيئ الجاني الضعيف محمد محسن الطهراني الشهير بآقا بزرك
غفر الله له ولوالديه حامداً مصلياً مسلماً في عاشر ربيع الثاني ١٣٦٠

آیت اللہ محمد بن رجب علی بن حسن عسکری طہرانیؒ

الاجازة السادسة

من علماء الفضل والهداية ومثال الورع والعبادة شيخنا الميرزا محمد بن رجب علي بن الحسن الطهراني نزيل سامراء المشرفة دام ظله وهو ربيب السيد المجدد آية الله الميرزا محمد حسن الشيرازي قدس الله سره وكانت الاجازة لي شفاها في مشهد العسكريين سلام الله عليهما تجاه الضريح المقدس نحو جانب الرأس الشريف وهو في محل مصلاه بعد صلوة العشاء ليلة الاحد العاشر من رجب الحرام ١٣٤٧ هـ واوصاني من بعد الاجازة بوصايا نافعة ومواعظ بالغة وهو على ما ذكر لي يروي عن آية الله الحاج ميرزا حسين بن ميرزا خليل الطهراني وسيد المحققين السيد ابو تراب الخوانساري طاب ثراه بالاجازة العامة وعن غيرهما من بعض الاعاظم الكرام.

وقد اتبعها لي مع جماعة من المستجيزين بالكتابة في سامراء يوم ٢ ج ٢ سنة ١٣٥٠ هـ

هذه هي النسخة الاصلية من اجازة شيخنا
الميرزا محمد الطهراني التي تقدم ذكرها بخطه وتوقيعه وخاتمه

عنها كل عن جماعة منهم الميرزا محمد الشيرواني والشيخ جعفر القاضي وعنهم شيخ

الاسلام ابيه باسانيده عن الائمة عليهم السلام ومنهم المولى محمد باقر الواعظ

الجريبي عن اساتيده محمد بن محمد زمان والميرزا ابراهيم القاضي باسنادهما

عن مشايخهما عن الامير محمد حسين بن الامير محمد صالح وعنهما عن محمد

معصوم على وعن محمد قاسم بن محمد رضا الهزارجريبي الطبرسي جميعا عن مولانا

الاعظم وجدنا من طرف ام جدنا الاعلى السيد ابي القاسم الاصفهاني العالم

مولانا محمد باقر المجلسي باسانيده المتصلة اليهم صلوات الله عليهم الذكي

عن ارباب العصمة وعنهم

الحاوي ايا

و المجلد الخامس والعشرين من البحار

خارج بينه ومنهم المحدث العلامة الشيخ يوسف البحراني صاحب الحدائق بطرقه

في اللؤلؤة اما الثاني منها فقد اجزت لهم ان يرووا عني جميع مصنفات جميع علماء

الاسلام من الخاص والعام في جميع العلوم من التفسير والحديث والدعاء سيما الصحيفة

السجادية على منشيها الالف تحية التي هي زبور آل محمد والحديث سيما الجوامع الثلثة

المتقدمين الثلثة الاوائل التي عليها المدار الكافي والفقيه والتهذيب والاستبصار

والجوامع الثلثة الاواخر الوافي والوسائل والبحار والفقه والاصول والعربية

والرجال وجميع سائر العلوم من المعقول والمنقول عن مشايخه الكرام

العظام وهم جماعة منهم السيد السند المحقق السيد حسين الكوه كمري وخاتمة

والمجتهدين الشيخ محمد حسين الكاظمي والعالم المحقق الرباني المولى لطف الله المازندراني

والبحر الزاخر المسند الماهر الشيخ محمد باقر بن زبدة المحققين الشيخ محمد تقي الاصفهاني صاحب

الحاشية الكبيرة على المعالم صهر الشيخ الاكبر الشيخ جعفر والسيد الاريب الاديب الفقيه النبيه

الامام السيد محمد باقر الخونساري صاحب روضات الجنات ومن اخوة الحبر المتبحر الامير

الكلام و

هاشم

اسوة المحققين

هاشم عن وحيد عصره وفريد دهره الشيخ مرتضى الانصاري عن العلامة النراقي عن والده
احمد بن الفقيه العلامة المولى مهدي النراقي عن بحر العلوم عن الفريد البهبهاني عن والده عن
العلامة المجلسي باسانيده المذكورة تفصيلها بعينه في المجلد الخامس والعشرين من بحار و
في المجلد الخامس والعشرين من كتاب مستدرك الوسائل المتصل باهل البيت عليهم السلام واوصيهم
واخذ عليهم ما اوصاني واخذ علي مشايخي قدس الله تعالى اسرارهم من المحافظة على ما
هم عليه من تقوى الله ومراقبته في السر والعلانية والاخذ بالحائطة للدين في جميع امورهم
واتقوا الهوان بتجنبوا حب الدنيا الدنية ومن خاف عنها فانه راس كل خطيئة ولا يقربوا
الى الرياسة الا اذا ادعى التكليف الواجب اليه ذلك فقد ورد في الاجتناب عنها
انه ما ذئبان ضاريان في غنم غاب عنها رعائها باضر في دين المسلم من حب الرياسة
وروى الكليني رحمه الله انه قال عليه السلام ملعون ملعون ملعون من حدث نفسه بالرياسة
ولا باس بذكر ما وصانا ووعظنا به بعض مشايخنا الكرام اعلى الله تعالى مقامه
في دار المقام وهو العالم العلم العلامة والحبر المتبحر الفهامة جامع المعقول والمنقول
صاحب الكرامات الباهرات المرحوم ... الهداية من اهل الاخرة المحقق ...
ومن اصحابنا السيد الامام العلامة العابد الزاهد الورع المرتاض المجاهد ...
المحقق الانصاري الاعلامي سيدنا التستري قدس الله اسرارهم ادركت تشرفت
بحضور مجلسه في حضرة الشريف سنة الاحدى بعد الالف والثلثمائة ...
المقدس ... وكان قدس سره وحيدا في عصره من جهة في ... والاسلام ...
في الاخلاق ومعظم اصحابه ولم ير مثله ... ولا طرق سمعي كلاما اكثر ولا اشد ...

قليل من كثير منها الحياء والخوف والخشوع والخضوع الى غير ذلك ومن طرق تحصيل
الخوف في الصلوة مع الحضور فاذا قمت بين يدي ربك فاعلم انك بين يدي
ملك عظيم فاجمع نفسك ولا تدع ان يتفرق حواسك وتفكر في عظمته
جل جلاله ثم انو وقل الله اكبر فكبره بقلبك ثم بلسانك واعلم ان معك عدوك
هو الشيطان فيريد ان يضلك فتسيئ الادب في حضرة السلطان ولا يبقيه
احد ان يحيك حضرة الاحد جل جلاله فاستعذ بالله جل جلاله وقل اعوذ بالله
من الشيطان الرجيم ثم تبرك باسم ربك جل جلاله وقل بسم الله الرحمن الرحيم
وهكذا واعلم انك معامل مع السلطان وهذه المعاملة ربحها عظيم وخسرانها
عظيم فكما انك اذا عاملت فلان البقال اذا رضي عنك اعطاك حقيرا من البصل
على حسب شانه فكذلك اذا عاملت مع السلطان اذا رضي عنك يوليك على بلده
مثلا وكذلك اذا شتمت فلان البقال فغايته واحد عشر نبيرة فتقدر ان ترضيه
عنك بخلاف ما اذا اغضبت السلطان بترك الحقارة يأمر بقتلك ومنها زيارة
امير المؤمنين عليه افضل التحية والسلام فاذا وصلت الى باب حضرته الشريفة فاعلم
انك واقف على باب السلطان تريد ان تدخل عليه وانت لا تدري هل هو راض
عنك فيعطف عليك ام ساخط عليك يأمر بقتلك فينبغي ان لا تتكلم في حضرته
الشريفة مع احد ومنها ان تسجد في الليل سجدة طويلة وتكرر فيها الذكر ما شئت
او ما بين اربعين او المائة او الالف على مقدار طاقتك حتى تتعب نفسك ومنها ان [illegible]
ثم تتفكر في الموت مقدار نصف ساعة واعلم ان هذا اللباس الذي انت تلبس
[illegible]

ع

مع هذه الاعمال الفاسدة فهو محال فلا بد لك ان تتفكر في اعمالك في ليلك
نهارك وتبدل الاعمال الفاسدة المذمومة بالاعمال الصالحة الممدوحة حتى
تحصل التوبة ومن كلامه في طريق المجاهدة وتحصيل التقوى ما يقرب هذا (في بعض الايام)
المضمون قال اذا اردت ان ينتظم امور دينك وتحصل التقوى الصادقة فتقوم من
النوم قبل الفجر بساعة ولا تنام الى طلوع الشمس فان هذا الوقت ليس فيه بيع ولا (في الصيف في اثنا ساعتين)
شراء ولا درس ولا بحث ولا مجالسة مع الرفقاء فالوقت من فوقك فتفكر في نفسك
انك عبد لربك واذا قام العبد من نومه ينبغي ان تشتغل بخدمة سيده ومولاه
وتدعو بالدعوات المأثورة واذا اردت ان تتوضأ فتفكر في ان الناس في
القيامة على ضربين اما وجوههم مبيضة منورة واما مسودة مظلمة ثم
تسأل ربك ان يجعلك من الذين ابيضت وجوههم لا من الذين اسودت وجوههم
فتغسل وجهك وتقول اللهم بيض وجهي يوم تسود فيه الوجوه ولا تسود
وجهي يوم تبيض فيه الوجوه ثم تتفكر ان الناس يوم القيامة منهم من اوتي
كتابه بيمينه وهم الذين يخلع الله تعالى عليهم خلعة المغفرة ويدخلهم (فيهم)
الخلود في الجنة ويحاسبهم الحساب اليسير فتغسل يدك اليمنى وتسأل
الله تعالى ان يجعلك من الذين اوتي كتابهم بيمينهم وتقول اللهم اعطني كتابي
بيميني والخلد بالجنان بيساري وحاسبني (حسابا يسيرا) وهكذا فتصلي صلاة الليل
بقلب فيها خاضع ونفس فيها خاشعة وتشتغل بالتعقيب تلاوة
القرآن بطالبها الى ان ذكرها لك انشاء الله تعالى فاذا فرغت فتفكر في نفسك
واعلم انك لا تبقى في هذا العالم الفانيات فهو دار انما انت في عالم الغربة

الى هذه الدنيا الفانية لاجل آخرتك واعلم ان نفسك شريكتك في هذه التجارة التي
ربحها الجنة والرضوان وخسرانها موجب الخلود في النيران ولكنها شريكة
خائنة وعدوك ولكنها عدو نفسي لا يفعل ما تأمره الا بالقسر عليها فاقبل اليها
ببصرك وسمعك ولسانك وبطنك وفرجك ويديك ورجليك في
توصيتها فتقول لها يا نفس اقسم عليك بالله جل جلاله الا تخسرين في تجارتك
فانك ان خسرت وضيعت رأس المال هلكت واهلكتني واذا سلمت اليها
جوارحك واوصيتها بها فلا تغفل عنها فكيف تغفل عنها والحال انك اذا
اردت ان تسلمها الا لمن يتجر لك لا تسلم الا لمن تأمنه عليه ومع ذلك
لا تغفل عنه فانك توهمت انه يقع في الخيانة فاحفظ منه فان كنت هكذا مع
تحتفظ لمالك فكيف بك مع من لا تشك في خيانته وتعلم انه ينتظر ان
تغفل عنه في وقت فخسارتك لا تنجو منها ابدا واذا اوصيتها بهذا واقسمت
عليها ان لا تتوقف في الهلاك فانظر في شغلك في ذلك الوقت فان اردت
ان تحضر مجلس درس فلا فليكن نيتك في الحضور لوجه الله تعالى ولا تنس انت
عنها وانما يتعين عليها من حضوره قلبه في مجلس حب الدنيا ولم يكن غير الا حب
الله جل جلاله وانت تطلب ما في الفلاح والشهوات فلا اقل ان
يكون من قصدك المباهاة واعزم على ان لا تؤذي في ذلك المجلس احدا
ولا تجهل احدا ولا تغتاب ولا تستهزئ باحد واذا رأيتهم يغتابون
فان قدرت على ان تمنعهم بلين الكلام فان هذا الزمان يستهزئ فيه
من اراد ان يامر بمعروف وينهى عن منكر وان لم تقدر على شيء من ذلك
فلا

ولا ان تخرج من ذلك المجلس فانك بقلبك هائم فيه ولكن مقصدك
الفهم الا ان تنظر بفضلك على غيرك ومن كلامه تخلص يرمى في طريق الجماعة
وتحصيل التقوى في ما يقرب هذا المضمون اعلم اعباد الله ان اساس في بعض الايام
التقوى الصادق هو الحزن الشديد الدائم يكون في القلب فمن اراد حقيقة
التقوى فلا بد له من تحصيل ذلك الحزن فكما ان البناء لا يمكن تحققه بدون
اساس كذلك التقوى لا يمكن دخوله في القلب واستقراره فيه بدون
ذلك الحزن الشديد الدائم وعلامة ذلك ان لا تضحك حقيقة الضحك
ابدا ولا تضحك بوجهك وقلبك بل تبكي بقلبك وتضحك بوجهك و
يكون قلبك بحيث لا يصيبه عن الضحك ابدا وتكون حزينا في جل الحال
كما ورد في الحديث المؤمن بشره في وجهه وحزنه في قلبه فيظهر من هذا الخبر
الشريف ان المؤمن ليس له في قلبه بشر اصلا والاخبار بهذا المعنى كثيرة
وان شئت الاطلاع عليها فراجع الخطب والمواعظ التي وردت عن النبي
صلوات الله عليهم اجمعين التي وصفوا فيها المتقون واعلم انك
ان كنت حزينا في ساعة دون اخرى او يوم دون اخر او في غالب
اوقاتك وفي بعضها باللهو واللعب والضحك مشغولا وعن الحزن خاليا
عن اهله غافلا ولمعاصيك ناسيا وبدنياك مسرورا فلست
من زمرة المتقين وليس لك من التقوى حظ ولا نصيب فلا بد
ان يصير الحزن ملكة راسخة في نفسك وتحصيل هذا الحزن بان تتفكر
في سوء حالك وكثرة ذنوبك وانك غافل عن عيوبك وانك

آیت اللہ شیخ علی بن محمد رضا بن موسیٰ بن شیخ جعفر کبیر کاشف الغطاءؒ (۱۲۷۰ـ۱۳۵۰ھ ـ ق)

الاجازة السابعة

من الشيخ الاجل كبير الطائفة الجعفرية المتتبع المؤلف الخبير الشيخ علي بن الشيخ محمد رضا بن حفيد القائم الشيخ موسى بن الشيخ الاكبر كاشف الغطاء قده صاحب الحصون المنيعة في طبقات الشيعة في الاجلد واجازته هذه بخط نجله العلامة الكبير علم الشيعة الشيخ محمد الحسين صاحب الدين والاسلام والمراجعات الريحانية وغيرها مسجلة بتوقيع الشيخ المجيز وخاتمه الشريف

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل الحمد مجازا الى حقيقة رضوانه واجازة الى سبل احسانه والصلاة
على سيد انبيائه وخيرة من خلقه محمد وآله وبعد فان السيد الصفي والعالم الا
لمعي السيد علي نقي بن العلامة السيد ابو الحسن النقوي اللكهنوري ادام الله حراسته
قد رغب اليّ في ان اجيزه برواية الاحاديث التي صحت لنا روايتها بطرق الاجازة
عن اهل بيت العصمة ومعادن الوحي والحكم صلوات الله عليهم فوجدته من اهلها
وفي محلها لذلك فقد اجزته ان يروي عني عن مشايخي من العلماء الاعلام من
اعمامي واجدادي كشيخنا العلامة الفقيه الشيخ مهدي عن ابيه المحقق الوحيد
الشيخ جعفر عن ابيه ينبوع العلم والفقاهة جدنا الشيخ جعفر كاشف الغطاء
رضوان الله عليه عن استاده الوحيد البهبهاني اعلى الله مقامه والشيخ محمد
الفتوني رحمه الله بطرقهم المشهورة الى المحدثين الثلاثة اعلى الله درجاتهم
وعن شيخنا العلم العالم الرباني الشيخ جعفر الشوشتري قدس الله سره عن استاده
الشيخ الفقيه صاحب انوار الفقاهة الشيخ حسن بن الشيخ جعفر كاشف الغطاء
عن اخيه خريت الفقه الشيخ موسى بن جعفر عن ابيه كاشف الغطاء آه
عن مشايخه الاعاظم رضوان الله عليهم وعن استادي العالم الورع البركة
الشيخ محمد باقر عن ابيه العلامة الشيخ محمد تقي صاحب هداية المسترشدين
فقد اجزته ان يروي عني بروايتي وما صح لي اجازته عنهم الى ائمة الهدى ومنار
الحق سلام الله عليهم واوصيه ان لا ينساني من صالح دعواته وان لا يحيد عن
الورع والاحتياط ومن الله سبحانه نستمد لنا وله المعونة والتوفيق والسلام عليه

حرر في ٩ شعبان المعظم سنة ١٣٤[illegible]

الشيخ علي آل جعفر
كاشف الغطاء

آیت اللہ محمد علی بن محمد قاسم اردبادیؒ (۱۳۱۲۔۱۳۸۰ھ۔ق)

الاجازة الثامنة

من العلامة المفضال باقعة الفضل ونابغة الكمال آية الله الميرزا محمد علي الاوردبادي
دام علاه وهو ايضاً يروي عني فالاجازة بيننا مدبجة وكانت اجازتي له في [illegible]
في شوال سنة ١٣٤٧ هـ وهو يروي عن مشائخ كثيرين منهم استادنا العلامة
حجة الاسلام مولانا السيد محمد باقر اللكهنوي طاب ثراه بطرقه المذكورة في اجازته [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى وبعد فهذا ما توخاه
سيدنا الاخ الفضال العلامة الحجة سيد العلماء الاعلام
وسند الفقهاء الكرام العلم المفرد و[illegible] المحقق المدقق
نابغة دهره وعلامة مصره السيد علي النقي اللكهنوي الهندي
دامت بركاته من اجلاء طرقي واسانيدي الى علمائنا الاعلام
وكتبهم ومنهم الى مهابط الوحي ومعادن العلم ائمة الهدى صلوات
الله عليهم اجمعين والاجازة له برواية الاحاديث الشريفة
والكتب المؤلفة لاساطين الدين من الامامية عني بها و
بعد دوام فضله وانكاله له اجازات كتب الي بها لكهنو وتوقف
على الغاية القصوى من كل فضيلة وحرصه بان لا يعوزه اي
نادرة وحسن ظنه باخيه في الدين وعلي الرضا منه حدثه لتحرير
هذه الخاطرة ولم يكن لي مندوحة من اجابة طلبه فبادرت
الى سرد هذا البيان عسى ان يكون طلبه وان كان دون ذلك
فهو اولى من سبق جانب اخيه وسد دلالته ومن الله
استمد المعونة واليه ابتهل في ان يوفقنا جميعا لما يحب ويرضى
والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

آیت اللہ سید ابو الحسن نقوی ہندیؒ (۱۲۹۸-۱۳۵۵ھ-ق)

(والد سید العلماء علی نقی نقنؒ)

الاجازة التاسعة

من والدنا العلامة واستاذنا الفهامة حجة الاسلام والمسلمين ممتاز العلماء وفخر الملة سبط الفقيه المؤتمن مولانا السيد ابو الحسن دام ظله وهي طويلة مبسوطة في رسالة مستقلة مجلدة ننقل منها ما يلي

قال دام ظله بعد الخطبة والمقدمات الضافية

كيف كان فممن اجتهد لنيل تلك المرتبة السامية الجليلة والذي رجح العلية العظيمة الفاضل الفاصل وا لعالم الكامل الذي هو في محاسن صفاته على النقي في نفسه الذكي الالمعي اللوذعي مهجة قلبي وثمرة فؤادي نور عيني وفلذة كبدي السيد علي نقي لازال محفوظا عن الآفات مصونا عن العاهات فالاحرى ان اقول في حقه ما قال حكيم الفقهاء الربانيين وفقيه الحكماء الالهيين هادي الانام الى خير السبل استاد الكل في الكل الذي هو في الصفات على جد جدي السيد علي المعروف بدلدار علي طاب ثراه في اجازته لولده الاكبر قدوة المتكلمين اسوة المجتهدين دامغ رؤس الفرق الباطلة وضاربهم بالضربة الحيدرية العلم المفرد السيد محمد ره تبركا وتيمنا ملتقطا منها ما ينطبق على ولدي المسعد الاعز الرشيد وهذا لفظه انه طول الله عمره في ريعان الشباب فاق معظم الامثال والاقران و امتاز بترقيه مدارج الكمال عن اكثر ابناء الزمان رتع في رياض العلوم وكرع من عين الكمال وترقى اعلى معارج الفضائل وآل حاله الى احسن الحال واوشك ان يبيض المداد من اشراق ذكائه ويتنور قلوب اهل بيتنا بنور ضيائه ولعمري لو قلنا ان زيته يكاد يضيئ ولو لم تمسسه نار لم يكن مستبعدا ولو قلنا انه مطمح ومحل نظر حجة الله المنصور بعون الله لكان قولا مسددا كما هو مفاد

بعض الرؤيا بالصادقة في المنام اقول وان كان رؤياه نصا في المطلوب
اذ كان قربه الى جنابه اشد وتزلفه لديه ازيد ولم يذكر رؤياه في المقام
فان له تفصيله يقتضي محلا آخر غير المقام لكن جدي سلطان العلماء
السيد محمد فصله في رسالة مفردة وقد افتخر به بما هذا لفظه تحقيق
لي بان اتمثل مرتجلا بما انشده جدي وسيدي سيد الشهداء عليه
الآف التحية والثناء مرتجزا انا ابن علي الطهر من آل هاشم كفاني
بهذا مفخرا حين افخر قال وتشريح حديث ذلك المنام وتوضيح
قضية تلك الرؤيا على وجه التمام ما سمعته مرارا من ابي العلامة انه
رحمه الله رأى في المنام يوما من الايام حين ما كنت طفلا رضيعا
صغيرا ان جما غفيرا وجمعا كثيرا من الشيعة والموالي مجتمعون على
تل عال رفيع فرحين مسرورين مستبشرين فقضي رحمه الله منه
العجب وسئل واحدا منهم ما هذا الاجتماع وكيف ولم قال
قائل منهم اما تدري ان الامام الهمام خليفة الرحمن وصاحب
العصر والزمان حجة الله المنتظر المهدي عليه صلوات الله المنان
قد ظهر وخرج وهو جالس متجل على هذا التل الرفيع تجلي النور
على شاهق الطور وقد استضاء المكان بنور المكين فكان نورا
على نور واشتاق ابي الى زيارته عليه وعلى آبائه الكرام الآف
الصلوة والسلام وحداه شدة الشوق الى ان شمر عن ساق
الجد والاجتهاد ذاهبا زائرا قاصدا للحضور بحضرته ولما كان يحبني
حبا شديدا ولا يكاد يفارقني في اغلب الاحيان وكان دائما يضمني
الى صدره ويضعني في حجره اخذني في منامه وذهب بي الى زيارته
وعرج الى معارج ذلك التل الرفيع بقدم صدق وايقان و
حضر بحضرته وتمثل بين يديه وسلم عليه فرد عليه السلام عليه السلام

و رأیت الناس محدقون بالامام یسئلونه من کل جانب مسائل الحلال و
الحرام فسأله ابی اولا انی علی ای کتاب من کتب الاصحاب اثق و اعمل
به و علی ایّة فتوی من فتاوی فقهاءنا الماضین اعتمد فقال الامام علی
کتاب ابن بابویه او قال علی کتاب المفید و بالجملة سمّی واحدا من قدماء
العلماء لکنه لم یحضر ابی علی التعیین فقال ابی لما حضرت بحضرتک فلا حاجة
لی الی الرجوع الی کتاب و قول واحد من العلماء فسکت و قرر و تقریر الامام
کقوله حجة عند الاعلام ثم سأله بتوجه و یتکفل بحضانة و تربیة الولد الذی
فی حجری احضرته لتحضنه و تربیه فانجح مسئول ابی و اسعف مأموله
و تقبل ملتمسه بقبول حسن و دعا خادمة له فلما حضرت امرها ان تحضننی
و ترضعنی و تربینی و تدخلنی فی بیته فصرت من ذلک الیوم من اهل بیته
و فی کفالته و حضانته فبالها من بشارة ما اعظمها و اشارة ما اجلها و
اکرمها فلما ذهبت بی خادمة الامام الی بیته علیه السلام ترخص ابی
و رجع من عنده الی مسکنه و هبط من التل الرفیع فخطر ببال ابی انی کنت
احب هذا الولد حبا شدیدا و الآن کیف اراه و هو فی بیت الامام غائبا
عن بصری و کیف اصبر علی فراق ولدی فرجع الی قهقری الی جنابه و ارتقی
علی معارج ذلک التل مرة ثانیة و سأل الامام کیف و این اری هذا
الطفل و کیف اصبر علی فراقه فاشار بیمناه الشریفة الی ارض فسیحة و
وقال تراه هنا فاطمأن قلب ابی و عاد الی داره و استیقظ هکذا ذکر
ولده العلامة و استاذ الاساتذة تاج العلماء السید علی محمد طاب ثراه
فی کتابه احسن القصص و ها انا افصّل الرؤیا التی رأیت فی المنام
بعض اللیالی و لعلها کانت لیلة الجمعة انی اطلعت بنهج خاص قد
ذهب عنی ذکره علی ظهور الامام عجل الله فرجه و سهل مخرجه فسرت
مسرعا الی المحل الذی علمت فیه بوجود الامام علیه السلام فانتهیت

الى واد فيه قبة مضروبة فدخلت فيها قائلا في نفسي ماذا يعطيني ولي عصري فلو
حضرته ونظرت الى طلعته ولبس على وجهه نقاب لكن صورته المباركة لم تزل
في حافظتي مرسومة الى حين اليقظة وهو جالس على كرسي بهيئة القضاة
والناس بين يديه قياما متأدبين فلم يكن الا كان يرى رجلا وهو جالس شخصا
على احد ويكون منتظر الشخص آخر حتى يعطيه شيئا فاذا اتاه ذلك الشخص
اعطاه بلا مهلة من دون التفات النظر اليه فهكذا بمجرد حضوري بحضرة
الامام اعطاني عليه السلام سيفا عجيبا حسن المنظر في غمد احضر بيده
المباركة فاخذته فرحا وخرجت من الخيمة متقلدا السيف ولما استيقظت
من المنام كان اول الفجر الصادق ووقت فريضة الملك العلام وقد
طلبت تأويله من حضرة العلامة المؤتمن نجم العلماء مولانا السيد نجم الحسن
دام ظله بعد الاستخارة فقال ان السيف ابنك علي نقي قد اعطاكه الامام
عليه السلام وهكذا اول بعض الاحبة من الاقرباء فالرؤيا مع تعبيرها
صار نصا في المطلوب فان التعبير يطير على الرؤس وينطبق بما اول
المعبر كما هو ظاهر الخبر ثم انه تبرك بقبة الفاطمة المباركة فاضاف بمنه
وكرمه على ما اعطى من العلم حسن العمل والتنزه عن كثير من الخطأ و
الزلل برا بوالده ولم يعصني طرفة عين فجزاه عني خير ما جازى والدا
عن ولده وجعل غده خيرا من امسه واليوم الذي بين يديه انتهى كلامه
اقول فانه سلمه الله وابقاه والى اعلى مدارج الكمال رقاه في صغر سنه ونضارة
غصنه حال عدم تميزه لم يلاعب ملاعبة الصبيان وكان يجتنب عن صحبتهم كما
سمع ذلك في حق جدنا سيد العلماء السيد حسين وملاذ العلماء السيد ابي الحسن
طاب ثراهما ولما كان ابن سبع سنين اردت ابتداء تعليمه فجئت به في مبارك
الايام تحت القبة العلوية على مشرفها الاف التحية والثناء بمعلمه المتقي الحاج السيد
محمد علي الشاه عبد العظيمي النجفي طاب ثراه جالسا على مصلاه لاداء فريضة الظهر بلا

وكان متقدسا ورعا مشفقا وجيلا جامعا للعلم والعمل فسألت منه أن يبدأ بتعليم هذا الولد قبل و
بتعليمه وتبرك في أمره لدى هذه البركة فاستفاض ولدي هذا أي كثير البركات أفضلها بركة القبة العلوية
ثم بركة وقت الظهر بالجماعة وقصد أداء الفريضة فإن قصد العبادة عبادة ثم بركات أنفاس تلك النفس
المحترمة فبارك الله في تعليمه واشتغلت بتعليمه وتدريسه وهو يعرج درجة بعد درجة ففرغ من تعلم
القرآن وعقد متون رسالتين بالفارسية في عرض شهور ستة ودخل في العلوم العربية كالصرف والنحو
وهو داخل في الثامنة وفي صغر سنه لاحت آثار الفضل من صفحات وجهه وفلتات لسانه فكان يحضر
في مجالس التدريس بالروضة الحيدرية وغيرها من الكتب الفقهية والأصولية ويستمع المطالب الدرسية
ويجيد فهمها وفقهها وانكشف لنا ذلك بأنه قد اتفق في بعض الأيام أن مربية كانت ملا طه فقالت
لدائن زوجي فقال في جوابها إني قد قرر في مجلس التدريس أن امرأة لو ادعت زوجية رجل وهو
منكر وجب عليها حقوق الزوج ولا يجب عليه نفقتها وغيرها من حقوق الزوجة فأنت تدعين الزوجية
لي وأنا منكر لها فإطاعتي واجبة عليك ونفقتك ليست بواجبة علي وهذا بحسب سنه في ذلك الوقت
من النوادر ثم إنه اشتغل عندي بالعلوم العقلية والنقلية والأصولية والفقهية وقرأ علي قراءة تدبر و
تحقيق وبحث تعمق وتدقيق وكان يحل عقد المطالب العلمية بقوة مطالعته وجودة ذكائه ويقررها على
نفسه إلا ما شذ وندر من العبارات المستصعبة المشكلة وأخذ العلوم الأدبية من عمدة العلماء الكرام
وزبدة الفقهاء العظام المفتي السيد محمد علي خلف المرحوم المبرور الساكن في جوار الشرع والقدوة الفقهاء وأعلم
العلماء المفتي السيد محمد عباس علي أعلى الله مقامه في دار الكرامة حتى فرغ وفاز بما فاز وحاز ما حاز مما قرت
به الأعين وصدحت به الألسن ثم دعتني المصالح الشتى مع استغنائه إلى إدخاله في المدارس الرسمية
لأجل الامتحانات المعينة المقررة فقرأ على بعض الفحول شيئا من المعقول والمنقول وأقدم على تلك الامتحانات
وسبق الأمثال حتى لقب بالعالم وفاضل الأدب وممتاز الأفاضل وصدر الأفاضل ثم عطف عنان عزمه إلى
النجف الأشرف على مشرفها ألف التحف وأقام هناك سنين عديدة ومدة مديدة مستفيضا من أفاضل
الفحول مستقبلا بما أفاد بعضهم من الفقه والأصول بعد بركات جوار باب مدينة علم الرسول وصنف هناك رسالة
عربية سماها بكشف النقاب عن عقائد ابن عبد الوهاب وهي مع وجازة ألفاظها وسلاسة معانيها مشتملة
على تحقيقات فائقة وتدقيقات رائقة تكشف عن سعة نظره ودقة ذهنه فصارت مرضية عند أساتذته

الكرام والعلماء الاعلام من طالعها بعض اجلة علماء اهل السنة فقال كلمة النصفة دون العصبية ان هذه
الرسالة عديمة النظير في الرسائل المصنفة في هذه المسئلة فاتعجب من هذا الفاضل الشيعي كيف وسع النظر
في عقائد مذهب اهل السنة فصار ولدي هذا الجيد اسعده الله مثمر حقيقا بان يشار اليه بالبنان من كل جانب و
مكان فاشكر الله تعالى على هذه النعمة الجليلة النفيسة فلولا ان اقول ان هذا الولد ثمرة تحملي للمشاق
الكثيرة في تحصيل معالم الدين فان الله لا يضيع اجر المحسنين ولعمري انه تذكرة السلف من اجدادي الكرام
من العلماء العظام بل لعله مورد استيجاب دعا جدي السيد دلدار علي الملقب بغفرانمآب تحت القبة
المباركة الحسينية ببقاء العلم في نسله واخلافه الى حين ظهور الامام عجل الله فرجه وسهل مخرجه وقد حبت
المقاط بعض كلمات مؤنسة لا باس في المقام فان الكلام بلسان من استفرغ وسعه وبذل مجهوده في احياء
السنة مع اخلاص الطوية وترويج الدين الحنيف واتباع الشرع الشريف راجيا بكمه في امر على نفي سخط الله وانها
ورقاه الى اعلى ما اجتباه فاقول بطلاقة لسانه انه كانت نفسي تنازعني منذ مدة رايت ارتقاء الولد المحبوب الموجه
اليه طرف الآمال قد عرج الى مدارج الكمال وتحلقه بمكارم الاخلاق ومحاسن الخصال ان اكتب له اجازة وافية نظرا
الى ما اتضح ولاح واسفر كالصباح تاسيا بالعلماء الكرام واقتداء بشيوخنا الاعلام عليهم التحية والسلام
لما وجدته اهلا لذلك وكانت العوائق تمنع من المراد وعوايد الايام تضرب دون بلوغ الغرض بالاسداد
سيما ملاحظة الحسدة والالداد من قبل الموصوفين بالتعسف والعناد فان جل بضاعتهم اللجاج وغاية همتهم
سلوك طريق الاعوجاج ويتراوح محامد الخصائل في اقبح المنازل هداهم الله وإياهم طريق الرشاد وجنبنا
وإياهم عما يوجب الندامة يوم التناد استقل ما اردنا المقاطه وانا اقول مضافا الى ذلك فلقد اشتد عنده
الامتناع عن المقصود الى هذه المدة فان الدهر لم يزل يرميني بسهام على سهام   رماني الدهر بالارزاء حتى
فؤادي في غشاء من نبال   فصرت اذا اصابتني سهام   تكسرت النصال على النصال   فاصابتني مصائب عظمى
ودواهي كبرى من بني الزمان واهله فتراكمت علي الهموم وتهاجمت علي الغموم واني لتمنى ثم اني لتمني حتى
اراقت ماء وجهي وغصبت حقوقي وخرمت بما حرمت وعزم اعدائي على ان لا يبقى لي ذكر ولا اثر ولكن
سعيهم لهذا الولد فتخاب وخسروا بالافكار ... مع ما في العلل الاسقام منعتني عما رمت من الامر
الجليل والخطب الجليل ولكني لما رايت ضعف جسمي وضعف بدني ولعله يكون آخر عمري ومنتهى عيشي فاخاف
ان لا يبقى لي الفرصة وتضيق على المرحلة فينقطع عني الزمان حباله ويعم بسنيه واحواله وكان امر الولد

ذلك كله صفحا على ابانة فالتجأت بهذه الحالة الى اظهار ما اسررت وشرعت فيما رمت فاجزت له ان يروي
عني ما صح لي روايته واتضح لديه درايته من كتب الاحاديث والاخبار ومصنفات العلماء الاخيار سيما
الصحيفة السجادية وكتاب نهج البلاغة والكتب الاربعة لابي جعفرين المحمدين الثلثة التي عليها المدار في
الاعصار والامصار اعني الكافي والفقيه والتهذيب والاستبصار والجوامع الثلث المتاخرة للمحمدين الثلثة
المتاخرين التي صارت في الوضوح والاشتهار كالشمس في رابعة النهار وهي الوافي والوسائل والبحار وكتب
التفسير والكلام والاصول والفقه الاستدلالي وغيره وكتب الرجال والنحو والصرف والقراءة والكتب الحكمية من
المنطق وغيره مما له دخل في علوم الدين ويرجع الى جميع مقررة الى مسموعاتي وقبل ما برز مني في قالب
التصنيف مما الفت من الكتب والرسائل واجوبة المسائل وهي طرف متعددة اذكر بعضا منها مفصلا لكن
قبل ذكرها اجبت تمهيد مقدمة وهي اني لما وردت من العراق ببلدة لكهنو خطر ببالي ان سلسلة
الرواية عن عهد الطريقة الاثنى عشرية في البلاد الهندية حتى عند السيد دلدار علي ره قد انقطعت عن اجلاء
من اهل بيت الاجتهاد وما اسفت عليه غاية الاسف على ان الرواية لحضرة متعذرة فصرت بصدد
التفتيش واستعلام الحالات الرواية عنه هل يكن اليها طريق اولا فاتفق ذات يوم المذاكرة مع حضرة
نجم العلماء المنوه باسمه سابقا رجاء ان يكون له اجازة عن استاده وعلم العلماء سيد الفقهاء اورع الناس
المفتي السيد محمد عباس ره وهو يروي عن جده سمي الامام الثالث سبط رسول الثقلين ابي عبدالله الحسين
مولانا السيد حسين طاب ثراه فقال العلام ظله ان جناب المفتي ره كان في مرض الموت واشتد مرضه فخطر ببالي
ان استجيزه لكن ما تجرأت على ذلك خوفا من ان ييأس من حياته فيصير سببا لاشتداد مرضه وازدياده
كربه لكن مولانا السيد ناصر حسين جدد حسن معالمه اقدم على الاستجازة في تلك الحالة فاجاز له الرواية بما صحت
له الرواية واتضحت لديه الدراية بالاثبات اللفظي وهو كاف عند اهل الدراية فهو حضرة الرواية عن علم اعلام
محقق جنابه فلما سمعت ذلك بادرت الى الاستجازة من مولانا السيد ناصر حسين دام بقاؤه في مجلس التعزية
المنعقد عنده في الثامن عشر من شهر صفر لاجل ما قصدته بالذات وهو التيمن بالرواية عن جده علم الاعلام باقي
نجوم ومن اي طريق كان فمن الله وفضله اجاز لي الرواية بالاثبات كما حصل له من حضرة المفتي ره ولعل كان
ذلك سنة ثلث وثلثين بعد الالف وثلثمائة من الهجرة النبوية على هاجرها الالف التحية فمن طرق هذا وهو عالية
الطرف بحيث ينتهي بواسطتين الى اجلة علماء اهل بيتي فان جدي هو البيت الاول قال في حقه بعض علماء العراق

اجازة تاج العلماء المحققين ورأس الفقهاء المدققين السيد علي محمد طاب ثراه ما هذا لفظه هو من شجرة مثمرة
بالعلم والفضل اغصانها وبسقت بالحلم والبذل افنانها ومن بيت كان مخيم ارباب الفواضل والفضائل ومحط
رحال الاماثل والافاضل ولولاه لم يخفق للدين في الهند عود ولم يقم للاسلام عمود انتهى فانا اروي عن الفاضل
المعاصر مولانا السيد ناصر حسين بن علامة المتكلمين مولانا السيد حامد حسين الكنتوري اللكهنوي عن الحكيم
والفرد الفهامة اورع الناس المغفور له السيد محمد عباس ره عن استاده ووالده وسناده ومن البعض كل استاده الذي
صنف في تاريخه وترجمته رسالة مستقلة سماها اوراق الذهب سيد العلماء جدنا السيد حسين عن والده علم العلماء
قدوة الفقهاء العظام اسوة المتكلمين الاعلام المروج للطريقة الحقة الاثني عشرية في البلاد الهندية مولانا السيد
دلدار علي افاض على تربته شآبيب الرحمة عن مشايخه الاربعة آية الله السيد بحر العلوم الطباطبائي النجفي
وصاحب الرياض السيد علي الطباطبائي الحائري والعلامة السيد محمد مهدي الموسوي الشهرستاني والشيخ الشهيد
السيد محمد مهدي بن هداية الله الاصفهاني رحمهم الله جميعا عن الوحيد البهبهاني عن والده الفقيه الاكمل عن العلامة
المجلسي طاب ثراه ومن طرق ما ارويه عن مولى الانام فقيه الاحكام شيخي واستادي وسنادي الحاج الشيخ
فتح الله الغروي الاصفهاني المشتهر بشيخ الشريعة طاب ثراه والفقيه النبيه الشيخ عبد الله المازندراني
وعلامة المحققين مولانا السيد حسن صدر الدين الكاظمي دام ظله واستادي الفقيه النبيه الحاج الشيخ
محمد حسين المازندراني طاب ثراه وعن حجة الاسلام مرجع الانام سندنا سنادي استادي السيد ابو الحسن
الموسوي الاصفهاني النجفي دام ظله قراءة وسماعا والفقيه الكامل استادي الشيخ علي الكتابادي كذلك بطرقهم
المعهودة عن مشايخهم العظام ومنها ما هو اعز سندي وخاتمة اجازتي فهو الخاتم او الخاتم فاجازني ادام الله ايام عزه
محفوفة من جانبيها ببهجة الهداية والارشاد ودرة متصفة بمنها وختامها ببعض العلم المعروفة ببيت الاجتهاد وهو
ما ارويه عن السيد السند والحبر المعتمد اعلم علماء مصره وافقه فقهاء عصره وذي المقامات العلية والملكات القدسية
حاوي العلوم العقلية والنقلية علامة الزمان ومجتهد العصر والاوان السيد سبط حسين ادام الله ظله عن اجداده المصطفين
وهو دام ظله يروي عن الفقيه النبيه الشيخ زين العابدين المازندراني تارة بلا واسطة واخرى بواسطة تلميذه الشيخ محمد حسين
وعن استاذ الاساتذة مجدد المذهب السيد ميرزا محمد حسن الشيرازي عن مشايخه العظام وعن الفقيه النبيه
الميرزا محمد حسين الشهرستاني عن والده العلامة الحاج ميرزا محمد علي الشهرستاني عن شيخه الجليل السيد محمد
التستري والشيخ محمد تقي كلاهما عن الشيخ الاكبر كاشف الغطاء عن السيد بحر العلوم وعن خاتم العلماء و

البحر القمقام عالي الكعب في العلوم العقلية طويل الباع في العلوم النقلية استادي واستاذه السيد محمد حسين
اعلى الله مقامه عن والده ملك العلماء السيد مير حسين سماعا وقراءة عن والده العلامة والشيخ الفهامة
سلطان العلماء السيد محمد اعلى الله مقامه عن والده سيد المحققين وسند المتكلمين جدنا السيد دلدار علي
طيب الله رمسه ورفع درجته عن مشايخه العظام المذكورين سابقا وانا ايضا اروي عن استادي العلام
السيد محمد حسين المذكور قراءة وسماعا وكيف كان فالرواية عن اكابر اهل البيت وان حصلت لي كما ذكرت
لكن مع ذلك كله متأسف على ان لم يتيسر لي الرواية عن ابي وجدي من جانب ابي اعلاهما جعل الجنة مثواهما
ولتم مساق والد ظله الكلام في الوصية وكثرة احزاني قد فرغت عن تسويد هذه في يوم الاثنين الرابع
والعشرين من شهر ذي الحجة الحرام سنة ١٣٤٧ من الهجرة النبوية على هاجرها الالف التحية . حرره الاقل ...
الفاني ابو الحسن المعروف ...

كتب ... في ظهر مكتوب ... عن العلم الهمام قدوة العلماء الاعلام
مولانا السيد ابو الحسن قدس سره وهو يروي عن المحقق الفقيه الشيخ حسن المامقاني والشيخ زين
العابدين المازندراني بطرقهما المعروفة وعن خاله العلامة الفقيه عماد العلماء السيد مصطفى المعروف
بميرآغا ابن عمدة العلماء السيد محمد هادي ابن السيد مهدي بن جدنا المجتهد الكبير السيد دلدار علي
[illegible]
عن مشايخه الاربعة المتقدم ذكرهم في الاجازة باسانيدهم المنتهية الى الائمة المعصومين سلام الله عليهم اجمعين

آیت اللہ محمد علی بن حسین ہبۃ الدین حسینی شہرستانیؒ (۱۳۰۱-۱۳۸۶ھ-ق)

الاجازة العاشرة

من حضرة الاستاذ الكبير المحقق الشهير السيد الرئيس فيلسوف الاسلام العلامة السيد هبة الدين محمد علي الشهرستاني صاحب الهيئة والاسلام ونهضة الحسين وغيرهما من المؤلفات الجليلة بعثها الي من عاصمة «بغداد» وانا بالنجف الاشرف مؤرخة بسلخ المحرم الحرام سنة ۱۳۴۸ هجرية

بسم الله الرحمن الرحيم

حمداً لمن روت آيات الارض والسماء باعلى الاسانيد مستفيض الآلاء وحدثت آحاد البرية باصح الطرق متواتر نعمائه وازكى الصلاة والسلام مرفوع الى حضرة من ارسل رحمة للعالمين محمد وآله الائمة الهادين

اما بعد فلما كانت الاجازة والاستجازة في رواية السير والاخبار من سنن علماء الدين الابرار تحصيلاً لمعرفة اثباتهم وترتيباً لاجازاتهم وتبركاً في اتصال حبلهم بسلسلة الائمة من اهل بيت النبوة والعصمة اذ لك احمد وعليه فقد استجازني حضرة العالم الفاضل والمحقق الجليل الكامل صفوة الاماثل من ذوي الرفعة مبادئ الفضائل مناصل شمس سماء الشرف وبدر فلك العلم وحامد ظلال [illegible] الحسيب النسيب والجهبذ الاديب الفائز من قداح الفضل بالمعلى والرقيب سيد العلماء الاعلام ونابغة محيي الاسلام السيد علي نقي بن ابي الحسن بن ابراهيم الحسيني سليل علامة الهند المعظم مولانا السيد دلدار علي قدس الله روحه ونور ضريحه لكي يعزز دوام علاقة رابطته النسبية برابطة ادبية مع الائمة من ابائه الكرام عليهم السلام فيروي عني ما صحت روايته واتضحت لديه درايته من مرويات اشياخ العصابة ومؤلفاتهم المستطابة ولا سيما الكتب الاربعة التي عليها المدار في مختلف الاعصار اعني الكافي والفقيه والتهذيب والاستبصار والجوامع المتاخرة للاخبار

ائمتنا الحجج مضافاً الی روایۃ ما صنفتہ فی صنوف العلوم الالٰہیۃ فاستخرت اللہ واجزتہ ان یروی عنی مؤلفاتی من مخطوط و مطبوع ومرویاتی من مقروء و مسموع ومرسل ومرفوع ومسند ومقطوع بجمیع طرقی واسانیدی عن اشیاخی الکرام ولاسیما من ھذہ الطرق الخمس

اولھا عن حجۃ المجتھدین ورأس المؤلفین وصدر المحدثین سیدنا الحسن الھادی من آل شرف الدین دام ظلہ عن مشایخہ المشھورین منھم العالم الثقۃ السید میرزا محمد ھاشم الجارسوقی عن مشایخہ المشھورین منھم العالم الربانی السید صدر الدین العاملی الاصفھانی عن مشایخہ المشھورین منھم العلامۃ الطباطبائی السید محمد مھدی بحر العلوم النجفی عن مشایخہ المشھورین طاب ثراھم ح وبسندنا السید میرزا محمد ھاشم عن ابیہ السید زین العابدین الخونساری عن ابیہ السید جعفر عن ابیہ الحسین عن شیخہ العلامۃ الربانی السید میرزا محمد مھدی الشھرستانی

وثانیھا عن الزعیم الشھیر الامیر السید محمد المعروف بآیۃ اللہ الطباطبائی المتوفی ۱۳۳۹ھ عن ابیہ العالم الربانی السید محمد صادق الطھرانی المتوفی ۱۳۰۰ عن ابیہ السید مھدی الحسینی الھمدانی عن ابیہ الامیر السید علی الکبیر الحائری المتوفی ۱۲۰۷ھ عن مشایخہ المشھورین منھم خالہ المؤسس الوحید مولانا آغا باقر البھبھانی

وثانيهما عن العالم المحدث الاوحد السيد عبد الصمد التستري سليل
سيدنا المحدث الجزائري عن شيوخه السبعة اولهم الشيخ الحاج
ملا علي المقدس الغروي الطهراني وثانيهم الشيخ نوح بن قاسم
الجعفري النجفي وثالثهم الشيخ ملا محمد حسين الحائري المعروف
بالفاضل الاردكاني ورابعهم الشيخ محمد طاهر الدزفولي وخامسهم
الشيخ عبد الرحيم بن ملا محمد علي التستري وسادسهم العالم الكبير
الشيخ ميرزا حبيب الله الرشتي الجيلاني عن الاية العظمى الشيخ
مرتضى الانصاري وسابعهم العالم الكبير والواعظ الشهير الحاج
الشيخ جعفر التستري عن مشايخه كالفقيهين الشيخ علي والشيخ
حسن عن ابيهما الفقيه الاكبر الشيخ جعفر كاشف الغطاء
ورابعها عن الحكيم المحقق والفيلسوف المحدث الشيخ محمد باقر
محمد محسن بن سراج الدين الاصطهباناتي القتيل في شيراز ١٣٢٥
عن شيوخه الخمس اولهم الحاج ملا علي بن ميرزا خليل الطهراني وثانيهم
السيد ميرزا محمد هاشم الچهارسوقي وثالثهم العالم الجليل السيد
مهدي القزويني الحلي ورابعهم الفقيه الكبير الشيخ محمد تقي المعروف
بآغا نجفي الاصفهاني وخامسهم الفاضل الغروي ملا محمد تقي بن
حسينعلي الحائري و
وخامسها عن النسابة الثقة السيد محمد مهدي بن جعفر

الحسینی الحکیمی المتوفی فی الحائر ۱۲۲۲ھ عن العالم الجلیل السید
میرزا جعفر بن الفقیہ الرئیس میرزا علینقی الطباطبائی عن شیخہ
العلامہ السید مہدی القزوینی الحلی عن عمہ السید محمد باقر القزوینی
عن بحر العلوم السید محمد مہدی الطباطبائی عن مشائخہ المشہورین
طاب ثراہم فللحضرۃ المستجیز زید فضلہ وکثر مثلہ ان یروی
عن ہولاء المشائخ الابرار من شیوخنا الاخیار باسانیدہم
وطرق روایاتہم المنتہیۃ الی ائمتنا الاطہار علی اختلاف
سلاسلہا وکثرۃ طبقاتہا المضبوطۃ فی جوامعنا المبسوطۃ
ملتزما فی ذلک طریق التحری والاحتیاط کی لا یقع فی حبائل
الشبہات والمحرمات متجنبا الروایۃ عن الضعفاء والغلاۃ
متبعا سبل الصادقین الثقات متحرزا من رکوب سنن
الہوی متمسکا بحبل الورع والتقوی والسلام علیہ وعلی
من اتبع الہدی

حررہ ذلک خادم العلم والدین محمد علی الحسینی الشہیر بہبۃ الدین
نزیل دار السلام فی سلخ محرم الحرام سنۃ الف وثلاثمائۃ وثمان
واربعین ہجریۃ ۱۳۴۸ھ

خاتم المحدثین شیخ عباس بن محمد رضا قمیؒ (۱۲۹۴-۱۳۵۹ھ-ق)

الاجازة الحادية عشر

من العلامة الخبير المحدث النحرير الحاج الشيخ عباس بن محمد رضا القمي
صاحب مفاتيح الجنان و هدية الزائر ونفس المهموم وغيرها من الكتب المشهورة
وكانت اجازته لي شفاها في مشهد امير المؤمنين ع تجاه الضريح المقدس
مستقبلا للقبر الشريف العلوي وحجر الحائر الحسيني ليلة الاثنين الخامس عشر
من شهر صفر سنة ١٣٤٩ عند رجوعه من حج بيت الله زائرا مشاهد الائمة
واتبعها بالكتابة عند كرته الثانية الى العراق من بلاد ايران وهي هذه
بخطه الشريف

وعززها بثالثة بعثها الي من بلدة (قم) المشرفة تاريخها سلخ
جمادى الآخرة سنة ١٣٥٠

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله على نعمه الغامرة والصلوة على محمد وعترته الطاهرة

وبعد فقد اجزت للاخ في الله الجليل النبيل العالم العامل

الكامل المهذب الصفي والتقي النقي اللوذعي الالمعي سيدنا

الاجل السيد علي نقي لا زال مؤيدا بالتوفيقات الربانية

وملحوظا بالعنايات السبحانية ان يروي عني جميع ما صحت لي اجازته

وجازت لي اجازته بحق روايتي عن الشيخ الاجل خاتم الفقهاء والمحدثين

المحدث العظام ثقة الاسلام الحاج ميرزا حسين النوري الطبرسي قدس سره

بطرقه المذكورة في خاتمة مستدركه علي وعنه دام فضله وعلاه

اشاء واراد سالكا سبيل الاحتياط ورعاية السداد

والتمس منه ان يجريني على خاطره الشريف في الخلوات وعقيب

الصلوات ومظان اجابة الدعوات وكتب بيده الداثرة

الوازرة [illegible] محمد [illegible] عفي عنه في [illegible]

١٣٢٩

آیت اللہ شیخ محمد باقر بن محمد حسن قائنی بیرجندیؒ (۱۲۷۶-۱۳۵۹ھ-ق)

الاجازة الثانية عشر

من العالم المحدث الفقيه الجليل الحاج الشيخ محمد باقر البرجندي دام ظله وهو من اكابر علماء ايران نجتهالى من بلاده وهو بخطه الشريف

بسم الله الرحمن الرحيم وبه نثقتي

الحمد لله الذي رفع درجات العلماء وجعلهم على الحلال والحرام امناء وفضلهم ورثة
الانبياء ومدادهم افضل من دماء الشهداء ورجح نومهم ان نيامهم
تعادل اعتكاف سنة في المسجد الحرام [illegible] السالكين ابن فهد في
عدة الداعي وجعل اجر مستنبط العلم ومن نشر في الكتب كاجر آدم
صفي تعالى رسول الله صلى الله عليه وآله الطاهرين من اكرم فقيها مسلما لقي الله
تعالى يوم القيمة وهو عنه راض ومن اهان فقيها مسلما لقي الله تعالى يوم القيمة
وهو عليه غضبان وجعل النظر الى وجه العالم عبادة والنظر الى باب العالم عبادة
ومجالسة العلماء عبادة كما رواها العلامة الحلي في خاتمة القواعد عن
والده فخر المحققين بل النظر الى وجه العالم احب الى الله من عبادة ستين سنة وفي
البهائي [illegible] عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوزن مداد العلماء ودماء الشهداء
يوم القيمة فلا يفضل احدهما على الآخر ولغدوة في طلب العلم احب الى الله من
مائة غزوة ولا يخرج احد في طلب العلم الا وملك موكل به يبشره بالجنة ومن
مات وميراثه الدفاتر والاقلام دخل الجنة والصلوة والسلام على [illegible]
نبي الرحمة وشفيع الامة وعلى آله الطيبين [illegible] العترة [illegible]
شركاء القرآن ومترجمي الفرقان الذين [illegible] على جميع الامة ولعنة
الله وغضبه على اعدائهم والمنحرفين عنهم الى يوم القيمة اما بعد فالسيد
السند والحبر المعتمد [illegible] الادباء وحجة الفقهاء ذو الفضل [illegible]
[illegible] الجليل ادام الله ظلاله [illegible]

الاسلام الآقا السيد علينقي ابن الآقا السيد ابو الحسن ابن الآقا السيد
ابو القاسم ابن الآقا السيد محمد تقي ابن الآقا السيد حسين ابن العلامة
الفهامة الآقا السيد دلدار علي النقوي المجتهد الشهير بعد ان اجازه
و كان معاصرا له مجازا من العلامة الطباطبائي النجفي بحر العلوم و
الفقيه المؤيد المهاجر السيد علي صاحب الرياض وغيرهما من
الاعاظم الفحول جامعي المعقول والمنقول عليهم من العلي الرحمن
شآبيب الغفران والرضوان لحيث ريب ان الاتصال بارباب الرواية
والدراية خير من الاتصال باولي الولادة قال الله تعالى يرفع الله
الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات حاثة استدل بها شيخنا
السعيد الشهيد نور الله مرقده في منية المريد في آداب المفيد
والمستفيد على ان العلماء افضل الناس وشواهده من غير اهل
النبوة والوصية في تفسير الامام عليه السلام وغيره كثيرة و
روى رئيس المحدثين في اول معاني الاخبار وعند الاقل
منه نسخة مصححة بخط جيد عليها خط العلامة المجلسي رحمه الله في
وخاتمه الشريف محمد باقر العلوم عن الصادق عن ابيه قال يا بني اعرف
منازل الشيعة على قدر روايتهم ومعرفتهم فان المعرفة هي الدراية للرواية
وبالدرايات للروايات يعلو المؤمن الى اقصى درجات الايمان
قد رايت في بعض الكتب عن الامام زين العابدين عليه السلام انه قال ان نسبتنا
الى النبي صلى الله عليه وآله في العلم احب الي من نسبتي اليه في التوليد واما حدثه
فاستجاز من العبد القاصر المقصر فاجزته سلمه الله تعالى حسبما

امير المؤمنين و هو المخاطب بقوله ع يا حار همدان من يمت يرني عن
المشهور الثابت في باب مسنده كتب العامة والخاصة فان لي ثلثة طرق الى صحاح
العامة وتفاسيرهم واخبارهم قراءة وسماعا واجازة مشروحة
في الاجازات وخصوصا اجازات البحار ح وعن العلامة المجلسي ره
عن الشيخ الثقة المتبحر محمد بن الحسن الحر صاحب وسائل الشيعة
باسانيده المودعة في الوسائل ح وعن الشيخ الحر عن المجلسي ره
فان بينهما الطريق المدبج باصطلاح اهل الدراية لتبادل كل
منهما دباجة وجهه للآخر واجازته بطريقة المرقومة في الخامس
والعشرين من البحار ومنهما يتصل جل الاحاديث الى اهل بيت
العصمة سلام الله عليهم فلا نطيل ولي طرق اخر الى التفاسير و
الاخبار من العامة باسانيد الى العلامة الحلي ره والى صاحب
المناقب والى ابن بطريق الحلي صاحب العمدة والخصائص باسانيدها
الى اربابها المرقومة في اولهما فاجزته سلمه الله تعالى رواية جميع ذلك
وجميع مصنفاتي وما جرى عليه قلمي في الفقه والاصولين ودراية
الحديث وغير ذلك وهي يقف على ثلثين كتب سيب الدائرة حامدا
مصليا مسلما داعيا مستدعيا للدعاء في الثاني عشر من جمادى
الثانية عم ١٣١ ورقمه العبد المفتقر الى ح محمد باقر بن المولى محمد
ابي المعالي احمد الله بن المولى الحاج علي احمد بن الحاج المولى علي محمد
الملقب باشرف الفقهاء

آیت اللہ مرزا ابوالحسن بن عبدالحسین مشکینی اردبیلیؒ

(۱۳۰۶-۱۳۵۸ھ-ق)

من اساتذتي العلامة والحبر الفهامة نادرة العصر وباقعة الدهر
المحقق المدقق الشيخ الاجل الميرزا ابو الحسن المشكيني الاردبيلي
صاحب الحاشية على الكفاية دام ظله كتبها لي في غرة شهر رجب سنة ١٣٤٨
وليس هذا موضع ايرادها لكنها موجودة عندي مسجلة بالتوقيع
وخاتمه الشريف يقول فيها: واجزت له ان يروي عني ما صحت
لي روايته عن مشايخي الاعلام بالسند المتصل الى الائمة المعصومين
عليهم السلام واوصيه بتقوى الله والاحتياط في جميع الامور فانه من
سلكه ليس بناكب عن الصراط وان لا ينساني من صالح الدعوات عند
الخلوات وادبار الصلوات كما اني لا انساه ان شاء الله تعالى واخر دعوانا
ان الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد الانبياء والمرسلين
وآله الطيبين الطاهرين المعصومين ولعنة الله على اعدائهم اجمعين الى يوم
الدين. وقد كان ذلك في غرة شهر الله الاصم رجب ١٣٤٨

الاحقر ابو الحسن المشكيني الاردبيلي

وهو يروي عن شيخنا المتقدم الحاج الشيخ محمد باقر البيرجندي دام ظله

آیت اللہ شیخ محمد کاظم بن حیدر شیرازی از تلامذہ مرزا محمد تقی شیرازیؒ (۱۲۹۲-۱۳۶۷ھ-ق)

من العلامة الفقيه المحقق المدقق الورع النبيه الشيخ محمد كاظم
الشيرازي دام ظله من معاريف علماء النجف الاشرف وتلامذة
آية الله الميرزا محمد تقي الشيرازي قده كتبها لي يوم ٢٦ رجب سنة ١٣٤٨
يقول فيها: واجزت له ان يروي عني ما صحت لي روايته وتنقحت
عندي درايته عن مشايخي الاعلام المنتهية اسنادهم الى الائمة
المعصومين عليهم السلام واوصيه بتقوى الله واغتنام طاعته و
الاستعانة بتوفيقه وهدايته وابتغاء مرضاته في القول والعمل و
الالتزام بالاحتياط فانه المنجاة من الزلل والتجنب عن الشبهات
فانها اطراف حمى المحرمات ومن رعى غنمه حول الحمى اوشك ان
يقع فيه وان لا ينساني عن صالح الدعاء عقيب الصلوات ومظان
الاجابات كما انا لا انساه ان شاء الله وله الحمد اولا واخرا والصلوة
على النبي وآله ظاهرا وباطنا. الاحقر محمد كاظم ٢٦ رجب ٤٨

وهو يروي عن علم التقى والورع والهدى السيد
مرتضى الكشميري طاب ثراه وشيخنا الاعظم السيد [illegible]

آیت اللہ مرزا علی آقای ابن آیت اللہ سید المجدد مرزا محمد حسن شیرازیؒ (۱۲۸۷۔۱۳۵۵ھ۔ق)

الاجازة الخامسة عشر

من قدوة المحققين بقية الماضين حجة الاسلام آية الله في الانام سيدنا الاعظم الاجل الميرزا علي آقا ابن آية الله السيد المجدد الميرزا محمد حسن الشيرازي دامت بركات وجوده اجازني مباشفاها في صحن عليه بالنجف الاشرف ليلة السبت ۲۷ ذي القعدة سنة ۱۳۴۸ھ وهو يروي عن العلامة الميرزا عطاء الله الخوانساري عن ابيه الميرزا محمد باقر الخوانساري صاحب الروضات وعمه الحاج ميرزا محمد هاشم الجهار سوقي صاحب اصول الرسول بطرقهما المعهودة والجامع بينهما الرواية عن ابيهما الميرزا زين العابدين عن ابيه عن جده عن خاله المجلسي قده

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى محمد وآله الائمة الامناء لاسيما القائم المنتظر
امام العصر وخاتم الاوصياء وعلى حملة علومهم وناشري فضائلهم ورواة احاديثهم الثقات
العلماء. وبعد فهذا مما رغب اليّ فيه العالم النيقد والفاضل الاوحد علم الاعلام مروج
الاحكام ثقة الاسلام السيد علي نقي النقوي اللكهنوي دام فضله وعلاه من اجازتي له
رواية احاديث نبينا الاعظم صلى الله عليه وآله واخبار اوصيائه ائمة الهدى صلوات الله
عليهم وكتب علمائنا الاعلام رضوان الله عليهم في الحديث والتفسير والفقه والاصولين
والتاريخ والادب وغيرها من العلوم تحريا منه ان يكون كاحد من سلفه الصالح
في الضبط والتثبت في النقل والاسناد وصيانة علم الحديث الذي هو اساس الدين
واصل الشريعة كما كان يتحرون ذلك علماء الدين وسدنة الاسلام حتى بلغ من السلف
الخلف وتناقلته امناء الملة كابرا عن كابر في كل جيل ينفون عنه تحريف الغالين
وانتحال المبطلين فشكر الله سعيهم واجزل مثوبتهم واذ كان سلمه الله تعالى لا ينفك
مقتفيا آثار اولئك الاعلام مجدّا بامثالهم يطوي آناء ليله واطراف نهاره في خدمة
الدين الحنيف ونشر اعلام الهدى فكان من اللازم شد ازره والتنويه بفضله على ما هو
عليه من العلم الجم والحسب الوضاح والشرف الباذخ والفضل الكثار فاجزت له
ان يروي الاحاديث الشريفة والكتب الامامية عني عن العالم البارع
الضليع السيد ميرزا عطاء الله الخونساري عن ابيه العلامة الحجة السيد ميرزا محمد باقر
صاحب روضات الجنات عن ابيه العلامة السيد ميرزا زين العابدين عن حجة الاسلام
الاصفهاني عن صاحب الرياض والقوانين والمحصول وكشف الغطاء جميعا عن الوحيد

الوحيد البهبهاني ح وعن صاحب المطلوب عن الشيخ سليمان العاملي عن صاحب الحدائق بأسانيده المذكورة
في اللؤلؤة ح وعن السيد زين العابدين عن والده آية الله السيد أبي القاسم جعفر الموسوي عن أبيه العلامة
السيد ابن الحاج القاسم جعفر الكبير ح وعن السيد زين العابدين عن أستاذه الحجة صاحب الأمير محمد حسين
عن أبيه الأمير عبد الباقي ح وعن السيد زين العابدين عن السيد محمد الرضوي المشهدي عن الشيخ الأكبر كاشف
الغطاء ح وعن السيد زين العابدين عن والده المذكور عن آية الله بحر العلوم الطباطبائي قدس سره عن الوحيد
البهبهاني ح وعن صاحب الروضات عن العلامة الأوحد صاحب الجواهر عن العلامة السيد جواد صاحب مفتاح الكرامة
عن بحر العلوم قدس سره ح وعن صاحب الروضات عن الأصولي المدقق السيد إبراهيم القزويني صاحب الضوابط
عن السيد المجاهد عن أبيه السيد صاحب الرياض وصاحب القوانين ح وعن السيد ميرزا عطاء الله عن عمه العلامة الفقيه
البارع السيد ميرزا محمد هاشم الچهارسوقي عن أبيه صاحب الجامع بأسانيدهما الآتية وعن أستاذه المجتهد
الأمير السيد حسن المدرس الأصفهاني عن والد المجاز للسيد زين العابدين بأسانيده ح وعن السيد
ميرزا محمد هاشم عن الفقيه الشيخ المهدي عن عمه الشيخ حسن عن أبيه الشيخ كاشف الغطاء وعن عمه
الشيخ موسى عن والده الشيخ الأكبر أيضا ح وعن الشيخ المهدي عن أبيه الشيخ علي ح وعن
السيد ميرزا محمد هاشم عن شيخ الطائفة حجة الحق شيخنا المرتضى الأنصاري عن العلامة المولى
أحمد عن أبيه المحقق المهدي النراقي أبي ذر الثاني وعن بحر العلوم وكاشف الغطاء وميرزا مهدي الشهرستاني
جميعا عن الوحيد البهبهاني ح وعن الشيخ الأنصاري عن المولى محمد بن عبد الواحد عن الوحيد
البهبهاني ح وعن الشيخ الأنصاري عن السيد صدر الدين العاملي عن أبيه السيد صالح عن
والده السيد محمد عن صاحب الوسائل عن العلامة المجلسي عن أبيه التقي عن شيخ الإسلام بهاء الملة
والدين العاملي عن أبيه عن زين الملة والدين شيخنا الشهيد الثاني عن السيد حسن بن جعفر
الكركي عن الشيخ نور الدين علي بن عبد العالي الميسي عن شمس الدين الشيخ محمد بن داود

المؤذن الجزيني عن الشيخ ضياء الدين علي عن والده شمس الدين الشيخ محمد المكي عن قطب
الدين الرازي البويهي عن جمال الملة والدين آية الله العلامة الحلي عن نصير الملة والدين
الطوسي عن والده محمد عن السيد فضل الله الراوندي عن عماد الدين أبي الصمصام ذي الفقار
الحسني عن شيخ الطائفة أبي جعفر الطوسي عن الشيخ المفيد عن ابن قولويه عن ثقة الاسلام
الكليني عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير محمد بن عن احمد بن محمد عن ابن أبي
عمير عن سيف بن عميرة عن أبي حمزة عن أبي جعفر قال عالم ينتفع بعلمه افضل من سبعين
الف عابد. فكن أنت أيها السيد البارع من مصاديق هذا الحديث الشريف لا تباح
ذيلك ومثابرتك في الأخذ بأصل الدين والتفاني دون مصالحه ونشر أعلام الدعاية
الى عبد الأكرمين بانتسابك فيهما من جهتي الآباء، ولعظم الحاجة وكن كما شاء
لك المولى سبحانه علماً هادياً ومناراً للحق يستضاء بنور علمك ويشفى بحجج
ذلك فإن العلم والإسلام كثر واترهما وقل ناصرهما وهذا النبي المقدس ص يدعو
العلماء على هذا ليستنصرهم فهلا من مصرخ لنبيك الأعظم ومجيب دعوته ألا
وكلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته ألا وان الحق قد ذهب أكثره واكفهر أبائره فالله
الله في هذه الصبابة الباقية قبل ان يرتشفها اسماء الأهواء وروثات النهم
وكن أنت ومن قبلك من العلماء إلباً واحداً على اعداء آل الله الذين وكونوا
كتلة واحدة في محافظة عن نقر النشر الأحنشي ومهملي البدع الملحدة واصبروا
وصابروا ورابطوا ان تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم وكأني بالمتخاذلين
عن نصرة الدين وهم بأعمالهم على شفير جهنم (وقفوهم انهم مسؤولون ما لكم
لا تناصرون) هذه كلمتي الى اخواني في الدين (والرائد لا يكذب أهله) وقد

وقد اعتده من الله والسلام عليك ورحمة الله وبركاته. وقد اجزت لك ان
تروي كتب اصحابنا واحاديثهم بهذا الاسناد المتصل الى اسانيد علمائنا
وشيعها المذكورة في الكتب والاجازات منتهية الى ائمة الهدى صلوات
الله عليهم مع التثبت في النقل والتورع عن الغير والتحفظ على المتون والاسانيد وملازمة
التقوى ولك ان تجيز الرواية بها لمن شئت ممن احرزت فيه الامانة في النقل والورع
عن التقول ومنه فهم الحديث والثناء على النبي واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين
وصلى الله على سيدنا محمد وآله الطاهرين حرر في عاشر محرم الحرام سنة ١٣٥٤
الاحقر هادي الحسيني الشيرازي

ائمتنا النجباء مضافا الى رواية ما صنفته في صنوف العلوم الدينية فاستخرت الله واجزته ان يروي عني مؤلفاتي من مخطوط و مطبوع ومروياتي من مقروء و مسموع و مرسل و مرفوع و مسند و مقطوع بجميع طرقي و اسانيدي عن اشياخي الكرام ولا سيما من هذه الطرق الخمس

اولها عن حجة المجتهدين ورأس المؤلفين وصدر المحدثين سيدنا الحسن الهادي من آل شرف الدين دام ظله عن مشايخه المشهورين منهم العالم المتقدم السيد ميرزا محمد هاشم الجهارسوقي عن مشايخه المشهورين منهم العالم الرباني السيد صدر الدين العاملي الاصفهاني عن مشايخه المشهورين منهم العلامة الطباطبائي السيد محمد مهدي بحر العلوم النجفي عن مشايخه المشهورين طاب ثراهم ح وبسند السيد ميرزا محمد هاشم عن ابيه السيد زين العابدين الخونساري عن ابيه السيد جعفر عن ابيه الحسين عن شيخه العلامة الرباني السيد ميرزا محمد مهدي الشهرستاني

ثانيها عن الزعيم الشهير الامير السيد محمد المعروف باية الله الطباطبائي المتوفى سنة ۱۳۲۹ عن ابيه العالم الرباني السيد محمد صادق الطهراني المتوفى سنة ۱۳۰۰ عن ابيه السيد مهدي الحسيني الهمداني عن ابيه الامير السيد علي الكبير الحائري المتوفى ۱۲۰۷ عن مشايخه المشهورين منهم خاله المؤسس الوحيد مولانا آغا باقر البهبهاني

آیت اللہ شیخ فدا حسین بن فدا علی القرشی الیمانی الملقب بہ سراج الدین لکھنوی ہندیؒ (۱۲۷۸۔۱۳۵۳ھ۔ق)

الاجازة السادسة عشر

من الفاضل الاديب المتتبع الشيخ فدا حسين القرشي الملقب بسراج الدين الحسن الهندي دام علاه عجلها الي من بلد (سيتاپور) الهند مؤرخة بثالث شهر ذي الحجة الحرام سنة ۱۳۴۸ وهي موجودة عندي بخطه الوكيل

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل الاسناد من خصائص هذه الامة وطريقا الى الانخراط في سلك رواة الائمة وسببا للاتصال بهم وشرف اخذ العلم عنهم وان بعدت وطالت الازمنة وصلى الله على خير خلقه محمد نبي الرحمة كاشف كل ظلمة ورافع كل غمة ودافع كل نقمة فانكشفت بهم دياجي الغواية في كل ليلة مدلهمة وارتفعت به منار الهداية على وجه كل جبل وفرع واكمة وعلى آله الذين نعتهم الله في كتابه بكونهم امة وسطا ليكونوا شهداء على خلقه فهم قد التواصب للاعين الناظرة الى لفظة الامة دمهم ودم من علمهم ربهم فارى كل امة وبعد فقد استجازني مولى لسيد الفاضل البارع الذي هو من حيا من المحامد والمكارم كابرا عن كابر ويوم النزال لابطال الضلال بطل دارع مولانا العلامة التقي النحرير النقي سمي العاشر من حجج الله رب العزة عليه سلام الله التام الكامل الوافي السيد علي نقي النقوي حرسه الله عن شر كل عدو وشقي وحياه الله فضلا وكمالا وسقاه من عين العلم بما في بيته العلم عنه باورع ولست احسبني اهلا للاستجازة فكيف اكون اهلا للاجازة لكني دعاني وحثني على اسعاف هذا المقترح الجميل من هذا السيد الجليل ان الدخول في سلسلة الاسناد شرف عظيم بحكم الحق الذي هو اعظم حجج رب العباد ولولا الاسناد لقال من شاء ما شاء من غير حجة واستناد وان الاخبار التي اسانيدها محذوفة ومقطوعة يسميها العقل علة التشنيع المرفوعة وايضا من فوائد الاسناد ان الرجل سيتصل به بنحو خاص وينخرط في سلك الرواة الاخذين العلم عن حجج رب العباد سلام الله عليهم الى يوم التناد ومنها انه بكثرة الاسناد يرتقي الاخبار الى الشهرة والاستفاضة شيئا فشيئا بل الى حد التواتر من درجة اخبار الاحاد ومعلوم ان الخبر اذا كثرت طرقه وتعددت طرائقه ازداد قوة الى قوة واضمحل ضعفه رويدا الى درجة وان الشهرة امر غير مقدور للبشر لا يحصل الا بتوفر طرائق الخبر حسبما بينته وابشر بكمال البحث والنظر في كتاب الذي يبحث نقد الاثار باعتبار الاخبار وهذا لا يتاتى الا بالاشتغال في حفظ الاخبار وضبطها في الكتب والاسفار واعلى مراتب الحفظ ان تعيها الافئدة والصدور ويتلوها درجة المكتوب والمسطور لكنه انفع للانسان الاتية في مستقبل الدهور لاسيما في الازمان الاتية والاعصار المستقبلة لكن الاول كل الاولى ان الناس صرفوا هممهم

في الفقه والاصول وتركوا الاشتغال في حفظ كتب الاصول المكتوبة المستنسخة
عن اصحاب الائمة اولاد الرسول وعكفوا على الانغماس والارتماس في مسائل الحيض
والنفاس كان الدين عندهم ليس الا الغسل والغور في المهر المؤجل والمعجل و
تلك اشياء لا تجدي نفعا في تلك الاعصار التي هي اعصار الكفر والالحاد وازمنة
الجحود برب العباد لا يزال الناس يتخلعون عن التقمص بالاسلام ويتنفرون
عن دين خير الانام لا ينفعهم اليوم الكتب كالرسائل وجواهر الكلام ولا
المكاسب ولا شروح شرائع الاسلام لا يأتي علينا يوم الا يطعن حبر على
الدين ولا يطلع علينا شمس الا بشبهة مستحدثة على الكتاب المبين مبتنيها
على المعارف الجديدة واصول الحكمة المستحدثة تربت الافرنجيين والاروباويين
ويزيد في اسفاهم ان الحكمة الجديدة والمعارف المستحدثة والصناعات
الثابتة ليست تخالف الدين المتين قيد شعرة بل تؤيد امره وتعضد فرعه
اصله وتشهد بصدقه وتنادي بحقيته باعلى صراخ ملأت اذان سكان
السموات واصطكت باصواتها اسماع ذرات الكائنات وقد اشرت الى
ذلك في قصيدتي المعروفة التي تدعى لامية الهند نظمتها في مدح
امير المؤمنين يسر الله لي اسباب نشرها واشاعتها في بلاد الافرنجيين
انه خير موفق ومعين وكذا في كتابي الذي يدعى مذهب عقل صنفته في
لغة الهنديين وقد بسط الكلام على ذلك ولدي السعيد الرشيد الاديب
الحكيم الفاضل الكامل بالحق والفيلسوف المطلق بلا اشتباه مستر
بادشاه حسين ايده الله الى ما يتمناه وابقاه في كتابه الضخيم الفخيم
الذي صنفه في لغة البرطانيين وكتابه هذا يدعى سائنس اينڈ اسلام
تريد بشنر يسر الله اسباب نشره واشاعته آمين وهؤلاء المتسمون
بالفقهاء والمجتهدين ليس عندهم خبر بتلك الفتن الهوائل ولا بلغهم
نبأ تلك المصائب والنوازل في الدين ولو وصلت اليهم تلك الاخبار

ماكان عندهم علاج لدفعها وان التها لمكان جهلهم بتلك العلوم والمعارف الجديدة
المستحدثة في تلك الازمان والاعصار التي هي الاعصر النورية والازمنة الحديثة فانا لله
وانا اليه راجعون وانى لا عجب في تلك الحالات والشئون لهذا الدهر الخؤون نشأ
من بينهم هذا الشاب الفاضل المشتغل بامثال تلك العلوم والفنون كيف خطر بخلده
الفتن واستبصر لتلك الشجون والمحن النازلة على الكتاب والسنن حتى طلب مني
اجازة الرواية وتصدى للاشتغال بكتب الحديث والدراية وحسبها ان تخفف
بعض علاج تلك الضلالة والغواية فاغتنمت منه هذا المقترح الجميل واسرعت
الى امتثال امر هذا السيد الجليل فاقول بعون الله انه نعم الموفق والوكيل ان
لي بحمد الله عدة مشائخ من ائمة اهل السنة والجماعة اجلهم واسلهم وابرهم
افضلهم الشيخ الامام الحجة القاضي حسين بن محسن الانصاري السبعي الخزرجي
الحديدي الشافعي اليمني نزيل بهوپال وقد ذكرت ترجمة الحافظ ومناقبه وفضائله
المستفيضة في مثنى الخالص الذي سميته بالبحر العجاج في اسانيد السراج
فللسيد المستجيز ادام الله فضله العزيزان يروي عني بحق اجازتي المكتوبة
البسيطة المضمنة في كتاب الافتخار بمكاتيب الكبار عن الشيخ المذكور عن شيخه
الاجل الشريف الحافظ محمد بن ناصر الحسني الحازمي والقاضي العلامة احمد بن
الحافظ محمد بن على الشوكاني الصنعاني اليمني كليهما عن والده الثاني عن شيخه
العلامة السيد عبد القادر بن احمد الكوكباني الصنعاني عن شيخه السيد
العلامة نفيس الدين وخاتمة المحدثين سليمان بن يحيى بن عمر بن مقبول الاهدل
الزبيدي اليماني ح وبرواية الشريف محمد بن ناصر الحازمي المذكور والقاضي احمد بن
الامام الشوكاني عاليا برعيته ايضا وشيخه الاجل ذي المنهج الاعدل حسن بن
عبد البارى الاهدل ثلاثتهم عن السيد العلامة وجيه الدين وعمدة المحدثين
عبد الرحمن بن سليمان بن يحيى بن عمر بن مقبول الاهدل الزبيدي اليماني
عن والده السيد العلامة سليمان بن يحيى بن عمر الاهدل عن شيخه السيد

العلامة صفی الدین احمد بن محمد شریف الاهدل عن شیخیه الامامین الحافظین عبد الله بن سالم البصری المکی واحمد بن محمد النخلی کلیهما عن الامام الجلیل ابراهیم بن حسن الکردی المدنی عن شیخه العلامة احمد بن محمد القشاشی صنیع القاف المدنی عن شیخه العلامة جمال الدین محمد بن احمد الرملی الشافعی المصری عن شیخ الاسلام القاضی زکریا بن محمد الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی ح وبروایة الحافظین الامامین ایضا عن عبد الله بن سالم البصری المکی واحمد بن محمد النخلی المکی کلیهما عن الامام الحافظ محمد بن علاء الدین البابلی بضم الباء الثانیة المصری عن سالم بن محمد السنهوری عن النجم محمد بن احمد الغیطی المصری عن شیخ الاسلام القاضی زکریا بن محمد الانصاری عن شیخه خاتمة الحفاظ شیخ الاسلام احمد بن علی العسقلانی ح وبروایة الشیخ محمد بن ناصر الحازمی عن شیخه العلامة محمد بن عابد السندی المغربی عن شیخه العلامة صالح بن محمد بن نوح العلانی المغربی المدنی بسنده المعروف فی ثبته المسمی حصر الشارد فی اسانید محمد عابد فقد اجزت السید الفاضل علی نقی النقوی المذکور ان یروی جمیع الامهات الست وغیرها من کتب الحدیث والتفسیر وجمیع مروياتی ومسموعاتی وبکل ما یجوز لی روایته وتنفع درایته بالاسانید المذکورة الی الحافظ ابن حجر العسقلانی وغیره واحلته علی اثبات الائمة الاعلام کثبت العلامة ابراهیم بن حسن الکردی المدنی المسمی بالامم لایقاظ الهمم وثبت العلامة محمد بن علاء الدین البابلی المسمی بمنتخب الاسانید فی وصل المصنفات والاجزاء والمسانید وثبت العلامة الحافظ عبد الله بن سالم البصری المسمی بالامداد فی معرفة علو الاسناد وثبت العلامة الحافظ محمد بن احمد النخلی المکی المسمی بغیة الطالبین فی وصل المصنفات والاسناد والمسانید وثبت السید العلامة عبد الرحمن بن سلیمان بن یحیی بن عمر بن مقبول الاهدل الزبیدی الیمانی المسمی بالنفس الیمانی فی اجازة القضاة اولاد الشوکانی وثبت الامام الحافظ محمد بن علی الشوکانی المسمی اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر ومقروة هذا الثبت انی اروی کتاب نهج البلاغة بروایة الشوکانی له باسناد مسلسل بائمة الحدیث الآن فیه ضعفا

ليس هذا موضع الكلام عليه وثبت الامام العلامة صالح بن محمد بن نوح العمري الفلاني
المسوفي المغربي ثم المدني الموسوم بقطف الثمر في رفع اسانيد المصنفات في الفنون و
الاثر وثبت الامير الامام الحافظ الشيخ محمد بن محمد بن محمد بن احمد عبد القادر الامير المغربي
نزيل مصر المالكي وثبت الامام محمد بن علي بن منصور الشنواني المسمى بالدرر
السنية من الاسانيد الشنوانية وثبت الشيخ المحدث الكامل الشيخ عبد الرحمن بن
محمد بن عبد الرحمن الكزبري الدمشقي وغيرها من اثبات الائمة الكبراء من ائمة الحديث
والمسندين الذين يطول ذكرهم وفيما ذكرناه كفاية فاجزت السيد الفاضل المذكور
ان يروي عني بحق الاجازة العامة التامة عن شيخي حسين بن محسن السبعي الحديدي
الزبيدي السعدي الشافعي اقضى القضاة بجهوبال عن مشايخه الاعلام عن
مصنفي الكتب الاسفار في عدة متون الاسلام والاحاديث المأثورة عن سيد الانام
وليعلم السيد الفاضل الهمام ان لي شيخا اجل واعظم وانبل وابر وافضل من القاضي
حسين المذكور ولي منه اجازة مكتوبة محفوظة عندي حررها الشيخ الامام المجتهد المفتخر
بالله مولانا الامام حسن الزمان الشركاني وهو اليوم في دقة النظر وحفظ الحديث
والاثر وغزارة التصنيف والمصنفات في نقد الاحاديث والاخبار وعلوم الجرح
والتعديل مثل الائمة الكبار كالحافظ ابن حجر العسقلاني والحافظ جلال الدين
السيوطي فاجزت السيد المذكور ان يروي عني جميع مصنفات هذا الشيخ الاجل
والمحدث المبرز الاكمل وجميع مقروءاته ولي اجازاته بواسطة هذين الشيخين الجليلين
خاصة اتصال بجميع الائمة الماضين من علماء اهل السنة المتقدمين منهم والمتأخرين
ولكن على السيد المذكور ان يحصل انفس الاثبات المذكورة التي حصلتها على قصر
الباع وقلة المتاع حتى وقفت على كتب منها واكثرها الان توجد مطبوعة في بلدة
حيدرآباد في دائرة المعارف انشأها الله تعالى واما علو الاسناد فشرف عظيم يجب
على كل ذي همة عالية البناء ليرتقي به الدرج والمدارج الشرف في الغاية القصوى
وقد عملت في ذلك كتابا بعون الله تعالى سميته بتقريب الاسناد الى حجج رب العباد

جمعت فيه من العوالي وغير ذلك الثالث حتى انى بحمد الله اروى عن سيد البشر في هذه المائة الرابعة عشر بثلث عشر وسائط في عدة اخبار كثلاثيات البخارى في جامعه الصحيح وغيرها من الاحاديث جمعتها في تقريب الاسناد وان لى ان اروى عن الشاه عبد العزيز الدهلوى صاحب التحفة المتوفى في آخر القرن الحادى عشر بواسطتين فانى اروى عن شيخنا السيد احمد الشهير بعبد الحى الحسنى القطبى عن شيخه الامام فضل الرحمن البكرى الكنج مراد ابادى عن شيخ مشايخه الاجل عبد العزيز العمرى الدهلوى باسناده المعروف عن ابيه ولى الله الدهلوى عن شيخه العلامة ابى طاهر محمد بن ابراهيم الكردى المدنى عن ابيه الامام ابراهيم بن حسن الكردى المدنى المذكور الى آخر السند وكان لى ان اروى عنه بواسطة لانى ادركت زمان فضل الرحمن ولكن لم يكن لى اعتناء بالرواية والاشتغال بتلك الاشغال اذ ذاك حتى قبض ذلك الشيخ ولى طريق اخرى وذلك انى اروى عن الشيخ الحافظ ابى محمد عبد الله بن المولى الانصار على الانبهوى الجشتى الصابرى الانصارى من ولد ابى ايوب الانصارى عن شيخه سراج احمد الخرجوى عن شيخه الشاه عبد العزيز العمرى المذكور وان لى ان اروى القرآن الكريم عن سيدنا امير المؤمنين صلوات الله عليه اليوم على قراءة حفص عن عاصم عن ابى عبد الرحمن السلمى عن امير المؤمنين على عليه السلام وهذا اعلى اسناد يوجد اليوم في الدنيا من طريق الخير لهذه القراءة ولا مزيد على جودته وحسنه وصحته من جهة شيخى المحدث التركمانى وبينه وبينه عليه السلام ستة وعشرون رجلا كلهم من ائمة هذا العلم فيما كتبه لى الشيخ المذكور في رسالة مفردة اسمها اسناد المحسن القراءات الى المولى ابى الحسن على اخيه وعليه وعلى بنيه التسليم المحسن للفاضل الامامى الشيخ سراج الدين حسن عاملة ذو المنن بما هو عنده حسن فانى اجزت السيد الفاضل المستجيز حرسه الله العزيز ان يروى عنى جميع مقروأتى ومسموعاتى ومؤلفاتى ومصنفاتى وجميع ما يجوز لى روايته ودرايته من طرق العامة واما من طرق الخاصة فانى اجزته ان يروى عنى جميع كتب المحدثين الثلثة الاقدمين رضوان الله عليهم اجمعين وجميع كتب المحدثين المتأخرين وجميع كتب العلماء الاماميين رضى الله عنهم اجمعين واعلى الله مراتبهم في اعلى عليين وجميع مسموعاتهم ومقرؤاتهم ومجازاتهم ومسانيدهم بحق الاجازة العامة التى كتبها شيخى العلامة الاجل وسندى المتعالى المبرز الافضل الشيخ الامام الحافظ الحجة مسند دار العراق خاتم المحدثين المجلسى الثانى الحاج ميرزا حسين

آیت اللہ حاج میرزا محمد الموسوی الخوانساری الاصفہانی ہو اخ المرزا محمد باقر الخوانساری صاحب روضات الجناتؒ

الاجازة السابعة عشر

من السيد الفاضل المعتمد الحاج ميرزا محمد الموسوي الخوانساري الاصفهاني وهو ابن اخ المرزا محمد باقر الخوانساري صاحب روضات الجنات والحاج ميرزا محمد هاشم الچهارسوقي صاحب مباني الاصول واصول آل الرسول .

بسم الله الرحمن الرحيم والنجاة بفضله العميم

الحمد لله رب العالمين الذي منّ علينا بالانتظام في سلسلة اهل الرواية
ونوّر قلوبنا بانوار المعرفة والدراية والصلوة والسلام على اشرف
رسله المبعوث الى الخلق للارشاد والهداية وآله الطيبين الطاهرين اشرف
اهل الولاية المنقذين من الضلالة والغواية واللعنة الدائمة على اعدائه
واعدائهم ومنكري فضائلهم ومناقبهم من الآن الى يوم القيامة اما بعد
فان اهم العلوم بعد معرفة الحي القيوم وما يتبعها من العقائد الدينية
هو العلم بالاحكام الشرعية والفروع الفقهية وهو لا يحصل الا بنقل
الاخبار عن الائمة الاطهار وتنقيحها والتمييز بين سقيمها وصحيحها
والبحث عن مؤيداتها ومرجحاتها والفحص عن رواتها وقد اتفق في هذا
العصر الحاضر الذي قد كسدت سوق العلم وطلابه وقامت دولة الجهل واخذ
ظهريا وجعل الاكباب عليه شيئا فريا حتى صار اهله قليلا وتاه
ذليلا ولما تشرفت بلقاء قرة عيني حضرة السيد السند الفاضل العلم
والعالم المؤيد الجامع بين حسب الفضل وكرم المحتد الباذل نفسه لترقيتنا
العلوم والناصر همته على اكتساب المنطوق والمفهوم البارع في تحرير
وانشاء المنظوم المتصف بالاخلاق الفاضلة والنعوت الممتازة يتيمة
جريدة الفضلاء الكرام ونتيجة اعاظم العلماء الاعلام فخر الفقهاء العظام
صاحب الفطنة الوقادة والفكرة النقادة علامة العلماء الاعلام
الاسلام الورع التقي والمهذب الصفي سيدنا السيد علي نقي

العلامة السيد ابي الحسن دامت بركاتهما آل العلامة الكبير السيد
دلدار علي النقوي النصيرآبادي قدس الله سره وبحظيرة القدس سرّه
وقد وقفت على جملة من مؤلفاته الجليلة ومصنفاته الجميلة فرأيت
ان مؤلفها مع حداثة سنه قد فاق الاقران والفحول وحصل المعقول
والمنقول فنسئل الله ان يرزقه العمر الطويل ويجعله خلفاً من السلف
الطاهرين آبائه رؤساء المسلمين وامناء الشرع المبين وحيث قد استجاز
منا تأسيا بالسلف الكرام ودخولاً في سلسلة مشايخنا العظام
قدست اسرارهم رواية الاخبار عن معادن العلم والآثار فقد اجزته رواية
الاخبار المدونة في الكتب المعتبرة والاصول المشتهرة كالخصال والامالي
والارشاد وكتب الغوث والاحراز لاسيما الكتب السبعة التي عليها المدار
في جميع الامصار والاعصار وهي الكافي والفقيه والتهذيب والاستبصار
والوافي والوسائل والبحار بل كلما دونته في كتابي الكبير جواهر الاخبار
في الحكم والمواعظ والآثار عني عن الشيخين الاجلين الجليلين الافضلين
احدهما الشيخ زين العابدين المازندراني الحائري ره المتوفى ١٣٠٩ه‍ استاذي العلامة
عن مشايخه المذكورين في الاجازة وثانيهما السيد السند والمولى المعتمد
آية الله استاذي السيد ابو القاسم المتوفى ١٣٠٩ه‍ نجل العلامة السيد حسين
نجل العلامة الكبير السيد محمد المجاهد الطباطبائي الحائري صاحب المناهل والمفاتيح
واوصيه بما اوصاني به مشايخي العظام من لزوم التقوى والتمسك بالاحتياط
فانه طريق النجاة وان لا ينساني عقيب الصلوة ومظان اجابة الدعوات

و یذکرون فی تلک الاوقات بفاتحة و ترحمات فی ایام حیاتی و بعد الممات حرره الراجی عفو ربه الغنی محمد الموسوی الاصفهانی الکاظمی فی بلد جده الاکبر موسی بن جعفر ع و ذالک فی یوم الثلاثا سادس ذی الحجة الحرام

۱۳۴۸ھ

آیت اللہ شیخ علی بن ابراہیم القمی النجفیؒ (متوفی ۱۳۷۱ھ۔ق)

الاجازة الثامنة عشر

من علم التقى ومنار الرشد والهدى الحاج الشيخ علي
القمي النجفي دام ظله كتبها الى بخطه الشريف في ١٩ ذي الحجة سنة ١٣٤٨

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على محمد وآله الطيبين
الطاهرين المعصومين المكرمين وبعد فان العالم
العامل والحبر الكامل جناب السيد علي نقي الهندي
صاحب كتاب كشف النقاب عن عقائد ابن
عبد الوهاب استجازني في رواية كتاب المستدرك
من باقيات المحدث الثالث الحاج ميرزا حسين
النوري عنا جزء تحقيقا للتخلدات بجميع كتاب
المستدركات التي تحملتها بشخص مولفه فقرأته علي
من اوله الى آخره مقابلة على نسخة الاصل التي نقل عنها
البياض الاحقر علي بن ابراهيم القمي في النجف الاشرف
على مشرفه الف سلام فيجيزونا جوبران لا ينساني
من الدعاء

آیت اللہ کلب مہدی بن کلب باقر الجائسی الحائری ہندی (متوفی ۲ رجب ۱۳۴۹ھ۔ق)

الاجازة التاسعة عشر

من العلم العلم فقيد الفضل والادب مولانا السيد كلب
مهدي بن الحا نسي الحائري المتوفى ليلة ثالث رجب سنة ١٣٤٩ه
وقد اجاز في بلغطر يوم الرابع والعشرين من ذي الحجة سنة ١٣٤٨ه
عند زيارته للنجف الاشرف في الصحن الشريف العلوي وهو
يروي عن ابيه العلامة السيد كلب باقر عن استاده تاج العلماء
السيد علي محمد قده عن المفتي السيد محمد عباس عن استاده
سيد العلماء السيد حسين عن ابيه العلامة المؤسس السيد دلدار علي
النقوي اللكهنوي قدس الله اسرارهم

آیت اللہ الشیخ اسد اللہ بن محمد جعفر الزنجانی از تلامذہ آیت اللہ مجدد شیرازی (متولد ۱۹ رمضان ۱۲۸۲ھ۔ق بقلم خود متوفی ۱۳۷۱ھ۔ق)

٢٠ الاجازة العشرون

من العالم المتبحر الكامل الجامع لفنون المعقول والمنقول الشيخ اسد الله الزنجاني دام بقاؤه من تلامذة آية الله المجدد الشيرازي قده وكانت اجازته لحسنا هاجوم السبت ٢٥ ذي الحجة سنة ١٣٤٨ ثم اكدها بالكتابة كما يلي مسجلا بخاتمه الشريف

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعلنا من امة سيد النبيين وخاتمهم محمد بن عبد الله

صلى الله عليه وآله ومن شيعة وصيه اشرف الاوصياء وافضلهم

اولاده الطاهرين الحجج المياميين صلوات الله عليهم اجمعين لعنة الله

على اعدائهم طول امتداد الربوبية ثابتة للذات المقدسة الاحدية حيث جعلنا

من علماء شريعته من الحمد والثناء عليه حيث جعل علماء امته كانبياء

بل جعل مداد هم افضل من دماء الشهداء بل افضل من انبياء

اسرائيل بالخليفة لخليفته عليه الاف التحية حجة الله صاحب العصر والزمان

عجل الله فرجه وفرجنا بظهوره بحق المقربين يا غياث المستغيثين

ويا ارحم الراحمين اما بعد فلقد كانت العادة المستمرة جارية

بين علماء الدين في قديم الزمان على الاجازة والاستجازة على محالها

المذكورة في محلها في نقل الاخبار والكتب والمصنفات المتوقف عليها

الاستناد لعادة مباركة ميمونة وكان السلف من الاساطين

يتحملون المشقة العظيمة في تحصيلها وصار متروكة في الازمنة

المتأخرة مع انه صح عن النبي قول مجتهد لا يجوز اتباعه

الا القليل بين قليل من الاخيار و الاساطين و انا العبد الضعيف
الشيخ اسد الله الزنجانی الدرجی العسکری النجفی لما وفقنی الله
لتحصيل العلوم و بلغت مبلغ الرجال و انتقلت الی هذه الطريقة
المبارکة المرسومة عند قدماء الاساطين استجزت من جملة من العلماء
الربانيين العاملين بعلمهم بل بعضهم کان صاحب الکرامات الباهرة
فاکرمونی فاجازونی اولهم المولی حجة الاسلام صاحب الکرامات السيد
الجليل المولی النبيل السيد علی الشهير بالقزوينی فی زمان مجيئی
الی دار السلطنة قزوين للتحصيل فی ارتحالی الاصل و کان محشی
القوانين صاحب المصنفات الکثيرة الثانی السيد الجليل المولی النبيل
صاحب الکرامات الباهرة الواضحة المسلمة من طی الارض العالم العامل
السيد حسين المعروف بحاجی سيد قريش اعلی الله مقامه المعروف
انه کان صاحب الکرامات و المقامات و کان سيدی و مولای الحاج سيد حسين ايضا
مرتبا لی و ناظرا بجميع احوالی مادمت کنت ساکنا فی تلک البلدة الثالث
شيخ الفقهاء فی عصره المولی النبيل صاحب الکرامات حجة الاسلام
الحاج ملا علی ابن المولی الحاج الميرزا خليل الطهرانی الرابع

السید الجلیل والمولی النبیل حجة الاسلام السید محمد المهدی

الساکن فی النجف الاشرف صاحب التصنیفات الکثیرة من جملتها الجواهر

وتلمیذه وتلمذ ایضا عند الامام المحقق الانصاری الخامس

شیخی ومعتمدی العالم الربانی الذی لم یأذن باظهار اسمه الشریف الحاج فقط

للکتب الاربعة بجمیع اسانیده صاحب المقامات والکرامات ولا اطول جمل

من العلماء بالعالی مرتبة اجازنی فی زمان التجائی الی العتبة المقدسة

العسکریة علی مشرفیها الاف التحیة حین استظلالی بظل عطوفة ابن عمی

الاکبر بحسبه العقل والتقوی وروح التحقیق المتصف بقاطبة الملکات

الحسنة سیما ملکة الخلق الذی یقصر الالسن عن مدحه الاب الرؤف

لاهل الدین خصوصا لاهل العلم المولی الحاج المیرزا محمد حسن الشیرازی

قده وتلمذی واستفادتی منه بعد ملاقاته فی دار السلطنة القزوین

فی زمان تشرفه لزیارة الائمة العالم باغلب الالسن العالمیة النحاس

السید الجلیل والمولی النبیل حجة الاسلام والمسلمین الحاج المیرزا

محمد هاشم الخونساری الاصفهانی صاحب التصنیفات الکثیرة

الذی الیه ینتهی اجازات هذه الدورة من تلامذة شیخنا الامام المحقق

الانصاری قدہ وہو من اصحابہ المخصوصین فی زمان تشرفہ لزیارۃ
العتبۃ المقدسۃ العسکریۃ وفی زمان الاستاذ الاکبر المجاز من شیخہ
واستاذہ الشیخ الامام المحقق الانصاری قدہ المجاز من شیخہ واستاذہ
فی برہۃ من الزمان صاحب المستند ومنہ ینتہی الاجازات فی ہذہ
الدورۃ غالبا الی وحید الاعصار المولی بحر العلوم ولقد استجاز
فاجازنی اعلی اللہ مقامہم وحشرہم اللہ تعالی مع الائمۃ الاطہار
صلوات اللہ علیہم اجمعین واللعنۃ الدائمۃ علی اعدائہم اجمعین ممن
فی ہذہ الدورۃ قرۃ العین السید الجلیل المولوی المجتہد ابن الفاضل
الکامل المروج للشریعۃ المطہرۃ اقتداء بآبائہ واجدادہ السید علینقی
ابن الفقیہ السید ابی السید محمد تقی صاحب القبۃ ابن العالم الغریق
فی العلم والفضل السید حسین بن العلامۃ المجتہد الکبیر السید دلدار
علی النقوی الکنہوری صاحب عماد الاسلام والتالیفات المشہورۃ
من تلامذۃ آیۃ اللہ بحر العلوم الطباطبائی النجفی قدس اللہ اسرارہم
فاستجاز عنی سلمہ اللہ فاجزتہ ان یروی عنی جمیع ما یصح لی روایتہ
بحق اجازتی عن الاساطین الکرام من کتب الاخبار المعتمدۃ عند علمائنا

كالكتب الاربعة ووسائل الشيعة وغيرها كالبحار وغيره بل

له ان يروي جميع مصنفات الشيعة من الكتب الفقهية والاصولية

بل كتب اهل السنة والجماعة من كتب اخبارهم وغيرها حتى العلوم

الادبية اللهم وفقه لما تحب وترضى واجعله عطاء للشيعة

والشريعة واحفظه من جميع الشرور والبليات وادفع عنه

جميع المكاره والآلام واستدعي من جنابه ان يسلك طريق العلماء

العاملين الربانيين كي يكون زينا للشيعة لا شينا لهم وان لا ينساني في

الخلوات مع قاضي الحاجات في ظلم الليالي في حياتي ومماتي وله سلمه الله

كتاب لطيف في رد العقائد الوهابية ورسالة في احلاء الشعائر المتعلقة

باقامة عزاء سيد شباب اهل الجنة كتبها في رد بعض الافاضل

وانا العبد الضعيف المسكين المتمسك الراجي لرحمة رب العالمين يوم

لا ينفع مال ولا بنون الشيخ اسد الله الزنجاني الدزجي العسكري النجفي

الذي رباه سيد العلماء وآية الله في العالمين الاستاذ الاكبر حجة العلم

والتقوى صاحب المقامات العالية المنتهى اليه رياسة الشيعة الحاج الميرزا محمد حسين

الحسيني آية الله العظمى النائيني شيخنا الامام المحقق المتضلع في العلم اعلى الله مقامه

آیت اللہ الفقیہ الشیخ ابی الرضا الہادی بن عباس بن علی بن جعفر آل کاشف الغطاءؒ (۱۲۸۹ـ۱۳۷۱ھ ـ ق)

الاجازة الحادی والعشرون

من العلامة الجليل الفقيه النبيل الشيخ ابي الرضا الهادي آل الشيخ الاكبر كاشف الغطاء قدہ وهو دام ظله احد الاعلام من علماء النجف الاشرف يروي عن ابيه الشيخ عباس بن علي بن جعفر كاشف الغطاء وعمه الشيخ عباس بن الحسن بن جعفر قدہ والسيد حسين بن السيد مهدي القزويني والشيخ عبد الهادي شليلة الهمداني البغدادي قدہ وشيخنا السيد حسن صدر الدين دام ظله بطرقهم المعهودة وهاهي بخطه الشريف

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي رفع قدر العلماء وورثهم من علوم الانبياء وجعل ظهر الروايه لتهذيب
احكام الدين دليلهم والاستبصار بانوار مصابيح علومهم كافيا للشيعه و
الصلوة والسلام على مدينة العلم وباب الحكم ومهبط الوحي ومعدن العصمه
وعلى اله وعترته كنوز الرحمه ووسائل نجات الامه اما بعد فيقول اقل خلق الله
خطرا واحقرهم خبرا وخبرا انه قد اتفق العقل الصحيح والنقل الصريح والفطرة
والوجدان والشاهد والبرهان على ان اربح الفوائد وانجح المقاصد وافضل
المآرب واجل المطالب هو العلم الذي يرتقى به من حضيض النقص والضلال
الى اوج الهداية والكمال وان افضل العلوم واشرفها ما اريد به وجه الله
وعرفت به احكامه فان فيه سعادة الدارين وصلاح النشاتين وبه الفوز
برضوانه والخلود في نعيم جنانه وما سوى ذلك زبرج باطل وخيال زائل في
سم قاتل وان اكبر الوسائل بعد كتاب الله المجيد لنيل العلوم الحقيقيه و
المعارف اليقينيه والكمالات النفسيه هي السنة المطهره والاحاديث المعتبره
والروايات المسنده والاخبار المعتبره فلم يزل علماء الشريعه في احياء آثارها
واعلاء منارها وجمعها وتدوينها وتنقيح اسانيدها ومتونها وتمييز غثها
من سمينها الغث والسمين والتليد والطريف وكم انفقوا كنوز الاعمار
واجالوا سوابق الافكار فشكر الله مساعيهم ورفع منازلهم وممن اقتفى
آثارهم ونسج على منوالهم العالم الفقيه والعليم النبيه والحبر الوجيه العالم
التقي والورع الكامل اللوذعي المهذب البارع والنحرير النافع الاوحد
الاكمل الصفي الوفي السيد علي النقي ادام الله ايامه ورفع اعلامه نجل السيد
الفقيه الجليل النبيل السيد ابي الحسن اللكهنوي سبط العلامة النحرير المحقق

نوري باور العلم

سيدنا الجليل صاحب عماد الاسلام وغيره من المصنفات المشهورة بين الانام

ايده الله تربيته ورفع رتبته فانه ادام الله علاه وبلغه مناه من مقتضي دهره وابناء

عصره وتغرب عن اوطانه واحبابه وصرف ريعان شبابه وشمر عن ساعد

الجد والاجتهاد وترك لذيذ الرقاد في تحصيل العلوم الدينية وطلب المعارف

اليقينية واكتساب الكمالات الذاتية والعرضية حتى فاز منها باوفر سهم وحاز

منها اكبر نصيب وقسم وقد سألني ادام الله علوه وزاد في مراقي الفضل سموه

اقتداء بما عليه سيرة العلماء الثقات وروما للدخول في زمرة رواة احاديث

الائمة الهداة فاجزت له ادام الله فضله وكثر في العلماء مثله ان يروي عني جميع

ما صنفت والفت وجميع ما صحت لي روايته عن المشايخ العظام والفقهاء

الاعلام من جميع ما صنفوا والفوا وحرروا وقرروا سيما كتب الاحاديث

والاخبار وخصوصا الكتب الاربعة التي عليها المدار في جميع الاعصار

والكتب الثلاثة الوافي والوسائل والبحار فليرو ادام الله تسديده عني

عن المشايخ بطرقي المتعددة اليهم ما شاء بعد استثبات وليجز منها

من يجده اهلا لتحمل تلك الاعباء فاني قد اجزته اجازة عامة

واوصيه ونفسي بتقوى الله والاخلاص له في العلم والعمل ورجائي منه ان لا ينساني

بصالح دعواته في خلواته وجلواته كما اني لا انساه ان شاء الله تعالى

وانا الجاني العبد العاثر القاصر المدعو بالهادي بن العباس بن علي بن جعفر

صاحب كشف الغطاء طاب ثراه في اخر ساعة من اخر يوم من اخر شهر من عام ثمانية

واربعين بعد الالف والثلاثمائة حامدا مصليا مستغفرا

سنه ذي الحجه ١٣٤٨

اجازة ما يجوز له روايته

آیت اللہ شیخ مرتضی بن شیخ عباس بن شیخ حسن بن الشیخ کاشف الغطاءؒ (۱۲۸۱-۱۳۴۹ھ-ق)

الاجازة الثانية والعشرون

من العلامة الفقيه المتكلم الورع الحجة الشيخ المرتضى ابن
الشيخ عباس صاحب منهل الغمام في شرح شرائع الاسلام ابن
الشيخ حسن صاحب انوار الفقاهة ابن الشيخ كاشف الغطاء
قدس الله اسرارهم جميعا كتبها الى بخطه يوم السادس والعشرين
من المحرم سنة ١٣٤٩هـ وقد توفي قده في النجف يوم الخامس و
العشرين من شهر رمضان في السنة المذكورة فعظم في
الدين خطبه وجل موقعه تغمده الله برحمته.

نحمدك اللهم على ما كشفت لنا الغطاء بأنوار إفاضة الشريعة الغراء ونصلي على الرسل [illegible] وعلى آله [illegible]

قدوة المآثر الزاهرة الأنوار الزاهية منار الشرف النبوي والمجد العلوي فرع الدوحة القرشية وغصن الأراكة الهاشمية

سيدنا السيد محمد تقي النقوي اللكنوي صح وإن حق للبراع أن يلزم نفس حصره دون استقصاء صفته وأن ينسب لنا ما على بيانه

في اكتناه معرفته فإنه ومكنون علمه سامي النقيبة رفيع الغاية كريم النجار سابق الحلبة نعقد خناصر الأكارم الأعلى نشر الأنامل

بالفضل الذي إليه سيل عنه وأخبر به والفخر إليه يعود لا ملاك والآباء والفضل وإنما الفخر فيه عالم علم لا ضرب الزجاج النور في المنزل

هذا وقد استجازني كما عليه السيرة التي ما بين العلماء الأعلام والمشايخ العظام وفي توقيع الناحية المقدسة ارجعوا

إلى رواة حديثنا فإنهم حجتي عليكم وأنا حجة الله والمقبول الراد عليهم راد على الله وهو على حد الشرك بالله فأجزته

دام مؤيدا بروح القدس أن يسند ويروي عني ما تضمنته الصحاح الأربعة للمحمدين الثلاثة بل الكتب السبعة للمحمدين

وغيرها من الأصول الأربعمائة فإني أروي ذلك بإجازتي وحق روايتي عن آية الله الوالد الأغر ابن عمه المهدي عن المكتوبي الأقدس

لجنة الأقرب صاحب أنوار الفقاهة عن الأسطوانة الكبرى الجد الأعلى كاشف الغطاء عن بحر العلوم الطباطبائي

وعن أستاذ الكل في الكل الوحيد الآغا البهبهاني عن والده محمد أكمل عن رئيس المحدثين المجلسي عن عدة

من مشايخه عن زين الملة الشهيد الثاني عن شيخه نور الدين علي بن عبد العالي الميسي عن شمس الدين محمد الجزيني

عن ضياء الدين عن أبيه محمد مكي الشهيد الأول عن فخر المحققين عن والده جمال الدين العلامة على الإطلاق الحلي

عن والده عن نجم الملة والدين المحقق الأول الحلي عن شمس الدين فخار بن معد عن شاذان القمي

عن أبي جعفر الطبري عن الثلاثة المزبورين ح وعن الشيخ المفيد عن ابن قولويه عن الشيخ الكليني بطرقه

إلى عبد الله بن ميمون القداح عن حضرة الصادق عليه أفضل الصلاة وكذا ما استجزته من سائر مشايخي

العظام وأساتيذي الأعلام كأفضل المحققين الآخوند الشيخ ملا كاظم الخراساني والعالم الرباني

الشيخ محمد طه النجف والميرزا محمد الهادي الحسيني القزويني الحلي وأفضل المحدثين الحاج النوري وغيرهم من مشايخ

المتصلة أسانيدهم بأهل العصمة أئمتنا الأطهار عن حضرة الرسالة عن الوحي الإلهي والتمس منه

مراعاة كمال الحائطة فإنها حمى الله وأسأله الدعاء في مظان الإجابة وأدعو له بالتوفيق والهداية لسواء الطريق

في ٢٦ محرم ١٣٤٩

خادم الشريعة الغراء

المرتضى كاشف الغطاء

آیت اللہ شیخ عبد اللہ بن محمد حسن مامقانیؒ (۱۲۹۰۔۱۳۵۱ھ۔ق)

الاجازة الثالثة والعشرون

من العلم الواضح والمنار الشامخ الفقيه الحبر المتضلع الخبير حجة الاسلام الشيخ عبد الله المامقاني
دام ظله كتبها على ظهر كتابه (مخزن المعاني في ترجمة المحقق المامقاني) على هامش الصفحة الخمسة
لذكر الطرق والاسانيد وهي موجودة عندي بخطه مورخة بليلة الرابع من ربيع الثاني لسنة ۱۳۴۹ ووفق
انالني الاجازة شفاها يوم الخامس من الشهر المذكور بكل طرقه المذكورة في ختام ذلك الكتاب في [illegible]

بسم الله خير الاسماء

الحمد لله رب العباد والصلاة والسلام على اشرف من نطق بالضاد وآله المعصومين الامجاد وبعد فلما
استجاز مني في الرواية جناب السيد السند والمولى المعتمد فخر العلماء والمحققين قدوة الفضلاء المدققين
ثقة الاسلام والمسلمين السيد علي نقي اللكهنوي ادام الباري بقاءه وكثر في اهل العلم امثاله وحيث كان مقصوده
اتصال اسانيد الاخبار المروية عن الائمة الطاهرين صلوات الله عليهم اجمعين وكان دام بقاءه اهلاً لذلك وصالحاً
للتبرك والتشرف لما هنالك فبحق اجازتي من حضرة الشيخ الاعظم الوالد انار الله برهانه فقد اجزت له ان يروي
عني جميع ما صح لي روايته مما في المتن وغيره كمصنفاتي وغيرها مشترطاً عليه ما اشترطه على مشايخي رضوان
الله تعالى عليهم من الاحتياط في النقل ملتمساً منه الدعاء في مظان الاجابة كما اني لا انساه ان شاء الله تعالى حسب
الطاقة والله خليفتي عليه وهو حسبنا ونعم الوكيل . حرره بيده الداثرة العبد الفاني عبد الله المامقاني عفي عنه
ليلة ٤ ع ٢ سنة ١٣٤٩ هجرية

آیت اللہ ابی المجد شیخ محمد رضا الشہیر بآغا رضا النجفی الاصفہانی بن علامہ شیخ محمد حسین (۱۲۸۷ـ۱۳۶۲ھ ـ ق)

الاجازة الرابعة والعشرون

من نادرة العصر مجموعة الفقه والحكمة والادب علامة الفقهاء الاعلام ابی المجد محمد الرضا الشهير بالشيخ آغا رضا النجفی الاصفهانی صاحب نقد فلسفة داروين نجل العلامة الشيخ محمد حسين بن الشيخ محمد باقر بن المحقق الشيخ محمد تقی صاحب الحاشية علی المعالم [illegible] من اصفهان [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ علی تواتر نعمائہ و مستفیض آلائہ والصلوۃ علی نبیہ الاول
و مظہریتہ الاولی ابی القاسم محمد وآلہ الامجاد الذین دوواحدیث المجد عنہم مسلسلا
بالآباء والاجداد ورضوان اللہ غفرانہ لاسلافنا الصالحین ومشائخنا الماضین
الذین حفظوا ما استودعوہ من احادیث اہل العصمۃ وادّوا الی خلف من الائمۃ
الائمۃ وصانوا متون الروایات عن التحریف بالعرض والمقابلۃ واسانیدہا
عن الانقطاع بالقرائۃ والمناولۃ وبعد فان جناب العالم الفاضل السید السند
والحبر المعتمد المہذب التقی السید علی النقی المہندس اللکہنوی قد استجاز منی
واحب الدخول فی عداد الرواۃ عن الائمۃ المعصومین ورغب فی اتصال اسانیدہ
باسلافنا الماضین ومشائخنا الصالحین رضوان اللہ تعالی علیہم فاجزت لہ ادام اللہ
توفیقہ جمیع ما صحت لی طرقہ وجاز لی روایتہ عن مشائخنا الثقات الائمۃ ثم
روایتی عنہم لاخبرنی شیخی واستاذی ومن علیہ استنادی وعمدۃ استاذ
وحید زمانہ وعلامۃ اوانہ الشیخ فتح اللہ النمازی الاصبہانی المعروف
بشریعت والامیر زاحسین النوری والسید حسن ابن السید ہادی والا
سید محمد القزوینی جمیعا عن السید مہدی القزوینی ثم الحلی عن عمہ ال
باقر عن عمہ بحر العلوم عن السید حسین القزوینی عن السید الشہید
نصر اللہ الحائری عن المجلسی عن المولی محسن المعروف بالفیض عن استاذ
الالہی فخر الطائفۃ المحقق المولی صدرا عن استادہ السید محمد باقر المعروف
بداماد عن خالہ عبد العالی ابن علی عن والدہ علی ابن عبد العالی الکرکی
الشیخ العالی فی الاسناد ملحق الاحفاد بالاجداد علی ابن الہلال الجزائری
عن الشیخ ابن فہد الحلی عن علی ابن الخازن عن الشہید محمد ابن مکی

العلامة قطب الدین البویهی صاحب المحاکمات وشارح المطالع والشمسیة

العلامة حسن ابن یوسف عن استاده استاد البشر افضل من سلف

الخواجه نصیر الدین محمد ابن محمد بن حسن المحقق الطوسی عن السید ابی علی

فضل الله الراوندی عن السید عماد الدین ابی الصمصام ذوالفقار

حسنی عن الشیخ ابی جعفر الطوسی عن الشیخ ابی عبد الله المفید عن

ابن قولویه عن محمد بن یعقوب الکلینی عن علی ابن ابراهیم عن ابیه

الحسن بن ابی الحسین الفارسی عن عبد الرحمن بن زید عن ابیه

ابی عبد الله ع قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم طلب العلم

فریضة الا ان الله یحب بغاة العلم ا محمد الرضا ابو المجد النجفی

العبد

الفارسی ربیع ثانی من عام

۱۳۴۹

آیت اللہ سید مرزا علی نقی ہادی خراسانی حائری

(۱۲۹۷ـ۱۳۶۸ھ ـ ق)

الاجازة الخامسة والعشرون

من العلم العلام والبحر الخضم الجامع بين المعقول والمنقول السيد السند الجليل الميرزا هادی الخراسانی الحائری صاحب المصنفات الكثيرة وهو من اجلة علماء كربلاء المشرفة كتبها لى بخطه فى تلك البقعة المقدسة عند تشرفى بها للزيارة وله ازيد من ثلثين طريقا من مشايخ الاجازة افردها بالذكر فى رسالة مستقلة اختصرنا منها جزءة نلحقه باخر الاجازة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله على ما اجازنا ان نحدث بحديث نعمه وقديم الآثر واجازنا عن سنن
الضلال وتقليد ابنائه بالاجتهاد في التمسك باوثق عراه واصدق انبائه
والصلوة والسلام على اعدل الرواة عن رب البريات محمد واله اسانيد دين الله واسانيد الولاية

وبعد فان من اهم ما تبرك به الاكثرون ولم يهتم بتركه الاحرون
هي الاجازة والاستجازة في المسانيد والاخبار عن الاسانيد الاخيار والائمة الابرار
لما فيها من المنافع التي لا تحصى والمزايا التي لا تستقصى ولولاها الا الاتصال بالسلسلة
الواصلة المحمدية الى ساداتهم من اهل بيت العصمة عليهم السلام والادخال في مشيخة رواة الاحاديث
الحجج على سائر الانام والاستمداد بروحانية افواه رجال واقوام تفتخر في دوحتهم
في كل مجال ومقام لكفى لمطالب معرفة وصحبة فلهذا رغب حضرة السيد السند
البارع الورع المعتمد فخر الخلف خير السلف المنتمي الى اسبق فرسان نتيجة العلماء
العظام ونخبة الفضلاء الفخام نادرة الدهر وعلامة العصر صاحب التصانيف
والتآليف الصحيحة السديدة على نحو المبجل الاجل السيد الافضل الاجمل الاكمل

مرجع الانام وباب الاحكام نائب الامام عليه افضل السلام المولوي السيد ابو الحسن النقوي

اللكنوي دامت بركاتهما واستجاز من هذا العبد الضعيف فاستخرت الله تعالى

واجزت له ان يروي عني كلما صح لي روايته واتضح لدي درايته

من الاخبار والآثار المروية عن الائمة الاطهار صلوات الله عليهم ما دار الليل والنهار

وكلما اودعت في الكتب المشهورة المعتبرة من مؤلفات علماء الاخيار سيما

الكتب الاربعة المجمع عليها عند جميع اعاظم الاصحاب والثلاثة المؤخرة اعني الوافي والوسائل

وبحار الانوار وغيرها من سائر المؤلفات والمصنفات في جميع فنون العلوم والحكم والاسرار

حتى ما في الباطن والسر مجامع اسرار اهل الاسلام فانها لا تخلو عن العلوم الالهية

لهم في طرق الاستنباط فلا دام فضله ان يروي كل ذلك عني بطرقي

الوفيرة واسانيدي الكثيرة عن مشايخي الشامخين واساتيدي الراسخين

الذين ذكرتهم في العبقات رسالة الفقهاء في هذا الموضوع وغيرها وكذا

يروي عني جميع مقروئاتي ومسموعاتي ومستجازاتي وان يجيز ويخبر كل من هو

اهل لذلك عني كما اجزته واخبرته عن مشايخي [illegible] اسلافهم

كل ذلك بشرط المراقبة والمواظبة على طول السداد والانضباط وسداد الاحتياط

فإن فيه النجاة من مزلة الصراط وأوصيه بما أوصاني الشيوخ من التأمل في كلام

السلف فيكون لهم خير تبع وخلف وأن يستوحش من الانفراد والتباعد عن الأنام

وأن يصل الإنسان من بركات دعواته عقيب صلواته وأوقات خلواته وجلواته

وليذكرني مع مشايخي أن أحب أن يذكره الذاكرون بطلب المغفرة ويستغفر له المستغفرون فإن الجزاء من جنس العمل

والأجر مثلاً ولا بد والله عز وجل ولي التوفيق وهو حسبنا

وإليه المصير كتبه بيمناه الداثرة أحقر العباد محمد هادي الحسيني الحائري

في الثالث من شهر الله المبارك رجب المرجب سنة ١٣٢٩

الحائري
عفي عنه

مختصر
كتاب الصحف المطهرة
في اجازات العلماء الخيرة لشيخنا
العلامة المحقق السيد الاجل
ميرزا هادي الخراساني الحائري

بسم الله الرحمن الرحيم

لله رب العالمين والصلوة على سيد النبيين وآله الطيبين الطاهرين اما بعد فهذه وجيزة ... سميتها صحف مطهرة ورتبتها على مقدمة وابين وهو حسبي ونعم الوكيل (المقدمة)

فصل كتابة العلم واثر كان من زمان النبي صلى الله عليه وآله ولا وجه لما ذكره بهاء الدين ره من قوله ان المراد الحفظ من ظهر القلب فانه هو المتعارف المعهود في العصر السالف فان مدارهم كان النقش في الخواطر لا على الرسم في الدفاتر حتى منع بعضهم من الاحتجاج بما لم يحفظه الراوي عن القلب قد قيل ان تدوين الحديث من المستحدثات في المائة الثانية من الهجرة انتهى ولا يخفى انه كيف كذلك وقوله صلى الله عليه وآله هلموا اكتب لكم كتابا لن تضلوا بعدي ابدا فقال عمر كتاب الله وروى ابوداود من حفاظ العامة عن محمد بن سيرين قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه وآله ابطأ علي عن بيعة ابي بكر فلقيه ابوبكر فقال اكرهت امارتي فقال لا ولكن لا ارتدي بردائي الا الى الصلوة حتى اجمع القرآن فزعموا انه كتبه على تنزيله قال محمد بن لو اصيب هذا الكتاب كان فيه العلم ولا يخفى ان مصحف فاطمة سلام الله عليها معروف ... ان العلامة ره روى ان عبد الله بن عمر كان يكتب ما يسمع عن رسول الله صلى الله عليه وآله في زمانه وكتاب سليم بن قيس الهلالي كان ابجد الشيعة والصحيفة السجادية ...

والرواية ثم وضع علم النحو وكتابة أمير المؤمنين عليه السلام فيه وأمره أبا الأسود الدؤلي معروف وقد ذكر
خبر كتابة ابن عباس تفسير القرآن بإملاء ميثم التمار، وروى أخطب خوارزم في أول كتابه بالإسناد
جعفر بن محمد عن آبائه عليهم السلام قال رسول الله صلى الله عليه وآله إن الله جعل لأخي علي فضائل لا تحصى
كثرة فمن ذكر فضيلة من فضائله مقرا بها غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تأخر ومن كتب فضيلة من
فضائله لم تزل الملائكة تستغفر له ما بقي لذلك الكتاب رسم ومن استمع إلى فضيلة من فضائله غفر الله
الذنوب التي اكتسبها بالاستماع ومن نظر إلى كتاب من فضائله غفر الله له الذنوب التي اكتسبها بالنظر
الحديث وصحيح طريق الكافي عن أحمد بن محمد ومحمد بن الحسين عن ابن محبوب عن عبد الله بن سنان قال
قلت لأبي عبد الله عليه السلام يجيئني القوم فيستمعون مني حديثكم فأضجر ولا أقوى قال فاقرأ عليهم من
أوله حديثا ومن وسطه حديثا ومن آخره حديثا وعن أحمد بن محمد بإسناده عن أحمد بن عمر الحلال قال
قلت لأبي الحسن الرضا عليه السلام الرجل من أصحابنا يعطيني الكتاب ولا يقول اروه عني يجوز لي أن
أرويه عنه قال إذا علمت أن الكتاب له فاروه عنه وعن علي بن محمد عن عبد الله عن أحمد بن محمد عن أبي أيوب
المدني عن ابن أبي عمير عن حسين الأحمسي عن أبي عبد الله عليه السلام قال القلب يتكل على الكتابة
وعن الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن الحسن بن علي الوشاء عن عاصم بن حميد عن أبي بصير قال سمعت
أبا عبد الله عليه السلام يقول اكتبوا فإنكم لا تحفظون حتى تكتبوا وعن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد بن عيسى
عن الحسن بن علي بن فضال عن ابن بكير عن عبيد بن زرارة قال قال أبو عبد الله عليه السلام احتفظوا بكتبكم
فإنكم سوف تحتاجون إليها وعن عدة من أصحابنا عن أحمد البرقي عن بعض أصحابنا عن أبي سعيد الخيبري عن
المفضل بن عمر قال قال لي أبو عبد الله عليه السلام اكتب وبث علمك في إخوانك فإن مت فأورث كتبك بنيك
فإنه يأتي على الناس زمان هرج لا يأنسون فيه إلا بكتبهم وعن الصادق عليه السلام بإسناده عن حماد بن

مالك عن ابيه عن جعفر بن محمد عن آبائه عليهم السلام في وصية النبي صلى الله عليه وآله لعلي عليه السلام قال يا علي
اعجب الناس ايماناً واعظمهم يقيناً قوم يكونون في آخر الزمان لم يلحقوا النبي وحجب عنهم الحجة فآمنوا بسواد على بياض
وعن محمد بن علي بن علي بن محمد بن ابي القسم عن ابيه عن محمد بن ابي عمير عن العباس بن مرة عن محمد بن سواد عن
عبيد الله بن عاصم عن سليمان بن وردان عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله ان المؤمن اذا مات و
ترك ورقة واحدة عليها علم تكون تلك الورقة يوم القيمة ستراً فيما بينه وبين النار واعطاه الله تعالى
بكل حرف مكتوب عليها مدينة اوسع من الدنيا سبع مرات وما من مؤمن يقعد ساعة عند العالم الا ناداه
ربه عز وجل جلست الى حبيبي وعزتي وجلالي لاسكنتك الجنة معه ولا ابالي والظاهر ان شيخنا الشيخ
اخذ هذا الزعم من العامة حيث انهم يدعون بان الكتابة من المبتدعات لم تكن في زمن النبي صلى الله عليه وآله
ولا زمن الصحابة واكثرهم قال بل كان حتى عند الجاهلية ولهذا قالوا ان هذا الا اساطير الاولين اكتتبها
فهي تملى عليه بكرة وعشيا وقال ابو حنيفة ان جعفر بن محمد صحفي ورووا ان عمر بن الخطاب كان يكتب من
علوم اليهود وجاء بكتابه الى رسول الله صلى الله عليه وآله فغضب عليه غضباً شديداً وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن
جده قال قلت يا رسول الله اكتب كل ما اسمع منك قال نعم قلت في الرضا والغضب قال نعم فاني لا اقول في
ذلك كله الا حقاً وعن ابي هريرة كان يقول لم يكن احد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله اكثر حديثاً
مني الا عبد الله بن عمرو فانه كتب ولم اكتب وعن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله قيدوا
العلم بالكتاب وعن ابن عمر قلت يا رسول الله أقيد العلم قال قيد العلم قال عطاء قلت وما تقييد العلم
قال الكتاب ورووا ان النبي صلى الله عليه وآله كتب كتاب الصدقات والديات والفرائض والسنن
لعمرو بن حزم وغيره وعن ابي هريرة قال لما فتحت مكة قام رسول الله صلى الله عليه وآله فذكر الخطبة فقام رجل من
اليمن فقال له ابو شاة فقال يا رسول الله اكتبوا لي فقال رسول الله صلى الله عليه وآله اكتبوا لابي شاة يعني الخطبة

وعن معن قال اخرج الی عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود کتابا وحلف لی انه خط ابیه بیده و
هشام بن عروة عن ابیه انه احترقت کتبه یوم الحرة وکان یقول وددت لو ان عندی کتبی باهلی ومالی
عن سعید بن جبیر انه کان یکون مع ابن عباس فیسمع منه الحدیث فیکتبه فی واسطة الرحل فاذا نزل
وعن الضحاک قال اذا سمعت شیئا فاکتبه ولو فی حائط وعن الحسن ان لنا کتبا نتعاهدها وعنه انه
املی التفسیر فکتب وعن مالک بن انس فی وصیته ولکتابة العلم عن اهله وعن عبد الله بن عمرو ما یرغبنی فی
الحیوة الا خصلتان الصادقة والوهط فاما الصادقة فصحیفة کتبتها عن رسول الله صلی الله علیه وآله وعن
ابی قلابة قال الکتاب احب الی من النسیان وعن ابی الزناد قال کنا نکتب الحلال والحرام وکان ابن شهاب
یکتب کلما سمع فلما احتیج الیه علمت انه اعلم الناس وعن معویة بن قرة یقول من لم یکتب العلم فلا تعده علما
وعن اسحق بن منصور قال قلت لاحمد بن حنبل من کره کتابة العلم قال کرهه قوم ورخص فیه اخرون قلت له
لو لم یکتب العلم لذهب قال نعم لولا کتابة العلم ای شیء کنا نحن وعن اسحق بن راهویه قال احمد سوءا لکم
هذه البدعة والکراهة وتمهید ذهاب العلم ومحوا آثار النبوة من عمر بن الخطاب فانه الذی کان
ینهی الناس عن الکتابة معرضة معنا فالغرض کستر امر عن الناس وعدم نشر ما فعلوه من
المظالم والقبائح واخفاء ما صدر عن رسول الله صلی الله علیه وآله فی حقهم وملاعنهم وما ظهر من فضائل
اهل بیته الطاهرین وسائر المقامات من الکرامات والمعجزات وغیرها مما صرح به الرسول او نزل به
جبرئیل فتدبر وعن عبد الله بن عمر قال کنت اکتب کل شیء اسمعه من رسول الله صلی الله علیه وآله
ارید حفظه فنهتنی قریش وقالوا اتکتب کل شیء تسمعه ورسول الله صلی الله علیه وآله بشر یتکلم فی الرضا و
الغضب فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلک لرسول الله صلی الله علیه وآله فاومی باصبعه الی فیه
اکتب فوالذی نفسی بیده ما یخرج منه الا حق ومثل ذلک رواه سلیمان حیث ذکر حدیثهم عنه

لما كان قد سمع من رسول الله صلى الله عليه وآله وقال انك تورث رجالا احب رجال وقيلا بغض رجال
ان رسول الله صلى الله عليه وآله كان يغضب فليس من غضب عليه برضا فيقول لغضب من يغضبه الى ان قال
والله لتنتهين او لاكتبن الى عمر فليس يخفى ان عمر هو الذي كان يغضب عليه النبي صلى الله عليه وآله
كثيرا وعن ابن وهب قال سمعت مالكا يحدث ان عمر بن الخطاب اراد ان يكتب هذه الاحاديث او
كتبها ثم قال لا كتاب مع كتاب الله وعن عروة ان عمر بن الخطاب اراد ان يكتب السنن فاستفتى اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وآله في ذلك فاشاروا عليه ان يكتبها فطفق عمر يستخير الله فيها شهرا ثم اصبح
يوما فقال اني كنت اريد ان اكتب السنن واني ذكرت قوما كانوا قبلكم كتبوا كتبا فاكبوا عليها و
تركوا كتاب الله واني والله لا اشوب كتاب الله بشيء ابدا وقد مر انه منع النبي صلى الله عليه وآله عن
الكتابة وقال حسبنا كتاب الله انه قد غلب عليه الوجع وشايعه على ذلك قوم من الصحابة من ذلك اليوم وسائر
العامة بعده فعن ابن سيرين قال انما ضلت بنو اسرائيل بكتب ورثوها عن آبائهم وعن ابن عباس انه
كان ينهى عن كتاب العلم وقال انما ضل من كان قبلكم بالكتب وعن ابن مسعود قال اهلك اهل الكتاب قبلكم
حتى نبذوا كتاب الله وراء ظهورهم كانهم لا يعلمون وعن عبد الله بن يسار قال سمعت عليا
يخطب يقول اعزم على كل من عنده كتاب الا رجع فمحاه فانما هلك الناس حيث تتبعوا احاديث علمائهم
وتركوا كتاب ربهم ولا يخفى انه لو صح هذا النقل عن امير المؤمنين عليه السلام فانما هو لان الغالب في ذلك الزمان
شيوع الاباطيل من سيرة الشيخين وبدعهم وما وضعوه في الدين بحسب اهوائهم والرأي ولاجل ذلك
علل عليه السلام انما هلك الناس حيث تتبعوا احاديث علمائهم وتركوا كتاب ربهم كما نعرفه
ونضع حديث نحن معاشر الانبياء لا نورث على خلاف قوله تعالى وورث سليمان داود ونحو تحريم
المتعتين خلافا لقوله تعالى فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن وقوله تعالى فمن تمتع بالعمرة

الحج وافتى بترك الصلاة للجنب مع عدم الماء ولو شهرين خلافا لقوله تعالى فتيمموا صعيدا طيبا وابدع

غسل الرجلين في الوضوء خلافا لقوله عز وجل وامسحوا برؤسكم وارجلكم وداوم على ترك الاستعاذة

والبسملة في الصلاة خلافا لقوله تعالى فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم

واوجب الصوم واتمام الصلاة في السفر خلافا لقوله تعالى فلا جناح عليكم ان تقصروا من الصلاة وقوله عز وجل

فمن كان منكم مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر الى غير ذلك مما لا يحصى حصرا واغلب ما اتفق

مثل ابي هريرة المرمي بالوضع طعن عليه ابن عباس وعائشة وابن عمر وغيرهم وعن ابن جبير قال كنا

نختلف في اشياء فكتبتها في كتاب ثم اتيت بها ابن عمر اسأله عنها خفيا فلو علم بها لكانت الفيصل

بيني وبينه وعن الزهري قال كنا نكره كتاب العلم حتى اكرهنا عليه هؤلاء الامراء فرأينا ان لا نمنعه احدا

من المسلمين وفي شأن المنع قال بعضهم حفظنا ذلك الكتاب وقد قال الشيخ عليه الرحمة في كتاب ورووا انه نتج

مفاسد كثيرة من اللحن والغلط والنسيان لعدم الكتابة شيئا كثيرا فليجمع كتابا في العلم فالمتقدم ان كتابة

العلم كانت عند اهله في الصدر الاول واكثر الاخبار الواردة في فضل حفظ الحديث والعلم منصرفة

الى انها من اقوى مراتب الحفظ وان هذا المنع من عمر واصحابه حيث ... وان امير المؤمنين عليه السلام

واصحابه كانوا يكتبون عن النبي صلى الله عليه وآله علوما كثيرة وقد جاءت في ذلك عنهم فاكتبوا لا بد لهم ان يكتبوا عن علي

واصحابه عليهم السلام فاصغوا الى المنع رأسا فخرج ابن الصلاح وابن حجر العسقلاني وغيرهم بل صرحوا

في اقوالهم بان السلف اختلفوا في كتابة الحديث فكرهها طائفة منهم عمر بن الخطاب وعبد الله بن مسعود وابو

سعيد الخدري وجماعة اخرى من الصحابة والتابعين واباحها طائفة ومنهم امير المؤمنين علي بن ابي طالب والحسن

والحسن وانس وعبد الله بن عمرو بن العاص ثم اجمع اهل العصر الثالث على جوازه فالقول بنسبة المنع الى ابن مسعود

وابي سعيد وامثالهما من الصحابة انما من مفتريات العامة وانما هو من التقية كما ظهر لنا

وبعيد وغيره في الرواية والفتح ايضاً ان اول من كتب العلم وصنف فيه اصحابنا واصحابهم كاتب رافع مولى رسول الله

صلى الله عليه وآله صاحب بيت المال لامير المؤمنين عليه السلام له كتاب السنن والاحكام والقضايا رواه عن علي عليه السلام وتقدم الشيعة

في هذا العلم منه وعليه وذكر جعفر بن سميع وكتاب زكوة النعم والكلبي عن نباتة وعبد الله بن ابي رافع وعبيد الله بن

الخزيمي من رواة امير المؤمنين بل صرح المناقب لابن شهر آشوب ان اول من صنف امير المؤمنين ثم سلمان الفارسي ثم ابو ذر

الغفاري رحمه الله (الباب الاول) في طرق روايتنا عن مشايخنا العظام رضي الله عنهم الى الائمة الطاهرين

سلام الله عليهم اجمعين. لا يخفى اني اروي عن مشايخ كثيرين (الاول) اخبرني وحدثني واجازني

العالم العامل الكامل الورع الامجد السيد محمد التقي الهمداني في داره في النجف الاشرف قال اجازني

واخبرني وحدثني العلامة الحاج ميرزا حسين النوري الطبرسي في داره في سر من رأى بطريقه المتصلة

الى الشيخ الصدوق محمد بن علي بن بابويه القمي عن محمد بن موسى المتوكل عن محمد بن جعفر الاسدي عن محمد بن الحسين

الصوفي عن يوسف بن عقيل عن اسحق بن راهويه قال لما وافى ابو الحسن الرضا عليه السلام نيسابور واراد ان يخرج

منها الى المأمون اجتمع اليه اصحاب الحديث فقالوا له يا ابن رسول الله صلى الله عليه وآله ترحل عنا ولا تحدثنا

بحديث فنستفيده منك وكان قد قعد في العمارية فاطلع رأسه وقال عليه السلام سمعت ابي موسى بن جعفر يقول

سمعت ابي جعفر بن محمد يقول سمعت ابي محمد بن علي يقول سمعت ابي علي بن الحسين يقول سمعت ابي

الحسين بن علي يقول سمعت ابي امير المؤمنين علي بن ابي طالب يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

يقول سمعت جبرئيل يقول سمعت الله عز وجل يقول لا اله الا الله حصني فمن دخل حصني امن من عذابي

فلما مرت الراحلة نادى انا بشروطها وانا من شروطها. ومن المشائخ التي روينا عنهم

السيد ... الله ... عن السيد هاشم ... الحسن ... وعن الشيخ محمد ...

... بن ... الهمداني ... بن ... الشيخ ...

٩

المشايخ الكبار الشيخ علي بن الشيخ محمد رضا كاشف الغطاء بطريقه المتصلة في التاسع والعشرين

سنة ١٣٣٠ (الخامس) شيخنا الاجل ومولانا الاكمل قدوة اهل التقوى واسوة اعاظم العلماء

مولانا المؤتمن الشيخ محمد حسن كبة عن حجة الاسلام الشيخ الحاج ميرزا حسين بن محمد ميرزا خليل الطهراني

من كتابه اجازته لاشتغالي فيها شهر شوال سنة ١٣٢٩ (السادس) اجازني الشيخ الاعظم شيخ

الشريعة الاصبهاني بطريقه المعهودة في اثني عشر من ربيع الاول سنة ١٣٣٠ (السابع) اجازني

رواية الحرز الكريم من الدعاء العظيم المشهور بالحرز اليماني والسيفي بالاختتام [illegible] السيد السند

المرحوم السيد محمد القزويني قال اجزته ان يرويه عني باسانيدها عن ثقة الاسلام والمسلمين و

رئيس المحدثين المبرء من كل شين المؤيد بالتأييد الرباني الشيخ علي اكبر الطهراني عن شيخه ثقة الاسلام

والمسلمين ثالث المجلسيين الحاج ميرزا حسين النوري بطرقه المتصلة بشرط القراءة مع [illegible]

الطهارة وحضور القلب وان لا يقرأها الا في الحوائج الشرعية عند الاضطرار والمرجو منه ادام الله توفيقه

ان لا ينسانا في مظان الدعوات وتتبع الخلوات ظاهرا وباطنا وعليك بالسيف بتقوى الله في جميع الاحوال

والازمان ومراقبتك في الاعلان والاسرار وعليك بقرائته في كل يوم وليلة حفظا عقيب الصلوات

جاعلا ثوابه وثواب جميع اعمالك واورادك [illegible] الى ساداتك البركات عليهم السلام فانه [illegible]

[illegible] قال الله تعالى ولا تؤتوا السفهاء اموالكم . في شهر ربيع المولود سنة ١٣٣٠ (الثامن)

اجازني السيد الاجل المحدث المحقق السيد حسن صدر الدين العاملي بطريقه المقرر باجازة كتبها في [illegible]

(التاسع) اجازني بخطه الشريف استادي ومن اليه جميع الامر استنادي وعليه اعتمادي [illegible] من

[illegible] في الحديث والتدريس اهل الفضل [illegible] واقدمهم [illegible]

واعظمهم واسناهم [illegible] الله [illegible] حجة الاسلام والمسلمين [illegible]

للمولى شيخنا الزاهد التقي الشيخ محمد تقي الشيرازي عن مشايخه منهم حجة الاسلام الخليلي قدس سرهما
في السرداب المقدس في الليلة المباركة ليلة الجمعة بعد دعاء التوسل وتفرق الناس وتاريخ سنة بضع وعشرين
ثلثمائة والف (العاشر) اخبرني واجازني الشيخ الجليل البارع الامجد الحاج ميرزا محمد الفسائي
الشيخ الاجل العالم الاوحد الحاج ملا محمد عن والده العلامة الحاج مولى احمد النراقي بجميع مروياته المسندة
وكان ذلك في الاراضي المقدسة سنة احدى وثلثين وثلثمائة والف (الحادي عشر) اجازني في الرواية
في خصوص الكتب الاربعة السيد الاجل العالم الاكمل الافضل مولانا السيد آقا القزويني مشافهة عن حجة
الاسلام الحاج ميرزا حبيب الله الرشتي والفاضل الايرواني والمولى لطف الله المازندراني كلهم
عن خاتمة المجتهدين شيخنا الانصاري بطرقه المتصلة وعن جملة من الرؤساء المعاصرين له منهم [illegible]
القدوس والزاهد المازندراني. وكانت اجازته لي في الحضرة العلوية ليلة الاربعاء الخامس عشر من محرم
سنة اثنين وثلثين وثلثمائة والف (الثاني عشر) اجازني في نقل الاحاديث المشهورة ورواية كتب
المعروفة السيد الامجد العالم الاوحد المسدد السيد محمد القاسم عن الشيخ محمد طه نجف والحاج ميرزا حسين النوري
وشيخ الشريعة الاصفهاني بطرقهم المسندة وكان ذلك في الحضرة الحسينية في عشر محرم الحرام سنة ١٣٣٢
(الثالث عشر) اجازني في الحضرة المباركة الكاظمية السيد السند والعالم المؤيد الرباني السيد محمد في
البهبهاني عن جماعة من الحجج اعاظم الفضلاء الاعلام منهم والفقيه الحاج ميرزا حسين الخليلي والحاج ميرزا
علي نقي الطباطبائي بطرقهم الموصولة الى الاطايب (الرابع عشر) ممن اجزته واجازني واروي عنه
ويروي عني العالم الكامل والفاضل الكامل الشيخ ميرزا فرج الله بطرقه منها عن السيد محمد
الكاظم اليزدي وعن الشيخ الفقيه الخليلي الطهراني وعن المرحوم زين العابدين المازندراني بطرقهم المتصلة
(الخامس عشر) اجازني في الحضرة الحسينية السيد السند الجليل والفاضل النبيل السيد علي الشاهي

كتاب في احكام الخيارات . كتاب في علم الاصول كتبته حين تحصيلي فيه فارسيا . تكملة اثنا عشرية فالجنة ؟

في الدعوات . حواشي شرح المطالع . حواشي الكافي . شرح الكافية . حاشية وجيزة على

المفصل في الاصول . حواشي البدايع . رسالة في السنن والاداب فارسية . احسن الكلام في

مسئلة احمد بن حنبل الفقه وقاية الاشرفية في كرب بغداد وفي تفصيل رسالة داغ ودواد . مخالفة

للكتاب في السنة محلى سيدنا محمد وهو مذهب مسئل على دورة الفقه وذكر فتاوى علماء

ستر الشهادتين في شهادة الحسين فارسية . كتاب الاربعين اشتبه اسناد فيه العام وانا اجز الاربعين

رسالة في بعض فروع العلم الاجمالي كتبتها في هذا الزيارة الغديرية في سوق الاكثر . رسالة في الكلام في

بالتيمنات عالم الزبد . رسالة ازالة الوهم عن وجه براهين الحجة . شرح طهارة شيخنا العلامة نوّر

قبره بالفاضل السيد محمد صادق الطباطبائي قده . جمع الفضائل في الحج حضرة الائمة الاطهار باخبار الاخيار

مصفا لهم رسالة في حكم المرتدين وغيرها . وهذه اعز الكلام والحمد لله اولا وآخرا

اختصرته وكتبته عن نسخة مخطوطة بخط المصنف العلامة دام علاه وفيها اجازات عديدة

من مشايخه الاعلام بخطوطهم الشريفة وانا الاقل اضعف عباد الله

علي نقي النقوي عفى الله وآتاه كتابه بيمينه في بقعة

الحائر المقدسة يوم الثلثاء الثالث من شهر

رجب الحرام ١٣٤٩ هجرية

آیت اللہ سید محمد ابراہیم القزوینی بن آیت اللہ سید ہاشم قزوینی حائریؒ

الاجازة السادسة والعشرون

من العالم العلم الحبر الثقة الورع السيد محمد ابراهيم القزويني دام علاه من علماء كربلاء المشرفة صدرت لي عنه مشافهاً يوم الرابع من شهر رجب ١٣٤٩هـ في الصحن الشريف تجاه مشهد سيدنا ابي الفضل العباس سلام الله عليه وهو يروي عن ابيه العلامة الفقيه السيد هاشم القزويني من اجلة تلاميذ الشيخ الانصاري عن الحاج المولى علي الرازي طريقته المقررة

آیت اللہ سید محمد بن محسن بن عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم بن ناصر بن علامہ سید ہاشم توبلی البحرانی بوشہری حائریؒ (۱۲۶۲-۱۳۵۵ھ-ق)

۲۷ الاجازة السابعة والعشرون

من المولى العالم الجليل انموذج الورع والتقوى وفخر الزهادة السيد محمد بن المحسن بن عبد الله بن محمد بن ابراهيم بن هاشم بن ناصر بن العلامة السيد هاشم التوبلي البحراني قده وهو ايضا من مشائخ علماء الحائر المقدس سمحها في اليوم المذكور وهو الرابع من رجب وهي بخط ولده العالم الفاضل السيد محمد طاهر البوشهري دام علاه موقعة بخاتمه الشريف

آیت اللہ سید عبد الحسین بن یوسف شرف الدین موسوی عاملیؒ (۱۲۹۰-۱۳۷۷ھ-ق)

الاجازة الثامنة والعشرون

من علامة العصر وبحاثة الدهر حجة الاسلام السيد عبد الحسين شرف الدين الموسوي العاملي دام ظله صاحب الفصول المهمة والمجالس الفاخرة وغيرها من الآيات الباهرة والايادي البيضاء الناصعة بعثها لي من (صور) سورية مسجلة بتوقيعه الشريف وهي بخط ابن عمه الكاتب البارع الشريف الهمام السيد علي آل شرف الدين مورخة خامس شهر رمضان ١٣٤٩

والحمد لله رب العالمين

بسمه جلت شانه وتقدست اسماؤه

هذا هو الثبت المسمى

ثبت الشريف الموسوي في اجازة السيد النقوي

كتبته سندة لجناب الحبر العلم العلامة صفوة اهل الفضل وذخر ... في ...
سيدنا ومولانا السيد علي النقي الموسوي النقوي الهندي اللكهنوي شد الله اركانه
واسئله يوم القيامة اعانته راجيا دعاءه في مظان الاجابة
وانا اقل الخليقة بل لا شيء في الحقيقة علي بن الشريف اسماعيل
عم الشريف المؤلف دام ظله ... ابيه الشريف يوسف بن الشريف
الجواد بن الشريف اسماعيل بن الشريف محمد بن الشريف محمد
ابن الشريف ابراهيم الملقب بشرف الدين ابن الشريف
زين العابدين بن الشريف علي بن الشريف علي
نور الدين بن الشريف عز الدين الحسين
من آل ابي الحسن الموسوي العاملي
وكان الفراغ من كتابة هذه النسخة
يوم الخامس من شهر رمضان
المبارك من السنة التاسعة
والاربعين بعد الالف
والثلاثمائة الهجرية
على صاحبها افضل
الصلاة واتم
السلام و
التحية

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي رفع اسناد العلماء فعرجوا به الى أوج الاوصياء والانبياء وكانوا ولاة
وحيه ودلاة امره ونهيه واشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً صلى
الله عليه وآله وسلم عبده ورسوله جاء بالحق من عنده وصدق المرسلين والشهداء
خلفاؤه المعصومين قد حملوا عنه ما حمله عن رب العالمين فعقلوا من احكام
الدين ما عقلوه ونقلوا بالاسناد اليه ما عن الله نقله وله كانوا اعدال كتاب الله
وسفرته ونقل رسول الله عترته وسفينة نجاة الامة وقادتها وامانها من
الاختلاف وحطتها فالراغب عنهم مارق والمقصر في حقهم زاهق صلوات الله
وسلامه عليهم ما روي الخبر عنهم واسند الفضل اليهم ورحمة الله وبركاته
وبعد فان من رواة آثار اولي العصمة وثقاة اخبار اهل بيت الرحمة سيدنا
العليم العالم العلامة صفوة ذوي الفضل فخر كل ذي علم السالك اوضح المسالك
في استنباط الفروع من المدارك الشريف العبقري السيد علي النقي الموسوي النقوي
الهندي اللكنهوي شيد الله اركانه واعطاه يوم القيامة امانه — وقد استجازني
اقتداء بالسلف الصالح وتبركا بالدخول في سلسلة الرواة الهداة واحتفاظاً
بتلك العنعنة المقدسة المتصلة بسادات الوصيين بخاتم النبيين فالروح
الأمين فاللوح فالقلم فرب العالمين جلت آلاؤه وتقدست اسماؤه.
ولما كان السيد من دعاة اسرارهم ومصابيح انوارهم وكان ممن وعوا فحفظوا

وحفظوا ما استودعوا ونصحوا لله ولرسوله ولكتابه ولأئمة المسلمين وعامتهم ودعوا بألسنتهم وأقلامهم إلى الحق بالحكمة والموعظة الحسنة لم يكن لي بدّ من إجابته فأجزت له [بعد الاستخارة من الله عز وجل] أن يروي عني كتبي التي أشرت إليها فيما سلف وعلى الكلمة الغراء وغيرها من مؤلفاتي ومروياتي وجميع ما تصح لي وعني روايته إجازة عامة بالشرط المعتبر عند أهل الحديث والأثر بحق روايتي لذلك ما بين قراءة وسماع وإجازة خاصة وعامة عن مشائخي بطرقهم المتصلة إلى أربابه جميع الكتب والمصنفات من الخاصة والعامة في جميع العلوم ولاسيما الكتب الأربعة وهي في شهرتها كالشمس والكتب الثلاثة المتأخرة عنها [الوافي والوسائل والبحار] وسائر كتب الحديث والفقه والتفسير والكلام وبقية العلوم الإسلامية مطلقاً

أما مشائخي قراءة وسماعاً وإجازة فكثيرون فلكني أكتفي الآن بذكر بعض شيوخ إجازتي من أعلام الشيعة الإمامية والزيدية ومن أهل السنة من غير استقصاء مقتصراً على ذكر خمسة من شيوخ الإمامية

الأول والدي الفقيه الثبت العلامة الثقة الصدوق المقدس السيد الشريف أبو محمد الشريف الجواد بن الشريف إسماعيل بن الشريف محمد بن الشريف محمد الكبير ابن الشريف إبراهيم الملقب بشرف الدين بن زين العابدين بن نور الدين علي [صنو السيد محمد صاحب المدارك لأبيه وشقيق الشيخ حسن صاحب المعالم لأمه] ابن السيد علي نور الدين المعروف بأبي الحسن الموسوي العاملي

اجاز لي أن أروي عنه قدس الله سره عن جميع مشائخه الكرام وأجلهم استاذه
الامام الشيخ محمد حسين الكاظمي صاحب هداية الانام في شرح شرائع الاسلام والميرزا حبيب الله
الرشتي صاحب البدائع في الاصول أما الشيخ محمد حسين فيروي عن جماعة من علماء
الدين منهم الفقيه النبيه شيخ الطائفة الشيخ جعفر كاشف الغطاء والسيد جواد صاحب مفتاح
الكرامة عن الوحيد الباقر البهبهاني عن والده الافضل محمد اكمل عن المحدث المجلسي صاحب البحار
بطرقه الى جميع الكتب والاصول والمصنفات المذكورة في اجازات البحار — ويروي ايضا
عن السيد جواد المذكور عن المحقق القمي صاحب القوانين والغنائم والمناهج عن الوحيد البهبهاني
بطرقه وله ايضا رواية عن الشيخ صاحب الجواهر عن السيد بحر العلوم عن الوحيد البهبهاني
واما الميرزا حبيب الله فيروي عن عدة من مشائخ الاسلام أجلهم استاذه امام
المحققين الشيخ مرتضى الانصاري عن المحقق المولى احمد النراقي عن مشائخه الاجلاء
ابيه المولى مهدي النراقي ابن ابي ذر والعلامة بحر العلوم الطباطبائي والعلامة الحائري
صاحب الرياض والفقيه الاعظم كاشف الغطاء والفقيه النبيه الميرزا محمد مهدي الشهرستاني
جميعا عن الوحيد البهبهاني عن ابيه الاكمل عن العلامة المجلسي صاحب البحار بطرقه.

الثاني خالي الاعظم البارع في العلوم والفنون الحائز قصب السبق في كثير منها الاورع
الابر الاتقى الامام ابو محمد الحسن بن الشيخ هادي بن الشيخ محمد علي بن السيد صالح بن السيد
محمد الكبير ابن السيد ابراهيم الملقب بشرف الدين الموسوي العاملي فانه دام ظله اجاز لي
اجازة عامة ان اروي عنه جميع ما يرويه عن مشائخه الاعلام [وهم كثيرون] بطرقهم الكثيرة
الصحيحة المتصلة باهل بيت النبوة ومختلف الملائكة وقد ذكر اجوال مشائخه وطرقهم على

طرز مبسوط في رسالة افردها لذلك وسمها ببغية الوعاة في طبقات مشايخ الاجازات ومن جملة مشايخه المولى الزاهد العابد الفقير الملا علي بن الميرزا خليل عن عدة من مشايخه منهم المولى الفقيه الشيخ عبد العلي الرشتي عن استاذه العلامة المهدي الطباطبائي بحر العلوم عن عدة من مشايخه منهم المحدث البحريني صاحب الحدائق واللؤلؤة بطرقه المذكورة في اللؤلؤة

الثالث سيدنا المولى المحقق المتبحر الميرزا محمد هاشم ابن السيد زين العابدين الموسوي الاصفهاني صاحب كتاب مباني الاصول سمعت منه ايام زيارته للنجف الاشرف سنة ١٣١٨ قبل وفاته بيسير واجاز لي ان اروي عنه عن مشايخه وهم كثيرون وافضلهم الامام المتبحر السيد صدر الدين عن ابيه الامام السيد صالح عن والده جدنا السيد محمد الكبير ابن السيد ابراهيم الملقب بشرف الدين الموسوي العاملي عن شيخه واستاذه الشيخ محمد بن الحسين الحر صاحب الوسائل بطرقه المعروفة

الرابع شيخنا ثقة الاسلام العلامة المتتبع الشيخ الميرزا حسين النوري صاحب مستدرك الوسائل وغيرها من المصنفات عن مشايخه بالطرق التي ذكرها على سبيل التفصيل في خاتمة المستدرك

الخامس شيخنا الامام الشيخ فتح الله الشيرازي الاصل الاصفهاني انتسابا الغروي موطنا ومدفنا المعروف بشيخ الشريعة الاصفهاني عن مشايخه الكرام وهم كثيرون اكتفي بذكر اثنين من اعلامهم

احدهم الاستاذ الافقه الشيخ حسن صاحب انوار الفقاهة عن ابيه الامام الافقه

عن عصره الشيخ جعفر كاشف الغطاء وعن استاذه الوحيد المجدد البهبهاني

ثانيهما العلامة الزاهد البارع في جميع الفنون السيد مهدي القزويني الحلي عن عمه العالم العلامة صاحب المقامات والكرامات عن خاله الذي كان آية من الآيات ومعجزة من المعجزات السيد مهدي بحر العلوم عن جماعة كثيرين من رؤساء المذهب والدين اقتصر على ذكر اربعة منهم

اولهم وهو اجلهم واعلمهم استاذ المتأخرين الوحيد المجدد البهبهاني عن ابيه المولى محمد اكمل عن العلامة الشيرواني والمحقق جمال الدين الخوانساري والشيخ جعفر القاضي والمولى محمد شفيع الاسترابادي والعلامة المجلسي صاحب بحار الانوار كلهم عن العلامة التقي المجلسي عن شيخنا البهائي عن ابيه الفقيه الشيخ حسين عن شيخنا الشهيد الثاني بطرقه المعروفة المذكورة في الاجازة الكبيرة المنبه على بعضها في فاتحة العوالم والاربعين وخاتمة البحار والوسائل

ثانيهم العلامة المحقق المحدث الصدوق الشيخ يوسف صاحب الحدائق الناضرة بجميع طرقه المذكورة في اللؤلؤة

ثالثهم السيد السند العلامة السيد حسين الخوانساري عن العالم الفاضل الآقا محمد صادق عن والده العلامة محمد بن عبد الفتاح المشتهر بسراب عن الفقيه الامام السبزواري صاحب الذخيرة والكفاية عن السيد السند السيد حسين ابن السيد حيدر الكركي العاملي عن شيخنا البهائي عن ابيه عن الشهيد الثاني بطرقه كلها

رابعهم العلامة الجليل صاحب الكرامات الباهرة السيد حسين القزويني صاحب معارج الاحكام ومستقصى الاجتهاد وغيرهما عن ابيه العلامة السيد ابراهيم القزويني عن العلامة المجلسي الاول عن شيخنا البهائي عن ابيه عن الشهيد الثاني بطرقه المتقدمة الذكر

ولنا طرق أخر كثيرة من طرق الإمامية لا يسع هذا الإملاء تفصيلها وفيما ذكرناه كفاية للاتصال

بجميع الكتب ومصنفيها من الخاصة والعامة

أما مشائخ الزيدية فأنا لقيت منهم شيخنا العلامة الثقة الشيخ عبد الواسع بن يحيى الواسعي

اليمني الصنعاني الزيدي إذ اجتمعت به أياماً عديدة في دمشق الشام واستفدت منه

فوائد جمة وذلك في شعبان سنة ١٣٢٨ وقد أجاز لي طرقه كلها التي أخذها عن شيخه

القاضي العلامة حسين بن محسن المغربي عن شيخه السيد العلامة عبد الكريم أبي طالب بأسانيده

وطرقه كلها وهي كثيرة وقد فصلها في كتابه المسمى اتحاف المستفيد فيما اتصل من الأسانيد

فليرو السيد العلي التقي عني بهذا الطريق ما صحت لي روايته من كتب الزيدية بالسند

المتصل بالمجموع الفقهي والمسند الحديثي المسندين الى الشهيد زيد بن علي بن الحسين بن علي

ابن أبي طالب عليهم السلام وبالصحيفة الرضوية المسندة الى الامام أبي الحسن الرضا سلام الله عليه

وبكل من أمالي أحمد بن عيسى بن زيد بن علي وأمالي الامام أبي طالب يحيى بن الحسين الهاروني

وأمالي أخيه المؤيد بالله أحمد بن الحسين الهاروني وأمالي الامام المرشد بالله وأمالي الامام

الموفق بالله وشفاء الأمير الحسين وبقية كتب الزيدية من أصول وفروع وعلوم عقلية ونقلية

وأما مشائخي من أهل السنة قراءة وسماعاً وإجازة فأكثر من مشائخي الامامية

بيد أني أقتصر الآن على ذكر خمسة من شيوخ إجازتي من أقطابهم

الأول أستاذنا الشيخ سليم البشري المالكي شيخ الأزهر وإمام علماء مصر في وقته لقيته

سنة ١٣٢٩ بمصر وحضرت درسه في الأزهر مدة من الزمان وكانت بيننا مناظرات علمية

ومراجعات خطية مثلت ورعه وإنصافه وعلو منزلته علماً وأخلاقاً وأدباً أجازني إجازة

عامة مفصلة قد اشتملت على جميع أسانيده وطرقه المتصلة بجميع كتب أهل السنة نقلية وعقلية

وبعضها من المتقدمين والمتأخرين ولنذكر بعض طرق الصحيح البخاري كما اجازه
شيخه الامام الشيخ محمد الحناني عن العلامة الكبير الشيخ محمد الامير عن العلامة الشيخ علي العدوي
عن الشيخ محمد عقيلة عن الشيخ حسن بن علي العجيمي عن الشيخ احمد بن محمد العجل عن الامام يحيى بن مكرم
الطبري عن ابن عمه ابراهيم بن محمد بن صدقة الدمشقي عن الشيخ عبد الرحمن بن عبد الاول الفرغاني
عن ابي عبد الله محمد بن شاذبخت الفرغاني بسماعه عن الشيخ ابي لقمان يحيى بن عمار بن مقبل
بن شاهان الختلاني عن محمد بن يوسف الفربري عن الامام ابي عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري الجامع
للكتاب المعروف بصحيح البخاري عن شيوخه باسانيدهم وطرقهم كلها

الثاني استاذنا الامام الفقيه المحدث محمد المعروف بالشيخ بدر الدين الدمشقي
شيخ الاسلام بدمشق واعلم علمائها في هذا العصر وقد لقيته في شعبان سنة ١٣٢٨
بدمشق وحضرت درسه ليالي شهر رمضان من تلك السنة وجرت بيننا مذاكرة
تتعلق بمباحث الحسن والقبح العقليين وبامكان رؤيته تعالى وامتناعها
وبقدم القرآن وحدوثه فآل البحث الى ميله التام الى رأينا في كل من المسائل الثلاث
وقد اجازني بالمعقول والمنقول من فروع واصول ولا سيما الاحاديث الشريفة
والآثار المنيفة التي اشتملت عليها الجوامع والمسانيد كما اجازه بذلك شيوخه
واساتذته الكرام احدهم الامام الشيخ ابراهيم السقا عن الامام الشيخ ثعيلب
عن العلامة الشهاب الملوي عن الامام الشيخ عبد الله بن سالم صاحب الثبت
المشهور عن شيوخه باسانيدهم وطرقهم كلها وهي باجمعها مذكورة في ثبته
— ومنهم العلامة الكبير الشيخ محمد الامير صاحب الثبت المبسوط عن شيوخه
باسانيدهم وطرقهم المذكورة في ذلك الثبت وقد صرحنا عن الاسانيد ما لا يحتاج
معه الى مزيد فروى صحيح البخاري عن العلامة الشيخ علي الصعيدي

عن الشيخ محمد عقيلة المكي عن [illegible] بن علي العجيمي عن ابن [illegible] اليمني
عن الامام يحيى الطبري عن ابيه [illegible] ابراهيم بن محمد بن صدقة الدمشقي عن
الشيخ عبد الرحمن الفرغاني عن محمد بن شاذبخت الفرغاني بسماعه [illegible]
على الشيخ ابي [illegible] الشاشي [illegible] الفربري عن
جامعه محمد بن اسماعيل البخاري — وروى صحيح مسلم [illegible]
وموطأ مالك عن الشيخ [illegible] عن الشيخ ابراهيم [illegible] عن الشيخ احمد [illegible]
عن الشيخ علي الاجهوري عن الشيخ نور الدين علي القرافي عن الحافظ جلال الدين
السيوطي عن البلقيني عن [illegible] عن سليمان بن حمزة عن ابي الحسن علي بن
نصر عن الحافظ عبد الرحمن بن منده عن الحافظ ابي بكر محمد بن عبد الله عن مكي
النيسابوري عن الامام مسلم صاحب الصحيح عن الامام احمد بن حنبل
الشيباني امام مذهب الحنابلة وصاحب الكتاب المعروف بالمسند عن الامام
محمد بن ادريس الشافعي امام الطائفة الشافعية وصاحب المسند المشهور بمسند
الشافعي عن الامام مالك بن انس الاصبحي صاحب المذهب المالكي والكتاب
المعروف بموطأ مالك عن مشايخهم بطرقهم المتصلة برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
الثالث شيخنا العلامة الكبير والمحدث الشهير الشيخ محمد بن محمد بن [illegible]
الخاني الخالدي النقشبندي [illegible] وقد [illegible]
[illegible] بجميع ما تجوز له وعنه روايته من فقه وحديث وتفسير [illegible]
كما اجازه مشايخه الاعلام ومنهم والده الشيخ محمد بن عبد الله الخاني [illegible]
الرحمن الكزبري والشيخ الحاج ابو النصر الشيخ ابراهيم السقا والشيخ مصطفى
المبلط والشيخ عثمان الدمياطي والشيخ التميمي التونسي والشيخ اسماعيل البرزنجي

كلام عن سنده وطلب الارشاد الشيخ خالد الكردي [illegible] الشيخ [illegible] ربي
باسانيده وطرقه المعروفة بين شيوخ اهل السنة واجازني هذا الشيخ
[اعني الشيخ محمد بن محمد الخاني الخالدي] بثبت شيخ الشيوخ في الديار المصرية الشيخ
محمد الامير الكبير المالكي الازهري وقد عرفت ان هذا الثبت قد حوى من الاسانيد
ما لا يحتاج معه الى مزيد — واجازني ايضا بثبت محدث الديار الشامية الشيخ
عبد الرحمن الكزبري الذي يتضمن الاجازة بكتب الحديث المشهورة كلها واحياء
علوم الدين للغزالي ومؤلفات شيخ الاسلام يحيى النووي والحافظ ابن حجر العسقلاني
وجلال الدين السيوطي والقاضي زكريا الانصاري [illegible] ابن حجر المكي
وشيخ الاسلام الشمس محمد الرملي ومؤلفات الشهاب احمد القسطلاني والملا علي
القاري وابن عطاء الله السكندري والشيخ محي الدين بن عربي وتفسير القاضي
البيضاوي وجار الله الزمخشري والجلالين وابي السعود والسلسلة الفقهية
المتصلة بالفقهاء الشافعية والحنفية

الرابع علم الاعلام ونادرة هذه الايام الشيخ محمد المعروف بالشيخ توفيق الايوبي
الانصاري الدمشقي وقد لقيته في صور ودمشق وجرت بيننا مناظرات
ومراجعات كثيرة وافادني واستفاد مني فوائد خطيرة واجازني بروياته كلها
عن شيوخه الكرام واعلى اسانيده في تحديث مسند العلامة السيد سعيد افندي
الاسطواني ١ فانه يروي صحيح البخاري عن شيخه المحقق محمد الغاسيا ٢
عن محمد بن سنند ٣ عن ابي الوفاء احمد بن محمد العجل ٤ عن قطب الدين
محمد النهرواني ٥ عن والده احمد ٦ عن الحافظ ابي الفتوح احمد بن عبد الله

الطاوسي ٧ عن المعمر بابا يوسف الهروي ٨ عن محمد بن شاذبخت الفرغاني ٩ عن المعمر يحيى بن عمار الختلاني ١٠ عن أبي عبد الله محمد بن يوسف الفربري ١١ عن الشيخ البخاري فيكون بيني وبين البخاري اثنا عشرة واسطة — وقد ذكر الشيخ عبد الخالق بن علي المزجاجي انه صح ان الشيخ قطب الدين محمد النهروالي روى صحيح البخاري عن الحافظ نور الدين الطاوسي بلا واسطة وانه وبناءه على ذلك فيكون بيني وبين البخاري احدى عشرة واسطة

الخامس الشيخ محمد عبد الحي ابن الشيخ عبد الكبير الكتاني الفاسي الادريسي وقد اجتمعنا في مصر وتبادلنا فيها الزيارة وكانت بيننا محاورات ومناظرات في مسائل فقهية واصولية دلت على غزارة فضله ورسوخ قدمه وقد اجاز لي ان اروي صحيح البخاري عنه من طريق المعمرين عن المعمر عبد الهادي ابن العربي العمراوي الشهير بالعواد [illegible] محمد بن علي [illegible] عن ابي طالب المازوني عن محمد بن عبد الله المغربي عن قطب الدين المكي عن ابي الفتوح الطاوسي عن المعمر بابا يوسف الهروي عن محمد بن شاذبخت الفارسي عن يحيى بن شاه الختلاني عن الفربري عن البخاري [قال الشيخ عبد الحي الكتاني] هذا اعلى ما يوجد مطلقا في سائر نواحي الارض قال واروية من طريق الجن عن الشيخ محمد بن الادفي الشرفي عن محمد بن [illegible] عن عمر بن المكي عن شمهورش عن البخاري وقد اجازني بهذا الطريق واجازني بجميع ما له من مرويات ومقروآت ومسموعات عن قريب من ثلاث مائة شخص ما بين رجال ونساء

عملاً بقوله تعالى [فاتقوا الله حق تقاته ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون] وأذكره ونفسي بما أوصى به
أمير المؤمنين حيث قال لوصيه وخليفته ابني رسول الله وريحانتيه من الدنيا وسيدي
شباب أهل الجنة أوصيكما بتقوى الله وأن لا تبغيا الدنيا وإن بغتكما ولا تأسفا على شيء منها
زوي عنكما وقولا بالحق واعملا للأجر وكونا للظالم خصماً وللمظلوم عوناً أوصيكما وجميع ولدي
وأهلي ومن بلغه كتابي بتقوى الله ونظم أمركم وصلاح ذات بينكم فإني سمعت جدكما صلى الله عليه وآله
يقول صلاح ذات البين أفضل من عامة الصلاة والصيام الله الله في الأيتام فلا تغبوا أفواههم
ولا يضيعوا بحضرتكم والله الله في جيرانكم فإنهم وصية نبيكم ما زال يوصي بهم حتى ظننا أنه
سيورثهم والله الله في القرآن لا يسبقكم بالعمل به غيركم والله الله في الصلاة فإنها عمود دينكم
والله الله في بيت ربكم لا تخلوه ما بقيتم فإنه إن ترك لم تناظروا والله الله في الجهاد بأموالكم
وأنفسكم وألسنتكم في سبيل الله وعليكم بالتواصل والتباذل وإياكم والتدابر والتقاطع لا تتركوا
الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر فيولى عليكم أشراركم ثم تدعون فلا يستجاب لكم

والعناية إلى شؤون المؤمنين وسائر المسلمين ولم شعثهم وجمع كلمتهم وحضهم على التمسك
بتعاليم نبيهم صلى الله عليه وآله وسلم والاستنان بسنتهم — ولا يكن همه السيد التقي
غير الله والمسلمين فقد روي عن جده رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من أصبح وهمه غير الله
فليس من الله ومن أصبح لا يهتم بالمسلمين فليس منهم

ونختم الإجازة بما روي عن أمير المؤمنين عليه السلام من أحب أن يكتال بالمكيال الأوفى
يوم القيامة فليقل آخر مجلسه وحين يقوم سبحان ربك رب العزة عما
يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين [وصلى الله على نبينا محمد وآله الطيبين
الطاهرين ولعنة الله على أعدائهم أجمعين] في شهر رمضان المبارك سنة ١٣٤٩ الأحقر

[illegible]

آیت اللہ سید رضا ابن سید محمد بن ہاشم بن شجاعت علی موسوی ہندی نجفیؒ (۱۲۹۰۔۱۳۶۲ھ۔ق)

الاجازة التاسعة والعشرون

من العلامة الاوحد سيد الادباء الاعلام السيد رضا ابن الفقيه الحجة السيد محمد الهندي النجفي دام علاه

كتبها لي يوم الجمعة سلخ شوال سنة ١٣٤٩ه بالنجف الاشرف

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي اجاز العلماء بطرق الهداية وامرهم بارشاد من منحهم به من الدراية وصلى الله على خير نبي مرسل و الذين اتم بهم الدين واكمل فبعد فقد اجزت العالم الفاضل والمهذب الكامل الثقة التقي جناب السيد علي النقوي اللكهنوي ان يروي عني ما صح لي روايته من مشايخي في الرواية وهم الفقيه الاوحد وعلم الفضل السيد ابو الحسن الموسوي الاصفهاني نزيل النجف الاشرف والعالم العلامة المؤتمن السيد حسن صدر الدين نزيل الكاظمين ع وشيخنا العلامة الاجل الشيخ اسد الله الزنجاني بطرقهم المذكورة في مشيخة اجازاتهم بالمحمدين الثلاثة ارباب الكتب الاربعة وفقني الله واياه للاخذ بطريقتهم وسلوك المجازات الموصلة الى الحقيقة انه ارحم الراحمين وكتب العبد الاقل رضا ابن السيد محمد الموسوي النجفي اللكهنوي في داره بالنجف الاشرف ع

آیت اللہ علی اکبر بن حسین نہاوندی خراسانیؒ

(١٢٧٨-١٣٦٩ھ-ق)

الاجازة الثلثون

هو حجة الاسلام الحاج الشيخ علي اكبر النهاوندي نزيل خراسان وهو في الطراز الاول ممن تثق به العامة وتتهافت للصلوة خلفه الاخيار وله مؤلفات ممتعة كثيرة وقد وردت علي اجازته هذه من ايران وانا في النجف الاشرف في شهر ذي الحجة سنة ١٣٤٩ هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وصلى الله على صفوة انبيائه محمد وآله اجمعين وعلى اعدائه [illegible]
عليه من لعنائه وبعد فان السيد السند والركن والعمد علم الاعلام
الاحكام ركن الاسلام السيد علينقي النقوي اللكهنوي دامت [illegible]
لما حازه من الفضل الجميع والشرف الرفيع واقتبسه من شوارد العلم
الكامل والحلوم وحواه من الادب الجم والعلم الكثار حتى عاد كعلم في ذروة
مشفوعا ذلك كله بملكات فاضلة وغرائز كريمة على ما فيه من
النسب النبوي الوضاح والحسب العلوي الوضاح فهو سلمه الله تعالى لهذا [illegible]
كلها وللكنز الطيب من اصلها فلها مجاز مني ان يروي عني كتب اصحابنا
بالاسانيد المتصلة الى ائمة الهدى صلوات الله عليهم عن العلامة
الآية الراوية ثقة الاسلام النوري والمحقق الشهير العلامة الحاج ميرزا
حبيب الله الرشتي وسيد العلماء الاعلام السيد ابو القاسم الاشكوري
المحشي على المكاسب والرسائل وآية الله شيخ الشريعة الاصفهاني
قدس الله اسرارهم والاول اسانيده مذكورة في خاتمة مستدركاته والثاني عن
شيخ الطائفة الانصاري والثالث عن الشيخ وآية الله الحاج السيد حسين الكوه كمري
والرابع عن صاحب الروضات واخيه وآية الله المهدي القزويني وآية
الله الشيخ محمد حسين الكاظمي قدست اسرارهم فله دام فضله الرواية
بالاسانيد عني واجازته من رآه اهلا لذلك والسلام على كافة
العاملين وعليه ورحمة الله وبركاته

وانا العبد الآثم الاحقر [illegible] علي [illegible]

آیت اللہ سید ابراہیم بن حسن الشہیر بہ میرزا آغا اصطہباناتی الشیرازیؒ (۱۲۹۷۔۱۳۸۰ھ۔ق)

۳۱۔ الاجازة الحادية والثلثون

من سيد المحققين وعمدة المجتهدين السيد الاجل ميرزا آقا الاصطهباناتي الشيرازي دام علاه من اجلة علماء النجف الاشرف كتبها لي يوم الخامس من شهر المصيبة المحرم الحرام سنة ۱۳۵۱ه قال فيها: وقد اجزت له ان يروي عني ما صحت لي روايته من احاديث اهل العصمة عن شيخي العلامة الاعظم والسناد الاقوم آية الله المولى محمد كاظم الهروي الخراساني قده باسناده المعروف المعهود المنتهي الى الائمة المعصومين سلام الله عليهم اجمعين؛

آیت اللہ شیخ عبد الکریم بن مولی محمد جعفر یزدی حائری قمی موسس حوزہ علمیہ قمؒ (۱۲۷۶۔۱۳۵۵ھ۔ق)

آیت اللہ سید علم الہدی ابن شمس الدین بن الامیر علی محمد نقوی الکابلی البصیرؒ

آیت اللہ شیخ عبد الحسین بن باقر البغدادیؒ (۱۲۷۷۔۱۳۵۱ھ۔ق)

الاجازة الثانية والثلثون

من الامام المقدم المصلح الاعظم حجة الاسلام وآية الله فی الانام الحاج الشيخ عبد الكريم اليزدی الحائری نزيل ناحية قم المشرفة متع الله المسلمين بطول بقائه اجازنی بها فی قم يوم الاثنين الثانی والعشرين من جمادی الاولی سنة ۱۳۵۰ھ بامضائه لاجازة آية الله العظمى شيخنا النائينی دام ظله كتابة والتصريح بالاذن لی فی الرواية لفظا وهو يروی عن العلامة المحدث النوری قدہ

الاجازة الثالثة والثلثون

من العلم العلم المتبحر المتضلع بعلمی الفقه والحديث السيد علم الهدى بن شمس الدين بن الامير علی محمد النقوی الكابلی البصير دامت بركاته بخصوص قوله ع الا ادخرت شفاعتی لاهل الكبائر من امتی فوالله ما انتفع بها من آذی ذريتی عن بحاثة المتكلمين العلامة السيد حامد حسين صاحب العبقات عن ابيه المفتی محمد قلی قدہ عن جدنا العلامة المؤسس المجتهد الكبير السيد دلدار علی قدہ وكانت روايتی عنه بالسماع فی دولت آباد ملاير من بلاد ايران عند رجوعی من زيارة مشهد الامام ابی الحسن الرضا سلام الله عليه فی داره هناك يوم السبت السابع والعشرين من جمادی الاولى سنة ۱۳۵۰ھ

الاجازة الرابعة والثلثون

من العلامة الهمام حجة الاسلام الشيخ عبد الحسين البغدادی دام بقاؤه كتبها لی بخطه الشريف يوم ۱۲ جمادی الاخرى سنة ۱۳۵۰ھ فی داره فی بغداد

من حجة الاسلام والمسلمين سلطان العلماء و...

سبط حسين النقوي اللكهنوي دام ظله كتبها في ...

... واجزت له سلمه الله ان يروي عني ما صحت لي روايته عن

... سيد المجتهد الميرزا ...

١٩١

الاجازة الخامسة والثلثون

... مقدام المحققين وامام المدققين

آية الله في العالمين الشيخ ضياء الدين

العراقي النجفي دام ظله كتبها في ... عشر

من رجب سنة ١٣٥٠ هـ يقول فيها: واوصيه

بتقوى الله واجزت له ان يروي عني كلما صحت

لي روايته واسأله ان لا ينساني من الدعاء كما

لا انساه ان شاء الله وهو يروي عن العلامة

الحاج ميرزا محمد هاشم الجهارسوقي والمحدث

الثقة النوري والآية الخراساني وشيخ الشريعة

الاصفهاني قدس الله اسرارهم الشريفة

والشيخ زين ال...

محمد قدس ... والعلا...

محمد قدس سره

الثامنة والث...

... المحققين ناصر ال...

... اللكهنوي دام ظ...

... شوال ٥٥ ...

سيد محمد عباس ...

سيد دلدار علي طاب ...

... ادام الله

آیت اللہ شیخ محمد حسین بن محمد حسن اصفہانی النجفی کمپانیؒ

(۱۲۹۶ـ۱۳۶۱ھ ـ ق)

الاجازة ...

من علامة المحققين وجائزة العلماء واحد الاساطين حجة الاسلام والـ... الشيخ محمد حسين الاصفهاني النجفي دام ... كتبها لي يوم ۱۲ شعبان سنة ۱۳۵۰ھ ... فيها ، وقد اجزته ايضا ان يروي عني جميع ... تصح لي روايته بسندي المتصل الى اصحاب العصمة عليهم السلام والرحمة سيما الكتب الاربعة للمحمدين الثلثة رضوان الله عليهم ... سائر جوامع الاخبار لعلمائنا الاخيار قدست اسرارهم " وهو يروي عن شيخنا الاعظم السيد ابي محمد الحسن الصدر دام ظله

آیت اللہ سید سبط حسین بن سید رمضان علی نقوی لکھنوی ھندیؒ

(۱۲۸۴۔۱۳۷۲ھ۔ق)

آیت اللہ ناصر حسین بن میر حامد حسین موسوی لکھنویؒ (۱۳۶۱،۱۲۸۴ھ۔ق)

الاجازة السابعة والثلثون

من حجة الاسلام والمسلمين سلطان العلماء ورئيس المجتهدين مولانا السيد
سبط حسين النقوي اللكهنوي مد ظله كتبها لي في ربيع الاول سنة ١٣٤٨ه يقول فيها
دام عزه وسلمه الله ان يروي عني ما صحت لي روايته عن شيوخ الطائفة وفقهاء الشيعة
من مشائخي العظام وهو يروي عن السيد المجتهد المرزا محمد حسن الشيرازي قده والشيخ
الحاج ميرزا محمد حسين الشهرستاني قده والشيخ زين العابدين المازندراني وخليله الحاج
الشيخ حسين وتاج العلماء السيد علي محمد قده والعلامة السيد محمد حسين بن العلامة السيد
مفتي حسين بن سلطان العلماء السيد محمد قدس الله اسرارهم بطرقهم المتصلة المعصومة.

الاجازة الثامنة والثلثون

من مرجع الانام حجة الاسلام صدر المحققين ناصر الملة والدين مولانا السيد
ناصر حسين الموسوي الكنتوري اللكهنوي دام ظله اجاز فيها شفاها في
داره المباركة يوم الجمعة الثالث من شوال سنة ١٣٥٠ه وهو يروي عن اجازة عن
استاده العلامة المرزا المفتي السيد محمد عباس قده عن استاده سيد العلماء
السيد حسين قده عن ابيه السيد دلدار علي طاب ثراه بطرقه المعهودة المقررة

بسمه سبحانه عز ذكره صفا السيد الجليل محمد ان الي
ادام الله لنا وجوده الشريف
ناصر حسين عفي عنه
١٥ شوال ١٣٥٠ه

اجازة

الاجتهاد

آیت اللہ مرزا ابو الحسن بن عبد الحسین مشکینی اردبیلیؒ

(۱۳۰۶-۱۳۵۸ھ-ق)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي دلّت على وجوده آيات حكمته وابانت عنه امارات قدرته والصلوة والسلام
على رسوله الصادع بشريعته الناهض باعباء رسالته وعلى الاصفياء من عترته ولعنة الله
وجه الله على بريته اما بعد فانه قد جرت سنة الله في العباد على ان يهديهم الى سبيل
الرشاد بحملة العلم واولياء السالكين سبل رضاه المهتدين بهداه فبعث الانبياء في
الاوصياء لانقاذ الخلق من ظلمات الجهالة والغواية بانوار العلوم والهداية حتى يبدو لواعج منار
الهدى ولا يترك الانسان سدى وبعد ما اقتضت الحكمة اخفاء وليه المنتظر وحجبه الكبرى
عن ابصار الورى فحجبهم عن مرآه ومشاهدته حينا جعل امر الهداية والارشاد الى علماء دينه
المضطلعين باعباء الاجتهاد المستنبطين لاحكام الشريعة من مصادرها والملتقطين فرائد
النفائس من جواهرها فبذلوا النفائس والانفس في هذا السبيل وتحملوا المشاق والتعب
للتحصيل فواصلوا السهر بالسرى واعتاضوا السهر عن طيب الكرى فشدوا لذلك رحال
السفر وطووا المراحل فضاء لهذا الوطر وتغربوا عن الاصحاب والاوطان وطافوا بالقرى والبلدان
للوصول الى تلك الغاية الكبرى والدرجة القصوى ففازوا بغاية المراد وبغية المرتاد فجزاهم الله
خير جزاء المحسنين بما بذلوا الجهد في تحصيل معالم الدين وتشييد مباني الشريعة المصطفوية
واحياء آثار الملة المحمدية على الصادع بها الف صلوة وتحية وممن سلك هذا المسلك القويم
ونهج فيه الصراط المستقيم حضرة العالم العامل المهذب البارع ملاذ الانام مروج الاحكام
فخر المجتهدين العظام السيد علي نقي بن العلامة الفقيه المؤتمن السيد ابي الحسن الالمعي
المبرور الامام المؤسس السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي فانه دام فضله وتأييده
ممن بذل جهده وجده واجتهد واتعب نفسه الشريفة في تحصيل العلوم الدينية والكمال

المعارف الشرعية كثيرات الزمان وحضر عند الأساطين العظام ولدى الأجلة مشتغلاً
من الأوان حتى أصبح بحمد الله ومنه من العلماء الأعلام والمجتهدين الفخام وبلغ مرتبة
الاجتهاد فله العمل بما استنبط من الأحكام على النهج المألوف بين الأعلام ويحرم
عليه التقليد فيما اجتهد وأجزت له أن يروي عني ما صحت لي روايته عن مشايخي
الأعلام بالسند المتصل إلى الأئمة المعصومين عليهم السلام وأوصيه بتقوى الله و
الاحتياط في جميع الأمور فإن من سلكه ليس بناكب عن الصراط وأن لا ينساني
من صالح الدعوات عند الخلوات وأدبار الصلوات كما أني لا أنساه إن شاء الله تعالى
وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة على سيد الأنبياء والمرسلين
وآله الطيبين الطاهرين ولعنة الله على أعدائهم أجمعين إلى يوم الدين
وقد كان ذلك في غرة شهر الله الأصم رجب ١٣٤٨
الأحقر أبو الحسن المشكيني الأردبيلي

آیت اللہ شیخ محمد کاظم بن حیدر شیرازی از تلامذہ مرزا محمد تقی شیرازیؒ (۱۲۹۲۔۱۳۶۷ھ۔ق)

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا الی مناهج شرایع الاسلام بایضاح مدارک الاحکام والصلوة علی
صفیه المبعوث الی کافة الانام باقوم شریعة وخیر نظام واهل بیته المعصومین البررة الکرام
البالغین فی تحریر قواعد الدین الی ذروة السنام الکافلین لنجاة العباد فی یوم القیامة
بمنتهی الارشاد الی مسالک دار السلام اما بعد فان الله تعالی ما خلق الجن والانس
الا لیعبدوه وکان کنزا مخفیا فخلق الخلق لکی یعرفوه فلم یزل یبعث الانبیاء لهدایة الناس
الی سبل الرشاد واحدا بعد واحد یرشدون الناس الی افضل المقاصد ولما اقتضت الحکمة
الالهیة غیبة الحجة المنتظر الامام الثانی عشر عجل الله فرجه وسهل مخرجه فاختفت عن
انوار طلعته وحرم الناس من التشرف بمشاهدته فی الاحیان الا ان یهدی الخلق
بعلماء من عباده العاملین المقتفین لآثار الائمة المعصومین المستفرغین وسعهم
تحصیل معالم الدین وتحریر احکام الشرع المتین وجعل لهم الفضل والثواب بابذال الجهد
وقاسوا الصعاب فی تشیید مبانی الاسلام وترویج معارف الاحکام متغربین
عن الاوطان فی القری والبلدان لتحصیل هذه الغایة الکبری والمقصد الاقصی فطوبی
لهم وحسن مآب وجزاهم الله جزیل الثواب وممن قد حظی من هذا باوفر نصیب
فیه بالمعلی والرقیب عمدة العلماء الاعلام زبدة الفقهاء الکرام مروج الاحکام ثقة الاسلام
البارع الصفی السید علی نقی النقوی دام فضله ابن العلامة الفقیه المؤتمن السید ابو الحسن
من سلالة المرحوم المبرور العلامة الشهیر السید دلدار علی النقوی اللکهنوی طاب
الجنة مثواه فانه دام تأییده قد کد وجد واتعب نفسه واجتهد فی تحصیل علوم

جمع البين ولبث في النجف الاشرف برهة من الزمان مكبا على التحصيل ناهجا في على
السبل حتى وصل الغاية وبلغ النهاية فاصبح بعون الله وتوفيقه من العلماء الاعلام
المهديين وفاز برتبة الاجتهاد والاستنباط فله العمل بما استنبطه من الاحكام عن ادلتها
المعروفة والطرق المضبوطة المألوفة ويحرم عليه التقليد فيما استقل فيه الاجتهاد
والاستنباط والله الهادي الى سواء الصراط واجزت له ان يروي عني ما صحت لي روايته
عن صاحب درايته عن مشايخي الاعلام المنتهية اسنادهم الى الائمة المعصومين عليهم
السلام واوصيه بتقوى الله واغتنام طاعته والاستعانة بتوفيقه وهدايته
... في القول والعمل والالتزام بالاحتياط فانه النجاة من المهالك والتجنب عن
الشبهات فانها المهالك حتى الهلكات ومن رتع حول الحمى اوشك ان يقع
وان لا ينساني من صالح الدعاء عقيب الصلوات ومظان الاجابات كما لا انساه ان شاء
الله ولله الحمد اولا وآخرا والصلوة على النبي وآله ...

آیت اللہ محمد حسین طہرانیؒ

الحمد لله الذي اتم الحجة على عباده ببعث الانبياء ونصب الاوصياء والصلوة على رسوله وسفيره الى خلقه خاتم ال

وافضل الاصفياء واهل بيته الامناء الدالين من بعده الى الطريق السواء اما بعد فان

العالم الفقيه العامل والورع التقي الفاضل علم الدين الظاهر ومنار الشرع الزاهر ركن الاسلام

ومروج الاحكام السيد علي نقي نجل حجة الاسلام وملاذ الانام السيد ابو الحسن

من سلالة العلامة الشهير والمجتهد الكبير السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي دام الله فضله

ونصره دينه ممن بذل اقصى جهده واتعب كريم نفسه وركب ظهور الرواحل وطوى المراحل

الى النجف الاشرف على مشرفه الاف التحف فبقي فيه مدة من الزمان مديدة مكبا على تحصيل الفقه

والاصول اقتناء احكام آل الرسول حتى صعد الذروة العليا ونال الغاية القصوى ورأيت

بعض ما ترشح من قلمه الشريف فقر به ناظري وارتاح له خاطري وتحقق عندي انه فائز بملكة

الاستنباط والاجتهاد حائز للملكة والاقتدار على رد الفروع الى الاصول واستخراج المعقول

من المنقول فله الاخذ بما ادى اليه نظره الشريف في الاحكام الشرعية وترك طريقة التقليد فيما

استنبط من المسائل الدينية واوصيه بالتقوى ونهي النفس عن الهوى والتجنب عن حطام الدنيا

ورذائلها والاعراض عن زخارفها وزبارجها وسلوك منهج الاحتياط

فانه سواء الصراط ولا ينساني عن صالح الدعاء

كما لا انساه ان شاء الله تعالى

محمد حسين [illegible]

یوم الجمعة [illegible] ۱۳[illegible]

محمد حسين

آیت اللہ علی بن عبد الحسین ایراونی ؒ (۱۳۰۱-۱۳۵۴ھ-ق)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا قيما لينذر بأسا شديدا من لدنه ويبشر المؤمنين الذين يعملون الصالحات ان لهم اجرا حسنا والصلوة والسلام على ذلك العبد البشير النذير سيدنا المصطفى من البرية اجمعين وعلى اهل بيته ولاة امره وحفظة سره ومستودع علمه الائمة المعصومين وبعد فقد استجاز مني جناب العالم العامل والمهذب النحرير الكامل فخر الاسلام وفخر الانام وسليل الاعلام الآغا ميرسيد علينقي سبط العلامة الساكن في دار السعادة السيد دلدار علي النقوي اللكهنوي دام توفيقه ثم بعد الاختبارات الناشئة من المذاكرة والمباحثات العلمية في مجالس عديدة آخرها يوم الخميس الثالث والعشرين من شهر جمادى الثانية سنة الف وثلثمائة وتسع واربعين في دارة الرافعة في ارض الغري اتضح عندي انه صاحب ملكة واقتدار وله اهلية الاستنباط وقوة رد الفروع الى الاصول فهو مجتهد يجوز له الاخذ بما ادى اليه نظره الشريف وترك طريقة التقليد لا زال موفقا لما فوق ذلك ومصباحا مضيئا في اهل هذا البيت الرفيع للشيعة والسلام عليه وعلى كافة الاخوان ورحمة الله وبركاته

قاله السيد علي الايرواني النجفي

۲۳ جمادی الثانیه ۱۳۴۹

(مہر: علی)

آیت اللہ الفقیہ الشیخ ابی الرضا الھادی بن عباس بن علی بن جعفر آل کاشف الغطاءؒ (۱۲۸۹۔۱۳۷۱ھ۔ق)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على محمد وآله الطيبين الطاهرين اما بعد فلا يخفى على ذوي
واهل العلم والايمان ان جناب العالم العلم والعليم المعلم والطود الاشم العلامة الفهامة والحبر النبيه البارع في
المعقول والمنقول السيد الشريف التقي السيد علي نقي النقوي اللكهنوي دامت بركاته ممن خاض
لجج بحارها ودخل اليها من ابوابها وميز بين قشورها ولبابها حتى فاق الاقران وحاز قصب الرهان
بجد اسد من اهل الملكات القدسية والاجتهاد في الامور الشرعية وممن لا يجوز له ان يعول على غيره
الدينية وممن يجب تقليده ما يصدر عنه من الاحكام في الحلال والحرام وقد اختبرناه ايده الله في
مسائل كثيرة ووقفنا على مؤلفاته ومصنفاته ومنظوماته ومنثوراته واطلعنا على مزيد جده
في الاشتغال والتحصيل وكثرة التدريس واحطنا بشؤونه خبرا وقرأنا صحف اعماله سطرا سطرا
طويل الباع واسع الاطلاع لا يسابق ولا يطاول ولا سيما في العلوم العربية والفنون
فان له اليد الطولى فيها والقدح المعلى في الفاظها ومعانيها وناهيك بتفوقه في النظم والنثر
واللغة فكم له من نظم كاللؤلؤ النظيم ومن كلمات ذهبية تفوق الكواكب الدرية وقد منحه بارئه
من فصاحة اللسان وحسن البيان ما اصبح به وحيدا في التدريس والتلقين والتفهيم والتبيين
عارفا بطريقة الصالحة بصيرا بكيفياتها الناجحة لا ينفصل التلميذ عن تدريسه الا وقد زال
الشك والابهام وانكشفت عنه حجب الشبهة والاوهام فنسأل الله ان يكثر امثاله في
على طلبة العلوم ظلاله وقد اجزناه ايده الله وسدده ان يروي عنا جميع مصنفاتنا
ومقروآتنا وما صحت لنا روايته عن مشايخنا العظام واساتذتنا الاعلام
قدس الله اسرارهم ورفع منارهم ورجائي منه ان لا ينساني في صالح الدعاء في مظان الاجابة
كما اني لا انساه من ذلك ان شاء الله والسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

حرره الراجي عفو ربه المدعو بالهادي
من آل كاشف الغطاء عفي عنه

آیت اللہ شیخ ضیاء الدین بن محمد العراقی النجفیؒ (۱۲۷۸ھ-۱۳۶۱ھ ق)

بسمه تعالى

[illegible]

آیت اللہ سید ابراہیم بن حسن الشہیر بہ میرزا آغا اصطہباناتی الشیرازیؒ

(۱۲۹۷-۱۳۸۰ھ-ق)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي جعل الفقهاء امناء على حلاله وحرامه ومستودعين لنواميس الشرع
واحكامه وافضل صلواته وسلامه على واسطة العقد وجوهرة نظام الصادع بالشرع
المنيف في ختامه وعلى عترته الاطيبين القائمين في مقامه المشيدين لاركان دينه
ودعائمه اما بعد فان اشرف الفضائل واسناها هو العلم الذي لولاه لما فضل
الانسان على سائر الحيوان فهو الشرف الخطير والفضل الكبير والفضيلة الافتخارية والرتبة
العليا والغاية المقصودة والضالة المنشودة لاهل الهمم العالية والفطرة السامية
افضل العلوم واسماها علم الدين واحكام الشرع المتين فهو الذي قيل في اوليائه
هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون وانما يخشى الله من عباده العلماء ولاجل
طلبه ورد الحث على هجر البلاد والاوطان ومباعدة الاهل والاخوان في قوله تعالى
فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم
لعلهم يحذرون فطوبى لمن سلك هذا السبيل الاسنى ونهج الطريقة المثلى في المهاجرة
لطلب العلم والفقاهة فيفوز بشرف الفضل والنباهة حتى يصبح من ورثة الانبياء وحملة
ودائع الرسل والاصفياء وممن [illegible] في طلب هذه الغاية الشريفة واتعب فيها نفسه المنيفة
حتى حصل عليها بقدم راسخ ووجدان ثابت البارع النبيه والعالم الفقيه صاحب الملكة
السامية والقريحة الصافية فخر المجتهدين حجة الاسلام والمسلمين السيد علي نقي
ابن علم الاعلام حجة الاسلام السيد ابو الحسن ابن العلامة الشهير المجتهد الكبير
السيد محمد [illegible] صاحب عماد الاسلام وغيره من الكتب المشهورة كثر الله امثاله
ممن دعى من فيض العلم باقرب الموارد [illegible] من فنون الفضل الشارد والوارد [illegible]
في المعقول والمنقول واتقن الفقه مع الاصول [illegible] من صحبه العلم
بالنجف الاشرف على مشرفه الاف التحية سنين عديدة ومدة مديدة حتى فاز بما هو [illegible]
[illegible]

نهایة المسؤل وصعد ذروة الاجتهاد مشفوعة بالصلاح والسداد ضليعا برد الفروع الى الأصول وتطبيق الدليل على المدلول فساغ له العمل بما يستنبطه من الاحكام على الطريقة المعروفة لدى العلماء الأعلام وحرم عليه التقليد فيما ادى اليه نظره في الاستنباط ووقف عليه من سوى الصراط وقد اجزت له ان يروى عنى ما صحت لى روايته من احاديث ال العصمة عن شيخى العماد الاعظم والسناد الاقوم اية الله المولى محمد كاظم الهروى الخراسانى قدس سره باسناده المعروف المعهود المنتهى الى الائمة المعصومين سلام الله عليهم اجمعين واوصيه بسلوك طريقة الاحتياط والتجنب عن جانبى التفريط والافراط والتحاشى عن المسامحة في الدين والتهاون بما هو خير للمؤمنين ورياضة النفس على التقوى ونهيها عن الهوى وان لا يكون غاية همه الدنيا واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين اله الطيبين الطاهرين. الاحقر الجاني ابو محمد الحسيني الشيرازى الشهير با مرزا آقا

فى شهر محرم الحرام ـ ١٣٥ ه

آیت اللہ شیخ محمد حسین بن محمد حسن اصفہانی النجفی کمپانی

(۱۲۹۶-۱۳۶۱ھ ق)*

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي رفع منازل العلماء حتى جعلهم بمنزلة الانبياء وفضّل مدادهم
على دماء الشهداء وافضل الصلوة والسلام واكمل التحية والثناء على سيد الابرار
وخاتم الانبياء وعلى آله الائمة الامناء وبعد فان السيد السند والمولى
المعتمد صفوة العلماء العظام ونخبة الفقهاء الاعلام وملاذ الاسلام المؤيد
جناب ثقة الاسلام التقوى سيدنا السيد علينقي النقوي دامت تاييداته وافاداته قد
حضر برهة من الزمان على غير واحد من الاعلام لتحصيل القواعد الاصولية
وتنقيح المباني الفقهية متادبا بالآداب الدينية متخلقا بالاخلاق الالهية حتى فاز
بالمراد وحاز مرتبة الاجتهاد فله العمل بما استنبطه من الاحكام من مداركها
فانه خبير بمداركها فادعوه دامت معاليه بمراعاة الاحتياط فانه طريق النجاة
وسبيل الاصابة وان لا ينساني من الدعاء في مظان الاجابة وقد اجزته
ايضا ان يروي عني جميع ما صح لي روايته بسندي المتصل الى اصحاب العصمة
عليهم السلام لا سيما الكتب الاربعة للمحمدين الثلاثة رضوان الله عليهم وسائر
جوامع الاخبار لعلمائنا الاخيار قدس الله اسرارهم حرر بيده الفانية في العشر
الاخير من ذي الحجة العبد الجاني محمد حسين الغروي الاصفهاني ١٣٤٢ سنة ١٣٥٠

آیت اللہ سید سبط حسین بن سید رمضان علی نقوی لکھنوی ہندیؒ

(۱۲۸۴-۱۳۷۲ھ ق)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي من على عباده بايضاح قواعد الاحكام وتنقيح مسالك
الافهام الى شرائع الاسلام والصلوة على رسوله المبعوث لهداية
الانام بالشريعة ... واكمل نظام وآله الهداة المبينين وجوه الحلال
والحرام برفع الحجاب وكشف الظلام اما بعد فان الله سبحانه
لم يخل الارض قط من علماء يذبون عن هذا الدين تحريف الغالين
وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين ... على حد الشريعة ... كشف
الحق وتنوير الظلمة ... والساري ... ومن
هؤلاء ولدنا الاعز الروحاني العالم الرباني الحبر الفقيه المسدد
والمجتهد النحرير المؤيد ... السيد علي نقي ابن ولدنا
الاجل الاكمل عمدة العلماء المحققين وزبدة الفقهاء المجتهدين
السيد ابو الحسن [illegible] النقوي اطال الله بقاءهما فانه سلمه الله مع
ما اوتي من صلاح الذات وسلامة الفطرة وحسن السيرة وصدق
الطوية لم يزل مكبا على تحصيل العلوم الدينية والمعارف الحقيقية
في الصغر ... الاشرف لدى العلماء المحققين والاساطين
المدرسين حتى بلغ الدرجة السامية والدرجة العالية الا وهي
درجة الاجتهاد التي بها حرم التقليد عليه وساغ العمل بفتواه
[illegible]
المحسوسات وقد قرت عيوننا اهل البيت بارتقائه سلمه

في امر هذا الولد العزيز فشكر الله عني ما في مكنونه علمه و
مخزون غيبه انه ولي الخير والعطاء . واجزت له سلمه الله
ان يروي عني ما صحت لي روايته عن شيوخ الطائفة وفقهاء
اصحابنا من مشايخي العظام كآية الله الباهرة مجدد القرن
الرابع عشر السيد الاستاذ الميرزا محمد حسن الشيرازي
طاب ثراه والمحقق الكبير الفقيه النحرير السيد الاستاذ
الحاج الميرزا محمد حسين الشهرستاني وفقيه عصره العلامة
الشهير الشيخ زين العابدين المازندراني واستاذي بحر
الفقهاء الربانيين وتاج العلماء المحققين مولانا السيد علي محمد
و خالي العلامة بحر العلوم المتلاطم امواجه في المعقول و
المنقول استاذي ومن اليه استنادي مولانا السيد محمد حسين
ملاذ العلماء قدس الله اسرارهم بطرقهم المعروفة المقررة فليرو
عني ادام الله ابقاءه بهذه الطرق لمن شاء كيف شاء ومن
الحري في تقدير هذا الولد العزيز ومقامه السامي في الفضل
والتحقيق ان اضيف الى ما لقبه ابوه لقبا آخر فهو اذن
سيد العلماء وفخر المحققين فالحمد لله سبحانه على ما اتانا من
نعمه السابغة والصلاة على سيد المرسلين وآله المعصومين
هداة الدين والسلام على كافة المؤمنين ورحمة الله وبركاته

حرره بيمناه الداثرة الراجي رحمة الله خادم الشريعة الطيبة
سلطان حسين
ربيع الاول سنة ١٣٥١ھ

آیت اللہ سید ابوالحسن بن ابراہیم نقوی نصیر آبادی لکھنوی ہندیؒ

(۱۲۹۸_۱۳۵۵ھ_ق)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی کوّن العالم ببدائع صنعه وطرائف حکمه وجعل
الانسان اشرف مخلوقاته وابدع مصنوعاته ورقاه من غایة
الحضیض الی اوج الشرف فخلق الخلق لکی یعرف والصلوة والسلام
علی رسوله المستفرغ وسعه فی تبلیغ شرائع الاحکام والباذل جهده فی
تتمیم مکارم اخلاق الاسلام والهداة الانام من الخاص والعام
الی مناهج الحق والیقین ومسالك الدین سیما ابن عمه علی المتفقه من
حضرة الذات اولاً وبالذات ثم من مدینة العلم بالغیاب فانفتح له
من کل باب الف باب فکان بمنزلة الباب اما بعد فلا یخفی

ان النفقہ مطلوب من العباد کفایۃ کما یدل علیہ آیۃ فلولا نفر من کل فرقۃ
صدرھا ما کان المؤمنون لینفروا کافۃ ولذا اشتاقت الیہ
نفوس قدسیۃ وذوات قدوسیۃ یشدون لذلک الرحال
ویقطعون السہول والاوعار وصرفوا ھممہم وبیضوا المنہم امتثالا
لامر الہ جز وھو افضل المجاھدۃ فجزاھم اللہ خیرا واحسن لھم
اجرا وممن شمر عن ساق الطلب فی نیل ھذا المطلب للامام الکامل
والمجتھد العامل مہجۃ قلبی وثمرۃ فؤادی نور عینی وفلذۃ کبدی
ولدی السید علی النقی سلمہ اللہ وابقاہ وحفظہ وحماہ فانہ
بعد ما فرغ من تحصیل العلوم فی وطنہ ومحل اھلہ وسکنہ
عطف عنان عزمہ الی النجف الاشرف علی مشرفہ الاف التحف
فلما تشرف بتلک الساحۃ طوی کشحہ عن الراحۃ حتی فاز بما فاز
وحاز ما حاز واستجازمنی اجازۃ وافیۃ فکتبت لہ اجازۃ مفصلۃ
مبسوطۃ فی ذی الحجۃ من السنۃ السابقۃ وارسلتھا الیہ لکنی لم اشر
فیھا بما طلبہ لاجلھا دوان مکن الاسناد لا لیھا علیھا بنوع

من التقريب لأجل اني ما كنت مطمئناً بكمال الاطمينان ثم قد
اختبرته سلمه الله اختباراً تاماً بعنوان مخالفة حتى مضت
سنة كاملة فاستكشفت من بعض ما ترشح من قلمه الملكة الراسخة
الاستنباطية والقوة القدسية الاجتهادية ووجدته سلمه الله
راقياً من حضيض التقليد الى اوج الاجتهاد فاشكر الله على
ما اتاني من النعم العظام والآلاء الجسام فولدي هذا طول الله
عمره جامع لصفتي العلم والعمل وانه ممن يصدق عليه قول الصادق
عليه السلام من كان حافظاً لدينه صائناً لنفسه مطيعاً لأمر
مولاه مخالفاً لهواه فللعوام ان يقلدوه ولقبت ولدي هذا
بلقب والدجدي سيد العلماء فان له اسوة حسنة كما اشرت
اليه سابقاً في الاجازة المبسوطة وعلى الاخوان من المؤمنين ان
يغتنموا بركات وجوده ويستضيئوا بانوار علمه واعلم يا بني اني
كتبت لك في الاجازة المبسوطة في الخاتمة اني ساقرء من
الخمسين فمن التاسع والعشرين من شهر صفر ادخل في تسع واربعين

ولکن هذا کان من الغفلة والاحری ان یکتب سأدخل فی الخمسین
من التاسع والعشرین من شهر صفر ادخل فیه فانی ولدت فی
التاسع والعشرین من صفر سنة تسع وتسعین بعد الف و مائتین
من الهجرة النبویة فی بلدة بمبئی حین سافر والدی العلام رہ
عاطفا عنان عزمه الی مشاهد ائمة ال البیت سلام الله علیهم
اجمعین فی العراق ولا یخفی علیک انی قد نسخت ما کتبت من
الاجازة لمولانا السید سبط حسن دام علاه فانه انکشف علی
فیه ما انکشف وما کتبت له من الاجازة فهو علیه لا له کما لا
یخفی علی من راجعه وتفطنه واطلع علی حقیقة الحال وکتبت
الیه فی ذلک ما هذا لفظه صدیقی وخلیلی مولانا السید
سبط حسن دامت معالیکم علیک السلام انی قد مرضت منذ
شهرین والمرض باق کما کان فزاد ضعفی ونحل جسمی ولعل هذا
منتهی عیشی واخر عمری فلا بد لی من الاظهار بما اسرعت انی
یا اخی نسخت ما کتبت لکم قبل ذلک اذا انکشف لدی ما انکشف

فلا يجوز لكم الرواية عني وعليكم رده الي فانه عليكم لا لكم كما لا يخفى
على الخريت الماهر حرره اقل الخليقة ولا شيء في الحقيقة ابو الحسن النقوي
بقلمه في سلخ صفر ١٣٤٩ سنة واوصيك ياولدي بالتقوى ونهي النفس عن
الهوى والحق ان اتباع الهوى مذموم شرعا بل هو مناف لجواز التقليد
ولو كانت محللة ومباحة ولعل السر فيه ان المرء اذا قدر على مخالفة
الهوى يصير ذا الملكة المانعة عن المعصية وهي العدالة واتباع الهوى
يكشف عن مغلوبيته عن الهوى والدليل على ما قلنا رواية الاحتجاج
عن تفسير الامام عليه السلام في قوله ومنهم اميون لا يعلمون الكتاب
الآية والرواية طويلة لكنه لا باس بذكرها فانها متضمنة على فوائد
جليلة وعوائد نفيسة وهي انه قال رجل للصادق ع فاذا كان هؤلاء
القوم من اليهود والنصارى لا يعرفون الكتاب الا بما يسمعون من
علمائهم لا سبيل لهم الى غيره فكيف ذمهم الله بتقليدهم والقبول
من علمائهم وهل عوام اليهود الا كعوامنا يقلدون علمائهم
فان لم يجز لاولئك القبول لم يجز لهؤلاء القبول من علمائهم فقال ع

بین عوامنا وعلمائنا وعوام الیهود وعلمائهم فرق من جهة وتسویة

من جهة اما من حیث استووا فان الله تم ذم عوامنا بتقلیدهم علماءهم

کما ذم عوامهم بتقلیدهم علماءهم

اما من حیث افترقوا فلا قال بین لی یا ابن رسول الله قال ان عوام

الیهود قد عرفوا علماءهم بالکذب الصریح وباکل الحرام والرشا وتغییر الاحکام

عن وجهها بالشفاعة والتعصب الشدید الذی یفارقون ادیانهم

وانهم اذا تعصبوا ازالوا حقوق من تعصبوا علیه واعطوا ما لا یستحقه

من تعصبوا له من اموال غیرهم وظلموا وعرفوهم یقارفون المحرمات

واضطروا بمعارف قلوبهم الی ان من فعل ما یفعلونه فهو فاسق لا

یجوز ان یصدق علی الله ولا علی الوسائط فلذلك ذمهم لما

قلدوا من عرفوا ومن علموا انه لا یجوز قبول خبره ولا تصدیقه و

لا العمل بما یؤدیه الیهم عمن لم یشاهده ووجب علیهم النظر بانفسهم

فی امر رسول الله صلعم اذ کانت دلائله اوضح من ان تخفی واشهر من

ان لا تظهر لهم وکذلك عوام امتنا اذا عرفوا من فقهائهم الفسق الظاهر

والعصبیة الشدیدة والتکالب علی حطام الدنیا وحرامها واهلاك

فلا یجوز لکم الروایة عنی وعلیکم ردّه الیّ فانه علیکم لا لکم کما لا یخفی
علی الخریت الماهر حرّره اقل الخلیقة ولا شیء فی الحقیقة ابو الحسن النقوی
نقله فی سلخ صفر ۱۲۴۹ سنه واوصیک باولدی بالتقوی ونهی النفس عن
الهوی والحق ان اتباع الهوی مذموم شرعا بل هو مناف لجواز التقلید
ولو کانت محللة ومباحة ولعل السر فیه ان المرء اذا قدر علی مخالفة
الهوی یصیر ذا الملکة المانعة عن المعصیة وهی العدالة واتباع الهوی
یکشف عن مغلوبیته عن الهوی والدلیل علی ما قلنا روایة الاحتجاج
عن تفسیر الامام علیه السلام فی قوله ومنهم امیون لا یعلمون الکتاب
اه والروایة طویلة لکنه لا باس بذکرها فانها متضمنة علی فوائد
جلیلة وعوائد نفیسة وهی انه قال رجل للصادق ع فاذا کان هؤلاء
القوم من الیهود والنصاری لا یعرفون الکتاب الا بما یسمعون من
علمائهم لا سبیل لهم الی غیره فکیف ذمّهم الله بتقلیدهم والقبول
من علمائهم وهل عوام الیهود الا کعوامنا یقلدون علمائهم
فان لم یجز لاولئک القبول لم یجز لهؤلاء القبول من علمائهم فقال ع

بين عوامنا وعلمائنا و بين عوام اليهود وعلمائهم فرق من جهة وتسوية
من جهة اما من حيث استووا فان الله قد ذم عوامنا بتقليدهم علماءهم
كما ذم عوامهم بتقليدهم علماءهم و
اما من حيث افترقوا فلا قال بين لي يا ابن رسول الله قال ان عوام
اليهود قد عرفوا علماءهم بالكذب الصريح وباكل الحرام والرشا وتغيير الاحكام
عن وجهها بالشفاعات والتعصب الشديد الذي يفارقون به اديانهم
وانهم اذا تعصبوا ازالوا حقوق من تعصبوا عليه واعطوا ما لا يستحقه
من تعصبوا له من اموال غيرهم وظلموا وعرفوهم يقارفون المحرمات
واضطروا بمعارف قلوبهم الى ان من فعل ما يفعلونه فهو فاسق لا
يجوز ان يصدق على الله ولا على الوسائط فلذلك ذمهم لما
قلدوا من عرفوا ومن علموا انه لا يجوز قبول خبره ولا تصديقه و
لا العمل بما يؤديه اليهم عمن لم يشاهدوه ووجب عليهم النظر بانفسهم
في امر رسول الله ص اذ كانت دلائله اوضح من ان تخفى واشهر من
ان لا تظهر لهم وكذلك عوام امتنا اذا عرفوا من فقهائهم الفسق الظاهر
والعصبية الشديدة والتكالب على حطام الدنيا وحرامها واهلاك

من يتعصبون عليه وان كان لاصلاح امره مستحقا وبالترفرف بالبر و
الاحسان على من تعصبوا له وان كان للاذلال والاهانة مستحقا فمن قلد
من عوامنا مثل هؤلاء الفقهاء فهم مثل اليهود والنصارى الذين ذمهم الله
بالتقليد لفسقة فقهائهم فاما من كان من الفقهاء صائنا لنفسه حافظا
لدينه مخالفا لهواه مطيعا لامر مولاه فللعوام ان يقلدوه و
ذلك لا يكون الا بعض فقهاء الشيعة لا جميعهم فاما من ركب
من القبائح والفواحش مراكب فسقة فقهاء العامة فلا تقبلوا
منه عنا شيئا ولا كرامة وانما كثر التخليط فيما يتحمل عنا اهل البيت
لذلك لان الفسقة يتحملون عنا فيحرفونه باسره لجهلهم ويضعون
الاشياء على غير وجهها لقلة معرفتهم وآخرون يتعمدون الكذب
علينا ليجروا من عرض الدنيا ما هو زادهم الى نار جهنم ومنهم قوم
نصاب لا يقدرون على القدح فينا فيتعلمون بعض علومنا
الصحيحة فيتوجهون عند شيعتنا وينتقصون بنا عند اعدائنا ثم
يضيفون اضعافه من الاكاذيب علينا التي نحن براء منها فيقبله

المقلد

المستسلمون من شیعتنا علی انہ من علومنا فضلوا واضلوا واولئک
اضر علی شیعتنا من جیش یزید لعنہ اللہ علی الحسین علیہ السلام انتہی
وتقریب الاستدلال ان الظاہر من قولہ مخالفا لھواہ مطلق
الھوی وترک الاستفصال دلیل العموم مضافا الی قرینۃ
قولہ التکالب علی حلال الدنیا وحرامھا والاشکال فی الحدیث
بان قضیۃ الانصاف ان الحدیث شامل لاصول الدین فان
مورد السؤال انما ھو فیہ ولا یجوز حمل التقلید علی ما لا یجوز
فی الاصول لاستلزامہ تخصیص المورد وھو قبیح فی الغایۃ بل لا بد
من حملھا علی ما یوجب الاعتقاد وھو عند التحقیق لیس تقلیدا
بل ھو اجتہاد نعم مقدمۃ انہ حاصلۃ بواسطۃ حسن الظاہر
بالعالم الذی افادہ ما یعنہ ذلک الاعتقاد والکلام انما ھو
فی التقلید التعبدی ولیس بین التقلیدین قدر جامع بصح استعمال
اللفظ فیہ علی وجہ لا یلزم استعمال اللفظ فی اکثر من معنی فلا
وجہ لما یتوھم من انہ یحمل اللفظ علی العموم ولا یلزم خلاف الظاہر

فی لفظ التقلید فانّ ذلک من الاصطلاحات المتأخرة کما
لا یخفی هذا ما استشکل به شیخ مشایخنا الانصاری ره مدفوع
بان قضیة الانصاف انّ التقلید لیس من الاصطلاحات المستحدثة
بل الحق انّ التقلید والفتوی کلاهما کانا فی زمن الائمة فانّ
الحجة فی زمن الانسداد لیس الا ما هو حجة فی زمنهم وهو الظنون
الخاصة کما حققنا واشرنا الیه فیما کتبنا من قبل فقد قام الدلیل
القطعی علی حجیتها فی صورة الانفتاح فی عرض القطع اما
الاجماع المنقول فالتحقیق انه من باب الخبر الواحد وکلما قام
الدلیل علی اعتباره اذا کان من باب الحس ونقل الاجماع لیس کذلک
کما قرر فی محله لکن الفقیه بعد الدخول فی مسئلة وانتهائه الی نقل
الاجماع سیما اذا کان مستفیضا لا یجتری علی مخالفته
لعله لاجل الظن الاطمینانی وکیف کان فالاجماع المنقول
وان لم یکن فی زمن المعصومین لکن الاجتهاد بمعنی استفراغ
الوسع فی حکم شرعی بالادلة کان فی زمن الائمة قطعا فزادة

وامثاله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا هشت نفوسنا وملأ الفخر قلوبنا حينما نقف على نموذج من منشآت
العلامة المعظم السيد علينقي اللكهنوي في اللغة العربية فبينا نعرف
هندية اللغة لكهنوي الوطن اذا به يدلّنا بادبه على نسبه وعبقريته على
فيدفق في بنات الكلام بفصاحة علوية حيدرية هي سر نبوغه العربي
لا النفوس اكبارا واعجابا وهذه الآثار النواضر من منظوم ومنثور
في الكتب والرسائل والمجلات بما فيها من رصانة تركيب وحسن اتساق واسجاع
صادق على براعة منشئها العربي المبين فهو لعمر الحق استاذ من اساتذة
عربية في هذا العصر ممدوح فياضة بالعواطف الشريفة وآثاره
في الغيرة على الدين واهله غنية عن البيان شكر الله سعيه وكثر في حماة

ومثاله ۶ ۲۸/۹/۱۳۵۰ھ حرره بقلمه [illegible]

الحمد لله والصلوة والسلام على رسوله وآله

وبعد فإن العلامة اللكهنوي هو من أولئك الأفذاذ الذين تعشقوا الفضا[ئل]
فأمهروها من نفوسهم كل مرتخص وغال حتى اقترنوا بها اقتران السعـ[داء]
فباتوا وإياها متعانقين على منصة السعادة يتبادلون عواطف الحب و[...]
مراسم الإخلاص والولاء ، وما أهنأ الحياة مرتكزة على معانقة الفضيلة
اللذيذة وهي تلك الحياة التي يتمتع بها اليوم صديقنا اللكهنوي وآخرون من
الفضلاء ومن قفزت بهم نفوسهم العبقرية إلى حيث لا أفق أعلى فتطلع
في جبهته نجوماً لامعة يكاد نورها يخطف الأبصار أولئك مصابيح الـ[دجى]
الذين يخترقون بأنوارهم ظلمة الجهل ودجنة الباطل ما وجدوا إلى ذلك
، فهنيئاً لصديقنا اللكهنوي الذي انعطف إلى نيل الفضيلة بهمته
حتى اقترن بها هذا الاقتران السعيد فكان ذلك جزاءً له على جهوده
وأتعابه المتواصلة التي بذلها في سبيل العلم والأدب ، وما بنات
التي صنعها لك هذه القصائد الغرائد والمقاطيع الغراء ، إلا نموذجاً
لروحه الأدبية المتصاعدة إلى دماغه الكبير ، وليست براعته في
العربية شعراً ونثراً مهما كانت موضع الإعجاب والتقدير إلا دون براعته
في سائر الفنون الأخرى فالسيد اللكهنوي عالم وأديب معاً ، وهكذا
الرجل أن يكون عالماً وأديباً

٢٥٠/٧/٢

مرتضى آل [...]

بسم الله الرحمن الرحيم

الشعر شعور ، فشعر المرء دليل عقله ، وآية فضله ومرآة فكره

فصفات شعر المرء حسب صفاته

للناقدين وعندهم من قدامه

الشعر بحق دقيق التركيب منضد اللفظ روحاني الأثر تتمثل به الحقائق او التماثيل الخيالية بأبهى حللها ، وخير الشعر ما عبر عن الخواطر والعواطف بوضوح ، وخير خيره ما ضرب على الوتر الحساس فحرك الشعور وأهاج كوامن الصدور ، فأشجى وأذكى وأضحك وأبكى

وشعر العلامة العالم السيد علي نقي النقوي من هذا النوع فهو جيد الحبك صحيح السبك شريف المعنى واضح المنهج ،

ولقد لمست منه حفظه الله النبوغ في كل حلبة يجري فيها
انظر الى آثاره قوة امتلاك القلوب بمحاضراته
العذبة الشهيرة وطبع من مؤلفاته لكشف النقاب
واقالة العاثر وقبل اكمال تينك الموضوعين
تنافس رجال الخير وطلاب العلم في بذل مصارف
الطبع تقديرا للمقام السامي في العلم والعمل
= وفي ذلك فليتنافس المتنافسون = والحق
يقال ان المحقق الكوثري مثال النبوغ فهو
على حداثة سنه تربع على دست مشائخ الشيوخ
في العلم والعمل

اجل هو العلامة البحاثة المحقق الثبت في علم
الحديث والرجال والكلام والحكمة وعلوم العربية
الثلاث والتفسير والاصول والفقه وعقد

جرى إلى أبعد الغايات في الأدب العربي على أثر
هدي المولد والمنشأ واللسان ذلك من آيات
نبوغه فأصبح بحمد الله من ملوك البيان وأمراء
الشعر أنزلت الفصاحة على قلبه وهبط وحي البلاغة
على فؤاده فملك زمام صناعتي النظم والنثر
ولذا تراه متبحرا في مفردات اللغة عارفا بفصيحها
وركيكها ومأنوسها وغريبها عليما بأسرار الفاظه
ونكاته فهو عربي في نظمه ونثره وحديثه وخطابه
ولا بدع فقد

عرفته في البهاليل الرؤوس * عرفته في البهاليل النجب

أقل خدمة الشرع الشريف
محمد علي شوق الدين
الحسيني الحنفي

سنه ۱۳۰۵
غرہ رجب

لمان الذی احل علی القدر من الفضل محلا وجعله بارزها المناقب البیض مزینا و محلا
لقصر عن منال رفعة قوادم الافکار المستطیلة ونظم منه علائم الاخطار العظیمة الجلیلة
من جوهرة قدس یتیمة اوانها تغره وسبکة فضا حلی عن النظیر خرزنها فکره
هدائق فرنیض تلذ بها الاحلاق دعبها حماسته ورموز معان دقاق کشفت عنها فراسته
زفارس میدان الادب والحائز من السبق القصب بخط عن شاوه جهد مجاریه
تدارک سیارة الشهب علی مساعیه قد اتسع باشواط العروبة میدانه وانطلق بالرعیل
العنانه فالصارم الهندی بامضی بالنظم من فکره ولا الجوزاء باعلا من مراقی فخره
لا یکون نابغة العصر وهو من کنانة فقرة الظهر تفرع من ارومة احمدیة وبسق من
علویة اصلها ثابت وفرعها فی السماء تمد من المجد الیفاع ظلا مبارک من جعله اهلا

۱۳۵۰
۱۵ شعبان

عبد الحسین
الجزائری

بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على محمد وآله الطاهرين

اما بعد فان جناب السيد المعظم والمولى المكرم العالم النبيه الفاضل النقي السيد علي نقي
الكناصوري دام ظله السني قد حاز من غالب العلوم مبلغاً شافياً وخصوصاً
علم العربية فقد فاق فيه من سواه نظماً ونثراً فيتعين لمن اراد الغور فيه ان يرجع الى
بحر المحيط بانواره فيغترف منه ما يتوصل به الى تحصيل العلوم في فنون البلاغة
والنظام كتاب الله الكريم واخبار النبي واهل بيته عليهم صلوات رب العالمين
واسئله مدام التأييد له وتوفيق التعليم والتعلم من حيث يتهيأ منهجه والسلام
على كافة اخواننا الكرام حرر في ٢٠ رجب سنة ١٣٥٠

الاحقر مشكور النجفي
محمد جواد طاب ثراه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحر وان
العقود المفصلة لآیات اقدلتنا منها جمل الغا
وفصول الذکر وارتنا من مبدعها فارسا قد شیا
لاینال شأوه ولا یدرک فی مضامیر الفصاحة والبلا
وما شعر الرجل الامرآة التی تحکیه وما قوله الاقلم
فیه وتفاوتت اقدار الرجال بتفاوت ادراکها
علی قدرهما ولکل امرئ غایة وغایات الکبرا
ولقد حاز العلامة النقی من الغایات افضلها
اجلها واکملها فلم الحظ فضیلة الادائة السابق
ولا اکرومة الا ابو عذرتها والمتقدم فیها وهم
تدلک علی مکرماته ولا ینبئک مثل خبیر

بسم الله الرحمن الرحيم والحمد لله وحده

نعم لا شك ولا ريب في ان جناب الفاضل العلامة السيد علي نقي النقوي دامت
لم يزل مدة اقامته في النجف الاشرف بتكميل دروس الفقه والاصول مشتغلا
في اللغتين العربية والفارسية مداوما على ذلك وله حذق تام ومهارة كاملة
صناعة التدريس

من الراجي عفو ربه المدعو بالهادي
آل المرحوم كاشف الغطاء

بسم الله الرحمن الرحيم
وله الحمد والمجد

والسلام على عباده الذين اصطفى ، نبدي ان العالم
الورع التقي السيد علي نقي النقوي ما انفك مدة
في النجف الاشرف وهجرته اليها لتكميل دروس الفقه والاصول
مشتغلا بالتدريس في اللغتين العربية والفارسية
احرز فيهما قصب السبق وحاز في صناعة التدريس الملكة
والحذق فجدير ان يعتمد عليه ويستفاد به والله الموفق

٩ محرم سنة ١٣٥٠

محمد الحسين آل كاشف الغطاء

بسم الله الرحمن الرحيم

سماحة العلامة المصلح الكبير حجة الاسلام والمسلمين السيد هبة الدين الحسيني الشهرستاني

بعد تقديم اطيب التحية واجل الاحترام : هل لكم اطلاع بان العالم الفاضل — م

الافاضل — فضيلة السيد علي نقي النقوي — دام علاه كان مدة اقامته في النجف الا

لتكميل دروس الفقه والاصول لم يزل مشتغلاً بالتدريس باللغتين العربية والفارسية

مع حذق ومهارة فيه فان كنتم على علم من ذلك فبينوا لنا ولازلتم منارا للدين ؛

الحا
محمد صادق ا

الحسـ
محمد قاسم

الجواب بسم الله ولله الحمد

نعم ان السيد الاجل المنوه في السؤال باسمه الشريف كان اثناء اقامته

في النجف الاشرف واشتغاله بتكميل العلوم الدينية مشتغلاً بتدريس

الكتب العلمية باللغتين العربية والفارسية بحذاقة ومهارة ؛

حرره خادم العلم والدين

هبة الدين الحسيني الشهرستاني

بسم الله الرحمن الرحيم

ان جناب العلامة الهمام ملاذ الانام وركن الاسلام السيد علي نقي
النقوي اللكهنوي كان في النجف الاشرف محط انظار العلماء والفضلاء
مشهودا بفضيلته بين العرب والعجم مدرسا في علوم الدين باللغتين
العربية والفارسية بارعا في صناعة التدريس بحذق ومهارة مشهود
له فيهما والحمد لله رب العالمين - حرر ذلك في ٢٦/١/١٣٥١

حرره الراجي محمد رضا
آل يس الكاظمي

بسم الله الرحمن الرحیم

مخفی نماناد که جناب مستطاب شریعتمدار صفوة الافاضل والعلماء الاعلام ثقة الاسلام المؤید بتأیید الله العلی

مولانا سید علی نقی الصفوی دامت افاضاته و تأییداته دارای مراتب سامیه علمیه عملیه

و صفات جلیله زکیه و کمالات صوریه و معنویه می باشند بخصوص در لسان فارسی و عربی

مهارت تامه دارند و از عهده تدریس کتب ادبیه باحسن وجه و کمال خوبی بر می آیند

و گرچه این حقیر نسبت بمقامات رفیعه و درجات منیعه آنجناب دام علاه شایان

ذکر نمی باشد ولی محض جلب احوال دینی ایدهم الله بحسن تأییده تحریر شد این

نعمت وجود محترم آنجناب دام علاه را مغتنم دانسته از هیچگونه استفاده از آن

وجود محترم خودداری ننمایند و از هیچ قسم مساعدت با آنجناب دریغ نورزند.

والسلام علیه و علی جمیع اخواننا المؤمنین و رحمة الله

عبدالله الحائری

محمد حسین الحسینی